إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○ (حٰم سجدہ رکوع ۴)

المُبشّرات

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے پورے ہونے والے
کشوف والہامات کا ایمان افروز مجموعہ

Library 285
4.10.65
Review Of Religions

SADR ANJUMAN AHMADIYYAH KHILAFAT LIBRARY

مُرتّبہ
دوست محمد شاہد

ادارۃ المصنّفین ربوہ۔ ضلع جھنگ

52525

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝
وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

عرضِ حال

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پورے ہونے والے الہامات رؤیا اور کشوف کی ترتیب و اشاعت ایک علمی تحریک کے تحت ہو رہی ہے ہمارے ایک نومسلم انگریز بھائی مسٹر بشیر آرچرڈ نے (جو اس وقت ٹرینیڈاڈ میں فریضہ تبلیغ ادا کر رہے ہیں) ۱۹۵۶ء کے آخر میں حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور انور کے پورے ہونیوالے کشوف و الہامات کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے تا مغرب کی مادہ پرست دنیا کے سامنے اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور سلسلہ الہام کے تسلسل کا واقعاتی ثبوت پیش کیا جا سکے۔

قارئین حیران ہونگے کہ مسٹر بشیر آرچرڈ صاحب کی درخواست سے قریباً ڈیڑھ برس قبل حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ سے بذریعہ خواب یہ اطلاع مل چکی تھی کہ کسی غیر ملکی دوست کی طرف سے سلسلہ الہام و کلام کے جاری ہونے کے متعلق استفسار ہوگا اور آپ مختلف گذشتہ اولیاء امت کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے کشوف و الہامات بھی پیش فرمائیں گے۔ اس ضمن میں حضرت اقدس نے ۱۸-۹ مئی ۱۹۵۵ء کی درمیانی شب کو رؤیا میں جو نظارہ دیکھا اس کی تفصیل حضور ہی کے قلم سے درج ذیل کرتا ہوں۔

"میں نے دیکھا کہ کوئی شخص غیر ملکی یا مصری ہے یا یورپین وہ مجھ سے کچھ احمدیت یا اسلام کے متعلق دریافت کرتا ہے اور میں اسے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی ایسے بزرگ ہوتے چلے آئے ہیں جو صاحب کشف و رؤیا اور الہام تھے اس وقت ہمارے خاندان کا ایک لڑکا ہمارے پاس کھڑا ہے میں اسے کہتا ہوں کہ یہ خواجہ میر درد صاحب کی اولاد میں سے ہے .... خواجہ میر درد ایک مسلمان بزرگ گذرے ہیں .... خواجہ میر درد صاحب .... یہ خیال کر کے کہ میرے والد مجھے دنیا میں پھنسانے

لگے تھے گھر کے ایک کمرہ میں گھس گئے اور خوب روئے اور اتنا روئے کہ انکے درد نے اللہ تعالیٰ کے رحم اور محمد رسول اللہ صلعم کی محبت کو جذب کر لیا تب آپ کو اونگھ آگئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نظر آئے اور فرمایا کہ میر درد اٹھو میں تم کو طریقہ ناصریہ کی تعلیم دیتا ہوں یہ طریقہ آئندہ سب طریقوں سے اونچا ہے گا اور قیامت تک چلے گا اور آخر میں یہ مہدی آخرالزماں کے طریقہ میں جذب ہو جائیگا سو اس پیشگوئی کے مطابق جو کوئی سو سال پہلے ہوئی تھی اور کتابوں میں شائع ہو چکی ہے حضرت ام المومنین پیدا ہوئیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیاہی گئیں اس طرح خواجہ میر درد صاحب کے منہ سے جو پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروائی تھی اس کا ایک حصہ حضرت ام المومنینؓ کے ذریعہ سے پورا ہوا اس کے بعد آپ کے بطن سے اور حضرت مہدی آخرالزمان کی نسل سے میں پیدا ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا دوسرا حصہ میرے ذریعہ سے پورا ہوا پس میں اس پیشگوئی کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہوں میں نے دیکھا کہ میرے اس بیان سے اس مصری یا یورپین کے چہرے پر آثار تعجب و حیرت پیدا ہوئے گویا کہ اس نے معلوم کر لیا کہ اسلام میں اظہار غیب کا ایک لمبا سلسلہ جاری ہے جو سینکڑوں سال سے چلا آرہا ہے اور ختم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے نشانات متواتر اس کی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ"

یہ حیرت انگیز رؤیا جماعت احمدیہ کے مشہور آرگن "الفضل" میں ۲۱ مئی ۵۵ء کی اشاعت میں منظر عام پر آچکی ہے اور اب اس کا عملی ظہور اس کتاب کی شکل میں میں معزز قارئین کے سامنے ہے اور ہر قلب سلیم کو دعوت فکر دے رہا ہے

۵ ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا + نور ہی نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت + اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

اس مجموعہ کی ترتیب مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے دی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)۔ خاکسار ابوالمنیر نورالحق پروفیسر جامعہ احمدیہ مینجنگ ڈائرکٹر

(ادارۃ المصنفین ربوہ)

فہرست

مکالمات الٰہیہ کا عالمگیر سلسلہ۔ ۱

کلام الٰہی کا اسلامی تصوّر۔ ۲۵

باب اوّل۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ کے وہ کشوف والہامات جو آپ کے وجود مبارک میں پورے ہوئے) ۶۷

باب دوم (حضور کے ان کشوف والہامات کا تذکرہ جو خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے خاندان کے دوسرے افراد کے ذریعہ سے وقوع پذیر ہوئے) ۱۱۷

باب سوم۔ (جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے معرض ظہور میں آنے والے کشوف والہامات) ۱۳۳

باب چہارم۔ (غیر از جماعت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ذریعہ سے پورے ہونے والے رؤیا وکشوف) ۱۷۷

باب پنجم۔ (اندرونی اور بیرونی ابتلاؤں کے متعلق انکشافات ۱۸۳

باب ششم۔ (قومی، ملکی یا بین الاقوامی واقعات کے بارے میں آسمانی خبریں۔ ۲۲۷

باب ہفتم۔ (حضرت امام جماعت کی چند پیشگوئیاں مستقبل کے متعلق۔ . . . .

باب ہشتم۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مذاہب عالم کو پرخلوص دعوت ۳۱۵

خاتمہ ۳۱۹

مکالمات الٰہیّہ کا عالمگیر سلسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم و علٰی عبدہ المسیح الموعود

مکالمات الٰہیہ کا عالمگیر سلسلہ

خدا تعالیٰ نے جو پوری کائنات کا خالق و مالک ہے تخلیق عالم کے بعد پردہ ہائے آسمانی میں کہیں گوشہ نشینی نہیں اختیار کر لی بلکہ جیسا کہ مذاہب عالم کی تاریخ بتاتی ہے وہ ابتدا ہی سے اپنے پاک نہاد اور پاک باطن بندوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دیتا اور انہیں اپنے دلربا کلام سے نوازتا رہا ہے۔ گو یہ فیضان عام ہے اور حسب ظروف خدا کے بندوں میں سے ہر مستحق کو ملتا ہے مگر انبیاء و مرسلین خدا کی آسمانی بادشاہت کے سفیر ہوتے ہیں جن پر کھل کھل کر خدا بولتا اور غیبی خبریں ظاہر فرماتا ہے اور دنیا باوجود مخالف ماحول اور مخالف حالات کے ان خبروں کو جلد یا بدیر اپنی آنکھ سے پورا ہوتے دیکھ لیتی ہے۔

چنانچہ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت یونسؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمان، حضرت حزقی ایلؑ، حضرت دانیالؑ، حضرت مسیحؑ، حضرت کرشنؑ، حضرت رام چندرؑ، حضرت کنفیوشسؑ، زرتشتؑ، حضرت بدھؑ اور دوسرے بے شمار انبیاء (جن کے ناموں سے بھی آج ہم ناآشنا ہیں) آسمان روحانیت پر طلوع ہوتے اور کلام الٰہی

کی ضیا پاشیوں نے دنیا کے مشرق و مغرب کو بقعہ نور بنا دیا۔

بائبل جو گذشتہ جلیل القدر پیغمبروں کے کشوف و الہامات سے بھری پڑی ہے فقط ماضی کے دھندلے نقوش ہی اجاگر نہیں کرتی بلکہ حضرت مسیحؑ کے بعد ایک نئے ابدی سلسلہ نبوت کی طرف بھی راہنمائی کرتی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ :۔

۱۔ حضرت مسیحؑ کے زمانہ رسالت کے بعد ایک جدید دور آنے والا ہے جبکہ دنیا ایک نئی کروٹ لے گی اور آسمانی بادشاہت اسرائیلی قوم سے چھن کر بنو اسمٰعیل میں منتقل ہو جائیگی۔

۲۔ بنو اسمٰعیل میں سے "محمدؐ" کے مقدس نام سے ایک روح حقؐ برپا ہوگا جو فلسطین سے دُور فاران کی چوٹیوں پر ایک جھنڈا بلند کرے گا اور لوگ اُسکی طرف دیوانہ وار چلے آئینگے۔

۳۔ اس خدا نما وجود کو ہجرت کرنا پڑے گی اور ہجرت کے ٹھیک ایک برس بعد قیدار یعنی مکہ والے اس کے سامنے پسپا ہوں گے اور اُن کے بہادر سردار موت کے گھاٹ اُتارے جائیں گے۔ یہ معرکہ یہیں ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ ظلمت و نور کے فرزندوں میں اور بھی کئی خونریز جنگیں ہوں گی مگر خاک و خوں کے ان طوفانوں سے گذرنے کے بعد یہ فرستادہ اپنے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ وادیٔ فاران میں فاتحانہ شان سے جلوہ گر ہوگا۔

۴۔ یہ روح حقؐ حضرت موسیٰؑ کی مانند صاحب شریعت ہوگا اور اس کی شریعت . . . . ایک آتشین شریعت ہوگی۔ یعنی اُس کے نمودار ہوتے ہی دیگر مذہبی کتب کی عظمتیں ماند پڑ جائیں گی۔

یروشلم کے باشندے اس کے مقابلہ پر کمر بستہ ہوں گے اور شکست کھائینگے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس وقت یعقوب کے دونوں گھرانوں سے ناراض ہو چکا ہوگا اور موسوی شریعت کی صف لپیٹی جا چکی ہوگی۔

مندرجہ بالا پیشگوئی کی تفصیل بائبل کی جن آیات میں بیان ہوئی ہے اُن میں سے چند درج ذیل

سلہ یہ حصہ اکثر و بیشتر حضرت امام جماعت احمدیہ کی معرکۃ الآراء تالیف "دیباچہ تفسیر القرآن" سے ماخوذ ہے (مرتب)

کی جاتی ہیں :-

ا۔ "یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہُوا .... اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کا میوہ لائے دے دی جائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔" [۵۱]

ب۔ "میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا... اور جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنیگا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا۔" [۵۲]

ج۔ "میرا محبوب سُرخ و سفید ہے دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔[۵۳] اس کا مُنہ شیریں ہے ہاں وہ "محمدیم" ہے۔"[۵۴][۵۵]

وہ قوموں کے دور سے ایک جھنڈا کھڑا کرتا ہے... اور دیکھ وے دوڑ کے جلد آتے ہیں کوئی ان میں نہ تھک جاتا اور نہ پھسل پڑتا ہے وے نہیں اونگھتے اور نہیں سوتے اُن کا کمربند کھلتا نہیں ہے اور نہ اُن کی جوتیوں کا تسمہ ٹوٹتا ہے اُن کے تیر تیز ہیں اُن کے گھوڑوں کے سُم چقماق کے پتھر کی مانند ٹھہرتے ان کے پہیے گردباد کی مانند ہوئے شیرنی کی مانند گرجتے ہیں ہاں وے غرّاتے اور شکار پکڑتے اور بے روک ٹوک

---

۵۱ متی باب ۲۱ آیت ۴۲ - ۴۶

۵۲ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ - ۲۰ ۵۳ غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۰-۱۲

۵۴ عبرانی میں اس مقام پر بالصراحت "محمدیم" کا لفظ مذکور ہے جس کا ترجمہ سراپا عشق انگیز کے الفاظ میں کیا جاتا ہے حالانکہ "محمد" آنے والے نبی کا نام ہے اور یم کے الفاظ عبرانی محاورہ کے مطابق تعظیم کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ (مرتب)

۵۵ غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۵-۱۶

لے جاتے ہیں اور کوئی بچانے والا نہیں۔ اور اُس دن اُن پر ایسا شور مچائینگے جیسا سمندر کا شور ہوتا ہے... اور کیا دیکھتے ہیں کہ اندھیرا اور تنگ حالی ہے" ۱ھ

د- "عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے... خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا ہنوز ایک برس مزدور کے برسوں کے مطابق ٹھیک ایک برس میں قیدار۲ھ کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر گھٹ جائیں گے" ۳ھ

ہ- "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی" ۴ھ

و- "رب الافواج ہی کو تم اس کی تقدیس کرو اور اُسی سے ڈرتے رہو۔ اور وہ تمہارے لئے ایک مقدس ہوگا۔ پر اسرائیل کے دونوں گھرانوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان اور یروشلم کے باشندوں کے لئے پھندا اور دام ہوگا بہت لوگ اُن سے ٹھوکر کھائیں گے... اور دام میں پھنسیں گے اور

۱ھ یسعیاہ باب ۵ آیت ۲۶-۳۰

۲ھ قیدار حضرت اسمٰعیل کے ایک بیٹے کا نام ہے جو قریش کا جد امجد تھا اور یہاں مراد قریش ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ایک سال بعد بدر کے مقام پر نبرد آزما ہوئے اور بری طرح ناکام ہوئے اسی معرکے میں ان کا سپہ سالار ابو جہل بھی کام آیا ۳ھ یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳-۱۷۔

۴ھ استثناء باب ۳۳ آیت ۲ (پیدائش باب ۲۱ سے ثابت ہے کہ فاران وادی مکہ کا نام ہے جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پلے بڑھے تھے) خداوند کے دس ہزار قدسیوں سمیت آنے کا واقعہ دسمبر ۶۲۹ء میں لفظاً لفظاً پورا ہوا جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے دسویں سال مکہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ خدائی پیشگوئی کے مطابق اس وقت حضور علیہ السلام کے ہمرکاب دس ہزار قدوسی یعنی صحابہ تھے۔

ان لیے کہ ملائکہ بھی بن گئے شہادت ہو کر دین کی دولت کو دیکھیں گے جو آل یعقوب
کے گھر سے اپنا منہ چھپاتا ہے میں اس کا منتظر رہوں گا۔" ۵۵

کتاب مقدس کی مندرجہ بالا آیات کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ خدا کی یہ نعمتیں کسی پہلو سے ... اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ الہامی پیشگوئیاں جو آج سے تقریباً ... برس پہلے حضرت یسعیاہ نبی کی زبانی سنائی گئی تھیں وہ چھٹی صدی عیسوی میں حضرت بانی اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور قرآن مجید کے نزول سے پوری ہو چکی ہیں جس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ سلسلہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اب امت محمدیہ میں منتقل ہو چکا ہے اور علوم حقیقی کا دریا اس قوم کی طرف بہہ نکلا ہے جو وادیٔ فاران سے بلند ہونے والی آواز کی شنوا ہوئی۔ پھر یہ فیضان اس کثرت و وسعت سے جاری ہوا کہ ایک عالم دنگ رہ گیا۔ ... دنیا کا ایک ایک گوشہ چشمہ قرآن سے خوب سیراب ہوا۔ ایک طرف انڈونیشیا اور ہندوستان کے کناروں اور دوسری طرف سپین اور فرانس کی حدود تک ساری دنیا ... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چہرے سے جگمگا اٹھی اور انسانیت کو وہ لازوال دولت نصیب ہوئی جو حضرت اسحاق کے فرزند کھو بیٹھے تھے۔ چونکہ اسلام میں مکالمات الٰہیہ کا وسیع اور ہمہ گیر سلسلہ جاری ہوا اس لئے اولیاء امت کا احصاء ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر صرف چند اہل کشف و الہام کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ، حضرت اویس قرنیؒ، حضرت ابراہیم ادہمؒ، حضرت ذوالنون مصریؒ، حضرت ابو الحسن خرقانیؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت ابوبکر شبلیؒ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت جنید بغدادیؒ،

---

۵۵ یسعیاہ باب ۸ آیت ۱۳ ... [illegible]
[illegible]

حضرت فضیل بن عیاضؒ، حضرت سری سقطیؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت بہاء الدین نقشبندیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ، حضرت علی الہجویری عرف داتا گنج بخشؒ، حضرت فرید الدین عطارؒ، حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ، حضرت خواجہ فرید الدینؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ، حضرت خواجہ محمد ناصرؒ، حضرت خواجہ میر دردؒ، حضرت سید احمد صاحب بریلوی، حضرت اسمٰعیل شہیدؒ، (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف پانے والوں کی یہ ایک نا تمام سی فہرست ہے جس پر سرسری نگاہ ڈالتے ہی یہ حقیقت خوب نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ قسّام ازل کا اُمّت مصطفیٰؐ میں جاری کردہ سلسلہ الہام و کلام کتنی عظیم وسعت کا حامل ہے اور زمین و زماں کی حدبندیوں سے بے نیاز ہو کر ہر زمانہ ہر ملک اور ہر قوم پر چھایا ہوا ہے۔

انیسویں صدی اسلام کی تاریخ میں ایک زبردست انقلابی دور کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اسی میں اقوام عالم کا وہ عظیم الشان موعود پیدا ہوا جس کے لئے ساری دنیا چشم براہ تھی۔ یہ موعود پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی خادم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو بائبل، قرآن مجید، احادیث اور اولیائے اُمّت کی بیان کردہ علامتوں کے عین مطابق وقت پر مبعوث ہوئے۔

گذشتہ نوشتوں میں آخری زمانے کے موعود کے متعلق بڑی تفصیلی خبریں موجود تھیں۔ مثلاً بتایا گیا تھا کہ :-

۱۔ "دائمی قربانی کی موقوفی" یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ایک ہزار دو سو نوّے سال میں خدا کا ایک فرستادہ ظاہر ہوگا۔ [۱]

---

[۱] دانیال باب ۱۲ آیت ۱۱-۱۳ (عیسوی سن کے مطابق ۱۸۷۴ء بنتا ہے)

۲- یہ فرستادہ افق مشرق سے[۵۱] طلوع ہوگا اور "کدعہ"[۵۲] کی بستی اس کا مولد و مسکن ہوگی
۳- آنے والا موعود فارسی الاصل ہوگا۔[۵۳]
۴- وہ "غلام"[۵۴] "احمد"[۵۵] اور محمد[۵۶] کے ناموں سے یاد کیا جائے گا۔
۵- اس کا رنگ گندم گوں ہوگا۔ پیشانی کشادہ اور چمکیلی، ناک بلند اور بال لمبے اور سپید ہے۔[۵۷]
۶- اس موعود کی بعثت پر "سورج تاریک ہوجائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا"۔[۵۸]
اناجیل کی اس بیان کردہ علامت کی تفصیل حدیث میں بایں الفاظ مندرج ہے۔
"اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَنْكَسِفُ

---

۵۱ متی باب ۲۴ آیت ۲۷ میں لکھا ہے "جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا"
۵۲ جواہر الاسرار (از شیخ حمزہ بن علی) کدعہ وشارات فریدی حصہ سوم ص۳۶
۵۳ بخاری مصری (جلد ۳ ص۱۳۱ زیر تفسیر آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم) میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی درج ہے "لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھٰؤلاء" کہ خواہ ایمان ثریا پر بھی پہنچ جائے سلمان فارسی کی قوم سے کئی افراد یا ایک فرد اسے پھر واپس لے آئے گا۔
۵۴ شیعہ لٹریچر کی مشہور کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے :-
"اذا سارت الرکبان ببیعۃ الغلام" یعنی سواریاں یہ خبر لیکر چلیں گی کہ "غلام" کی بیعت ہو رہی ہے۔ یاد رہے کہ "غلام" کا لفظ یہاں لغوی معنوں میں مستعمل قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ غلام عربی زبان میں نوعمر لڑکے کو کہتے ہیں اور اسی کتاب میں امام مہدی کی عمر چالیس سال کی لکھی ہے۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۹)
۵۵،۵۶ لہ اسمان اسم یخفی واسم یعلن فاما الذی یخفی فاحمد واما الذی یعلن فمحمد"
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۹) یعنی اس موعود کے دو نام ہونگے احمد اور محمد پہلا مخفی اور دوسرا نمایاں۔
۵۷ بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال و ابوداؤد جلد ۲ ص۲۳۸ المطبع التازیہ مصر
۵۸ متی باب ۲۴ آیت ۲۹

القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ“ ۵۱

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو ایسے زبردست نشان ظاہر ہوں گے جو زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر اب تک اس رنگ میں کسی مامور کے وقت ظاہر نہیں ہوئے چاند کو (گرہن کی مقررہ راتوں میں سے) پہلی رات کو گرہن ہوگا۔ اور سورج کو (گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے وسطی تاریخ کو۔ اور یہ دونوں گرہن رمضان کے مہینے میں ہونگے۔

۷۔ ”ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی“ ۵۲

۸۔ ”قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور بڑے بھونچال آئیں گے اور جا بجا کال اور مری پڑے گی“ ۵۳

۹۔ اس موعود کے زمانے میں حقیقتِ محمدی حقیقتِ احمدی کے نام سے موسوم ہوگی ۵۴ اور تمام جہان ایک نور سے روشن ہوگا اور اس نیرِ اعظم کے انوار میں سب فرقوں کے ستاروں کی روشنی گم ہو جائے گی۔ ۵۵

---

۵۱ دارقطنی مطبع فاروقی دلی ص ۱۸۸

۵۲ متی باب ۲۴ آیت ۲۹

۵۳ لوقا باب ۲۱ آیت ۱۰ - ۱۱

۵۴ ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف مبدا و معاد مطبع کانپور ص ۲۸

۵۵ یہ پیشگوئی حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو دلی کے مشہور صوفی حضرت خواجہ محمد ناصر کے عالی گہر فرزند اور اپنے زمانہ میں چوٹی کے بزرگ تھے۔ یہ دونوں مقدس اور خدا نما وجود - - - - - - - - - - - - - - آج ہندوستان کے پائے سلطنت دلی میں آرام فرما رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہندوستان کے مشہور ادیب خواجہ سید ناصر نذیر فراق (وفات ۱۸۔ فروری ۱۹۳۳ء) کی تصنیف میخانہ درد ص ۱۲۸

۱۰۔ وہ موعود کا سر صلیب ہو گا جس کے الہامی معنے گزشتہ بزرگوں نے یہ بتائے کہ عیسائیت کا مضبوط قلعہ مسیح موعود کے زبردست دلائل کی بے پناہ قوتوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔ ۵۱

یہ پیشگوئیاں امام عصر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے نہایت حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئیں۔ حضرت اقدس ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان (بھارت) میں عالم افروز ہوئے ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں آپ کو شرف مکالمہ بخشا گیا۔[۵۲] آپ تیمور کے چچا حاجی برلاس کی نسل میں سے تھے اس لئے آپ کا فارسی الاصل ہونا اپنوں اور بیگانوں کے یہاں مسلّم تھا۔[۵۳] آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل عاشق تھے اسی لئے آپ کو الہام الٰہی میں استعارۃً "محمد" (صلے اللہ علیہ وسلم) کہا گیا لیکن آپ کا پیدائشی نام "غلام احمدؑ" تھا آپ ہی وہ برگزیدہ انسان ہیں جن کی تائید میں ۱۸۹۴ء میں آفتاب و ماہتاب تاریک ہوئے اور شہاب ثاقب کا سقوط ہوا۔ آپ کے ظہور کے بعد عالمگیر جنگیں، قیامت خیز زلازل، ہوشربا قحط اور طاعون جیسی وبائیں بھی پوری شدّت سے اُبھریں۔ آپ کی تحریک احمدیت کے نام سے اکناف عالم تک چھا رہی ہے اور آپ کے پیرو احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ اپنے دعویٰ ماموریت سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک دنیا بھر میں یہ منادی کرتے رہے کہ دنیا میں آج زندہ مذہب صرف اسلام ہے کیونکہ اس کی بدولت خدا تعالٰے سے کلام و الہام کا گلشن کھلتا ہے اور خزاں رسیدہ دلوں میں پھر سے بہار آ جاتی ہے۔ آپ نے کم و بیش ۸۰ کتب تصنیف فرمائیں جن میں بڑی شرح و بسط

---

۵۱ عمدۃ القاری فی شرح البخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴ بحوالہ تفہیمات ربانیہ ص ۶۱۶

۵۲ حقیقۃ الوحی طبع اول صفحہ ۱۹۹

۵۳ سر لیپل گریفن کی کتاب "Punjab Chiefs" آپ کے ایک شدید معاند مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اشاعۃ السنّۃ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ میں لکھتے ہیں :-
"مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں فارسی الاصل ہیں"

سے وقت کے اہم روحانی ، تمدّنی ، معیشی اور اخلاقی مسائل پر روشنی ڈالی اور زبردست دلائل سے دنیا کے ادیان پر اسلامی نظام عمل کا فائق ہونا ثابت کیا۔ اگرچہ یہ مباحث بھی علم و معرفت کا ایک لازوال خزینہ ہیں جس کی بے مثال عظمتوں اور رفعتوں کا اندازہ لگانا انسانی عقل کی بساط میں نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ آپ کا عظیم ترین کارنامہ (جس نے گزشتہ علم کلام کی بساط اُلٹ دی اور ادیان باطلہ بالخصوص عیسائیت کو کھلی شکست اٹھانا پڑی) یہ تھا کہ آپ نے الہام الٰہی کی زندہ برکات و نشانات کے ذریعہ اسلام کی صداقت کو نیّر النہار کی طرح روشن اور عیاں کر دکھایا۔ اس طرح آپ" نیّر اعظم" بھی ثابت ہوئے اور کاسر الصلیب بھی۔ اس تعلق میں حضور کی معرکۃ الآراء تالیف براہین احمدیہ کا ایک اقتباس لکھ دینا کافی ہوگا۔ دیکھئے خدا کا یہ شیر کس شان سے مذاہب عالم کو چیلنج کر رہا ہے :۔

" اعجاز اثر کلام قرآن کی نسبت ہم یہ ثبوت رکھتے ہیں کہ آج تک کوئی ایسی صدی نہیں گذری جس میں خدا تعالےٰ نے مستعد اور طالب حق لوگوں کو قرآن شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے کامل روشنی تک نہیں پہنچایا اور اب بھی طالبوں کے لئے اس روشنی کا نہایت وسیع دروازہ کھلا ہے یہ نہیں کہ صرف کسی گذشتہ صدی کا حوالہ دیا جائے۔

جس طرح سچے دین اور ربّانی کتاب کے حقیقی تابعداروں میں رُوحانی برکتیں ہونی چاہئیں اور اسرار خاصہ الٰہیہ سے ملہم ہونا چاہیئے وہی برکتیں اب بھی جوئندوں کے لئے مشہود ہو سکتی ہیں۔ جس کا جی چاہے صدق دل سے رجوع کرے اور دیکھے اور اپنی عاقبت کو درست کرے انشاءاللہ تعالیٰ ہر ایک طالب صادق اپنے مطلب کو پائے گا اور ہر ایک صاحب بصارت اس دین کی عظمت کو دیکھے گا۔ مگر کون ہمارے سامنے آکر اس بات کا ثبوت

دے سکتا ہے کہ وہ آسمانی نور ہمارے کسی مخالف میں بھی موجود ہے اور جس نے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور افضلیت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا ہے وہ بھی کوئی روحانی برکت اور آسمانی تائید اپنے شامل حال رکھتا ہے۔ کیا کوئی زمین کے اس سرے سے اس سرے تک ایسا متنفس ہے کہ قرآن شریف کے ان چمکتے ہوئے نوروں کا مقابلہ کر سکے کوئی نہیں ایک بھی نہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں اُن کے ہاتھوں میں بجز باتوں ہی باتوں کے اور خاک بھی نہیں حضرت موسیٰؑ کے پیرو یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰؑ اس دنیا سے کوچ کر گئے تو ساتھ ہی اُن کا عصا بھی کوچ کر گیا کہ جو سانپ بنا کرتا تھا۔ اور جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کے اتباع کے مدعی ہیں اُن کا یہ بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اُٹھائے گئے تو ساتھ ہی وہ برکت بھی اُٹھائی گئی جس سے حضرت ممدوح مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے ..... اُن کا یہ بھی تو قول ہے کہ وہی عیسائی مذہب کے باراں امام آسمانی نوروں اور الہاموں کو اپنے ساتھ لے گئے اور اُن کے بعد آسمان کے دروازوں پر پکے قفل لگ گئے اور پھر کسی عیسائی پر وہ کبوتر نازل نہ ہُوا کہ جو اوّل حضرت مسیح پر نازل ہو کر پھر آگ کے شعلوں کا بھروپ بدل کر حواریوں پر نازل ہُوا تھا۔ گویا ایمان کا وہ نورانی دانہ کہ جس کے شوق میں وہ آسمانی کبوتر اُترا کرتا تھا انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ اور پھر بجائے اس دانہ کے عیسائیوں کے ہاتھ میں دنیا کمانے کی پھائی رہ گئی جس کو دیکھکر وہ کبوتر آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ غرض بجز قرآن شریف کے اور کوئی ذریعہ آسمانی نوروں کی تحصیل کا موجود نہیں۔" ؎۵

؎۵ براہین احمدیہ حصہ چہارم (طبع اوّل ۱۸۸۴ء) صفحہ ۲۶۲ - ۲۶۳

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اس کثرت و تواتر سے آسمانی نشانات اور روحانی برکات کا مینہ برسایا کہ جھڑیں لگ گئیں۔ صدیوں کی قحط سامانیاں کافور ہوئیں۔ پُرہول بیابان گلستانوں میں بدل گئے اور ریگ زاروں کا چپہ چپہ گل و گلزار بن گیا۔ یہ وہ رُوحانی تغیر ہے جس کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

اُن لاکھوں غیبی خبروں میں سے جو اپنے وقت میں کمال آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئیں آپ کی شہرہ آفاق پیشگوئی "پسر موعود" کے ظہور سے متعلق ہے جس کا انکشاف حضور پر ہوشیارپور میں چالیس دن کی شبانہ روز دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا۔ جس پر آپ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو مندرجہ ذیل اشتہار شائع فرمایا :۔

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے

وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔[۵]

---

۵ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء (آئینہ کمالات اسلام)

اس مقام پر یہ بتانا نہایت ضروری ہے کہ "پسر موعود" کے متعلق یہ الہامی الفاظ گو پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوتے مگر اس کا اعلان یسعیاہ نبی نیز حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد متعدد اولیاء و اصفیاء فرماتے رہے ہیں۔

چنانچہ طالمود (جوزف بارکلے) میں لکھا ہے :۔

It is also said that He (The Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grand son In proof of this opinion Isaiah XLII 4 is quoted "He shall not fail nor be discouraged, till he have set judgement in the earth": and the isles shall wait for his law" [1]

یسعیاہ کی وہ آیت جو طالمود میں اس پیشگوئی کے ثبوت میں پیش کی گئی ہے کہ مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ کا فرزند آسمانی بادشاہت کی باگ ڈور سنبھالے گا اپنے ماحول اور سیاق و سباق سمیت درج ذیل کی جاتی ہے۔

"میں نے شمال سے ایک کو برپا کیا ہے وہ آپہنچا۔ وہ آفتاب کے مطلع سے آکر میرا نام لے گا اور امیروں کو گارے کی طرح لتاڑے گا ... میں نے ہی پہلے صیون سے کہا کہ دیکھ اُن کو دیکھ اور میں ہی ایک **بشیر** بخشوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی نہیں ان میں کوئی مشیر نہیں جس سے پوچھوں اور وہ مجھے جواب دے۔ دیکھو وہ سب کے سب بطالت ہیں اُن کے کام ہیچ ہیں اُن کی ڈھالی ہوئی مورتیں بالکل ناچیز ہیں۔

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اُس میں ڈالی وہ قوموں میں عدالت جاری

---

[1] طالمود جوزف بارکلے باب پنجم ص ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء

کرے گا۔ اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا وہ ماندہ نہ ہوگا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم کرے ..... خداوند یوں فرماتا ہے مَیں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔ مَیں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا۔ اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دُوں گا کہ تُو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانے سے چھڑائے" ؎۱

یسعیاہ کے مندرجہ بالا الفاظ اپنی تشریح آپ ہیں۔ ان کے ابتدا میں مسیح موعود کی بعثت کا ذکر کیا گیا ہے پھر ایک "بشیر" کے دیئے جانے کی پیشگوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اِس سے دین اسلام کا برحق اور باقی مذاہب کا باطل ہونا بالکل ثابت ہو جائے گا اس کے بعد بشیر یعنی پسر موعود کی اکثر صفات بتائی گئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پاکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع فرمائی تھیں مثلاً

طالمود	اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
۱۔ "میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے"	۱۔ "جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"
۲۔ "مَیں نے اپنی رُوح اس میں ڈالی"	۲۔ "ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے"
۳۔ "وہ قوموں میں عدالت جاری کریگا"	۳۔ "قومیں اس سے برکت پائینگی"

؎۱ یسعیاہ باب ۴۱۔ ۴۲

۴۔ وہ نہ چلائے گا وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہیں توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا	۴۔ "وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم"
۵۔ "وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمّت نہ ہارے گا۔"	۵ " اولوالعزم" [۱]
۶۔ "قوموں کے لئے نور تجھے دوں گا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے"	۶۔ "نور آتا ہے نور"
۷۔ "اور اسیروں کو قید سے نکالے"	۷۔ "اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔"

خدا تعالیٰ کی تجلیوں کا یہ کتنا شاندار نظارہ ہے کہ جب یسعیاہ نبی پر نازل ہونے والے کلام کے پورا ہونے کا وقت آپہنچا تو خدا تعالےٰ نے ٹھیک انہی الفاظ میں مسیح موعود کو فرزند موعود کی بشارت دی

یسعیاہ کی پیشگوئی درج کرنے کے بعد اب ہم اسلام کے عہد زرّیں کی طرف آتے ہیں۔ بانی اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی آمد کی تفصیلی خبر دیتے ہوئے آج سے چودہ سو برس پیشتر پیشگوئی فرمائی

'یتزوج و یُولد لہٗ' [۲]

یعنی مسیح موعود ایک (خاص) نکاح کرے گا اور اس کے یہاں (موعود) فرزند ہوگا "خاص" اور "موعود" کے الفاظ گو متن حدیث کا جزو نہیں ہیں تاہم بین السطور خود بخود کہہ رہا ہے کہ یہاں محض عام رنگ میں شادی اور اولاد کا تذکرہ ہرگز مقصود نہیں ورنہ مسیح موعود کی علامات میں ان کا ذکر محض عبث قرار

---

[۱] تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۲۰ مرتب
[۲] مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسٰی بن مریم۔

پاتا ہے۔ پس بے شبہ حضور کی زبان فیض ترجمان سے ان الفاظ میں مسیح موعود کی خاص شادی اور موعود اولاد کی خبر دی گئی تھی۔ دراصل یہی وہ اصولی خبر تھی جس کی تفصیلات بعد کو امت محمدیہ کے متعدد اولیاء پر منکشف کی گئیں۔ چنانچہ سپین سے حضرت محی الدین ابن عربی رح[1]۔ روم سے مولانا جلال الدین رومی رح[2]۔ شام سے حضرت امام یحییٰ بن عقب[3]۔ اور ایران سے حضرت نعمت اللہ ولی رح[4] اپنے اپنے زمانہ میں متواتر یہ بھاری بشارت سناتے آئے کہ مسیح موعود کے بعد اس کا ایک صاحب عظمت و شوکت فرزند تخت خلافت پر متمکن ہوگا بعض نوشتوں میں تو پوری صراحت کے ساتھ اس کا نام (محمود) بھی بتا دیا گیا[5]

یہ تو موعود اولاد کے متعلق اولیاء امت کے کشوف و الہامات ہیں۔ جہاں تک "خاص شادی" سے متعلق خبر کا تعلق ہے یہ راز صدیوں تک سربستہ ہی رہا یہاں تک

---

[1] تفسیر محی الدین ابن عربی رح صفحہ ۳۸۲ میں لکھا ہے کہ مقام "محمود" کی خبر مسیح موعود کے زمانہ میں پوری ہوگی۔

[2] مولانا رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

طفل نو زادہ شود حبر و فصیح
حکمت بالغ بخواند چوں مسیح } (دفتر ششم صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ کانپور)

ترجمہ:۔ ایک نو عمر بچہ عالم و فصیح ہوگا اور مسیح کی طرح اس کی زبان پر حکمت بالغ جاری ہوگی۔

[3] پانچویں صدی ہجری کے یہ عارف باللہ صوفی لکھتے ہیں۔

و محمود سیظهر بعد هذا
و یملك الشام بلا قتال (شمس المعارف الکبریٰ (مصری) صفحہ ۳۴۰)

ترجمہ:۔ مسیح موعود کے بعد "محمود" جلوہ افروز ہوگا۔ اور بغیر کسی جنگ کے شام کا (روحانی) فاتح ہوگا۔

[4] حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی۔ ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم } (اربعین فی احوال المہدیین)

مسیح موعود کا دور جب ختم ہوگا۔ تو اس کا فرزند بطور یادگار موجود ہوگا۔

[5] شمس المعارف صفحہ ۳۴۰ و بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ

حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش سے قریباً ایک صدی پیشتر دلی کے مشہور باکمال بزرگ حضرت خواجہ محمد ناصر رحمۃ اللہ علیہ کو عالم کشف میں بتایا گیا کہ معرفت و ولایت کی "ایک خاص نعمت تھی جو خانوادہ نبوت نے تیرے واسطہ محفوظ رکھی تھی اس کی ابتدا تجھ پر ہوئی ہے اور انجام اس کا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوگا" [1]

قارئین حیران ہوں گے کہ اس خدائی مکاشفہ کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۸۸۱ء میں الہاماً بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے آپ کی ایک دوسری شادی کا انتظام کرنے والا ہے۔ چنانچہ چار سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ باوجود تہذیب و تمدن کی متعدد الجھنوں اور قومیت و عمر کے زبردست تفاوت کے اللہ تعالیٰ نے نہایت خارق عادت رنگ میں خود ہی نئے رشتہ کا انتظام فرمایا اور یہ انتظام بھی ایسے گھرانے میں جس کا تعلق براہ راست حضرت خواجہ محمد ناصرؒ کے ساتھ تھا اور وہ اس طرح کہ آپ کی گدی کے حقیقی وارث اور نواسے حضرت خواجہ میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر نیک اختر (ام المومنینؓ) حضرت نصرت جہاں بیگم (رضی اللہ عنہا) کو آپ کے عقد زوجیت میں دے دیا اور اس طرح خانوادہ نبوت کی وہ نعمت جس کی ابتدا خواجہ محمد ناصر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تھی اس کا انجام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ذات پر ہوا۔

حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم (رضی اللہ عنہا) کے مقدس بطن سے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - - - - - - - - - - - - - - -

[1] میخانہ درد مؤلفہ خواجہ سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی مطبوعہ حیدر برقی پریس دلی طبع اول (مارچ سنہ ۱۰ء) ص ۲۶

جو "پسر موعود" اور گذشتہ انبیاء و صلحاء کی پیشگوئیوں کے مصداق ہیں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو تولد ہوئے آپ ۱۸۹۸ء میں تحصیل علم کی غرض سے قادیان کی ایک مقامی درسگاہ میں داخل ہوئے لیکن کسی ایک بھی درسی امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے اور محض جذبہ عقیدتمندی کے باعث اگلی جماعت میں شامل کئے جاتے رہے ۱۹۰۰ء کی ایک تاریخی شب کو آپ پر خدا تعالیٰ سے محبت و شیفتگی کی عاشقانہ کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے رات کی خاموش تنہائیوں میں اپنے پیارے خدا سے ہمیشہ پابند صلوٰۃ رہنے کا عہد کیا۔ مئی ۱۹۰۸ء میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نعش مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر ایک دوسرا عہد یہ باندھا کہ اگر سارے لوگ مسیح موعودؑ کو چھوڑ دیں تب بھی آپ تنہا ساری دُنیا کا مقابلہ کریں گے۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفۃ المسیح اول حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب جماعتِ احمدیہ کا ایک عنصر جس کی قیادت چند مغربیت زدہ افراد کر رہے تھے نظام خلافت سے الگ ہوئے تو قدرت کی طرف سے آپ کو قبائے خلافت پہنائی گئی۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں آپ کو عالم کشف میں بتایا گیا کہ آپ ہی پسر موعود ہیں۔ آپ ۱۹۴۷ء کے وسط تک قادیان (بھارت) میں اقامت گزین تھے لیکن بعد کو جب ملک کا سیاسی ماحول سخت مخدوش ہو گیا آپ ہجرت کر کے پاکستان میں تشریف لے آئے۔ ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات جماعتی نظم پر نہایت درجہ اثر انداز ہوئے لیکن آپ نے یہاں پہنچتے ہی مشکلات کے بپھرے ہوئے طوفانوں پر قابو پالیا اور چند سالوں کے اندر اندر ربوہ ایسی جدید اور بارونق بستی آباد کر کے ستم رسیدہ جماعت کو پھر سے مرکزیت کی مضبوط چٹانوں سے مربوط کر دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی دلربا اور مقناطیسی شخصیت آج دنیا کی خصوصی توجہ کا مرکز بن چکی ہے۔ امریکہ۔ یورپ۔ افریقہ اور ایشیا کے لاکھوں

بہترین دماغ آپ کی غلامی کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھتے ہیں۔ آپ کی قوتِ قدسی کا یہ ادنیٰ ترین کرشمہ ہے کہ آپ کے سینکڑوں جانفروش شاگرد دنیا کے گوشہ گوشہ میں قرآنی تعلیمات کی اشاعت میں مصروف ہیں۔

آپ کو دنیا کے تمام ضروری اور اہم علوم مثلاً سیاست فلسفہ۔ اقتصادیات۔ تاریخ۔ علم النفس۔ تمدن۔ علم الاخلاق۔ اور سائنس وغیرہ میں زبردست دستگاہ حاصل ہے اور مذہبی میدان کے تو آپ موجودہ دنیا میں سب سے بڑے شہسوار ہیں جس کا سطحی سا اندازہ حضور کی معرکۃ الآراء تصانیف اور علم و عرفاں سے لبریز تقاریر سے لگ سکتا ہے۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور یسعیاہ نبی کے کلام میں پسرِ موعود کے متعلق جو خبر مذکور ہے وہ در اصل صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ بیسیوں عظیم الشان پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس کا ایک ایک لفظ مستقبل پیشگوئی ہے جس کی واقعاتی تشریح کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ لہٰذا زیرِ نظر کتاب فقط اس حصہ کے لئے وقف ہے۔ کہ

"ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے"

روح ڈالنے کا محاورہ آسمانی صحف میں ہمیشہ کلام الٰہی کے لئے مستعمل ہے پس ان الفاظ میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ پسرِ موعود کو الہام و کلام کی برکتوں سے نوازے گا اور کثرت کے ساتھ غیبی خبریں اس پر منکشف ہونگی۔ چنانچہ حضرت امامِ جماعت احمدؐیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نہ صرف صاحبِ کشف و الہام ہیں بلکہ حضور کے کشوف والہامات کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے گویا کلام الٰہی کا بحرِ مواج ہے جسکی اتھاہ گہرائیوں تک رسائی عقل انسانی کے لئے ناممکن ہے۔ یقیناً ایک وقت آئے گا کہ دنیا اس آسمانی خزانہ سے پوری طرح مالا مال ہوگی۔ اور حضور کے کشوف والہامات کا ایمان افروز مرقع شائع کرنے کی ہم توفیق پائیں گے۔ لیکن سردست کشوف والہامات کا صرف وہ حصہ ہدیہ قارئین

کیا جا رہا ہے جو ہماری نگاہ میں کسی نہ کسی رنگ میں پورا ہو چکا ہے۔ پورا ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کلام الٰہی کی سبھی تعبیریں ظاہر ہو چکی ہیں اب ان کے دوبارہ یا سہ بارہ ظہور کا امکان نہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ الٰہی خبریں اکثر مختلف زمانوں اور گوناگوں رنگ میں پوری ہوتی ہیں اور اس طرح ان کا تکرار کے ساتھ دنیا کے سامنے آنا پیشگوئی کی عظمت میں اضافے کا موجب ہی بنتا ہے۔ پس ممکن ہے کسی وقت ان پیشگوئیوں کا ظہور کسی اور رنگ میں بھی مقدر ہو اور یہ ظہور پہلے سے بھی زیادہ شاندار ہو۔

تاہم موجودہ شکل میں پورے ہونے والے کشوف بھی کیفیت وکمیت دونو لحاظ سے خارق عادت پہلو لیئے ہوئے ہیں۔ کمیت کے لحاظ سے ان کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے اور کیفیت کے لحاظ سے وہ آپ کی ذات آپ کے خاندان اور جماعت احمدیہ کے علاوہ غیر از جماعت بلکہ غیر مسلم حلقوں سے لے کر دنیا کے بین الاقوامی واقعات پر محیط ہیں۔

قارئین کرام! کلام الٰہی کا تسلسل بتاتے ہوئے ہم انسانیت کے اوّلین دور تہذیب وتمدن سے گذر کر علمی انکشافات کے موجودہ زمانہ میں آ پہنچے ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ باب کا آخری حصہ کچھ طوالت پکڑ گیا ہے لیکن ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ پسر موعود کے وجود کو بیسویں صدی کے روحانی ماحول میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے ورنہ یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پیدا کردہ جماعت میں خدا کے فضل سے سینکڑوں اہلِ کشف والہام بزرگ موجود ہیں اور ہمارا اعتقاد ہے کہ الہام وکلام کا یہ سلسلہ قیامت تک بدستور جاری وساری رہے گا کیونکہ اب اسلام ہی موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بولتا ہے اور مسیح موعودؑ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب حقیقت سے

منوّر ہونے والا وہ نیرِ اعظم ہے جس کے طلوع ہوتے ہی دوسرے فرقوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ بجھ چکے ہیں۔ اور لڑکھڑاتی ہوئی شمعیں بے نور ہو گئی ہیں۔

ــہ مسیحِ وقت اب دُنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کلامِ الٰہی کا اسلامی تصوّر

کلام الٰہی کا اسلامی تصوّر

اور

اسکی اہمیت۔ ضرورت۔ اور کیفیت کے متعلّق اہم تصریحات

دہریت پرستوں سے قطع نظر جو خالص مادّی نقطہ نظر سے حقائق اشیاء کا مطالعہ کرنے کے عادی ہیں اور کلام الٰہی کو محض قوت واہمہ کی شعبدہ گری قرار دیتے ہیں خود مذہب کے پرستار بھی اس زمانے میں مکالمات الٰہیہ کے حقیقی تخیل سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ ان کی کج نگاہی نے خدا تعالیٰ کی صفت تکلّم کے جو خاکے کھینچ رکھے ہیں وہ بے حد مضحکہ خیز ہیں۔ ان خاکوں نے کلام الٰہی کی تعریف میں یا تو اس درجہ وسعت پیدا کر دی ہے کہ انسان کا ہر خیال الہام الٰہی کی سرحد میں شامل ہو جاتا ہے اور یا پھر اسے ابتدائے آفرینش کے دو چار افراد میں ہی محدود کر دیا ہے جو ویدلے کر ظاہر ہوئے تھے۔ بالفاظ دیگر ایک طرف سراب کو سمندر اور دوسری طرف سمندر کو محض سراب سے تعبیر کیا جا رہا ہے اس چشمک زنی سے کلام الٰہی کا سارا حُسن غارت ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ مذہب جو کسی وقت دنیا کی فعّال قوت کی حیثیت سے ابھرا تھا کلام الٰہی کی غلط تعبیروں کے باعث منجمد بنکر رہ گیا ہے جس کو حرکت دینے اور زنگار نگ کے عقائد کی تخلیق کرنے کا فریضہ خود انسان نے سنبھال لیا ہے۔ دہریت کی یہ وہ بدترین شکل ہے جو ان دنوں خود مذہب کی صفوں میں اس کے تحفظ کی علمبردار بنکر نمودار ہوئی ہے اور "فضتہ کالم" کی حیثیت میں لادینیت کی خدمت بجا لا رہی ہے

دوسری جانب دنیا کے مذہبی حلقے اپنے بلند بانگ دعاوی کے باوجود عمل و کردار اور اخلاق و انسانیت کی تجربہ گاہوں میں ناکام نظر آتے ہیں مسجدوں۔ گرجوں۔ مندروں اور آتشکدوں میں گذشتہ افسانوں کے غُلغُلے گونج رہے ہیں حالانکہ قلب و نظر "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" کی بجائے "یُؤْمِنُوْنَ بِالشُّھُوْدِ" کے حامی بن چکے ہیں اور مذہب کا چراغ علوم جدیدہ کی تیز روشنی میں جھلملاتا دکھائی دیتا ہے۔

یہ صورت حال دیکھ کر عقل انسانی فطرت کے دروازوں پر دستک دے رہی ہے کہ اگر خدا ہے اور وہ اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے تو آج جبکہ اس کے گزشتہ کلام کو حقیقت کی دنیا سے الگ کر کے الف لیلہ کے رنگین اور دلنواز طاقچوں کی زینت بنا دیا گیا ہے وہ لب کشائی سے آخر گریزاں کیوں ہے ؟ عقل حیران ہے کہ آفاق پر حکمرانی کرنے اور آسماں کی پہنائیوں تک رسائی پانے والی سائنس کلام الٰہی سے بے خبر کیوں ہے ؟ اور اگر سائنس بوجوہ اس سے آگہی نہیں پا سکتی تو دنیا کا کونسا رُوحانی ادارہ ہے جس نے اپنے مشاہدات کی روشنی میں اس کی حقیقت و کیفیت سے نقاب کی ہے ؟ یہ ہے وقت کی اہم ترین پُکار جس کا جواب حاصل کرنے کے لئے پوری دنیا برسوں سے منتظر ہے ۔ اور زیر نظر باب اسی نوعیت کے مباحث کے لئے مخصوص ہے جو مندرجہ ذیل پہلوؤں پر مشتمل ہیں :۔

۱۔ سائنس ۔ عقل اور کلام الٰہی ۔

۲۔ مذہب میں کلام الٰہی ۔

۳۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے کلام الٰہی کی حقیقت ۔ اقسام اور کیفیتیں ۔

اس جہت سے اس باب کو کلام الٰہی کا تعارف کہنا چاہیئے !!

سائنس ۔ عقل اور کلام الٰہی

کلام الٰہی مذہب کا سرچشمہ ہے اور مذہب کی تعریف یہ ہے ۔ کہ "خدا تعالےٰ سے ملنے کا وہ راستہ جو اس نے خود الہام کے ذریعہ سے دنیا کو بتایا ہو" لیکن [1] اس کے برعکس سائنس ان علوم سے تعبیر پاتی ہے جو منظم اصولوں کے ماتحت ہوں اور جن میں مادّی حقائق اور ظاہری صداقتوں سے استدلال کیا گیا ہو اور انکی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر ہو"

مذہب و سائنس کے یہ جدا جدا موضوع ہی بتا رہے ہیں کہ دونوں کا

[1] سائنس و مذہب از حضرت مصلح موعود ۔

دائرہ عمل الگ الگ ہے۔ مذہب خدا کا قول ہے اور سائنس اس کا فعل۔لہذا سائنس کی گاڑی میں بیٹھ کر خدا اور اس کے قول کی تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لنڈن کے وکٹوریا اسٹیشن سے بذریعہ ریل نیویارک یا واشنگٹن پہنچنے کا قصد کرے۔ سائنس کی یہ فرومائیگی اور بے بسی تنہا "قول الٰہی" کے باب ہی میں نمایاں نہیں "فعل الٰہی" کے لحاظ سے بھی واضح ہے بے شبہ بیسویں صدی کے ارتقائی دور میں علوم ارضی وسماوی کی بے شمار راہیں کھلی ہیں اور ہر راہ پر سائنسدان پوری سرگرمی سے محو تحقیقات ہیں لیکن رازِ کائنات کے دریافت کرنے میں ابھی روز اوّل ہے اور کوئی بڑے سے بڑا سائنسدان بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ قدرت کے سبھی عجائبات منظر عام پر آ گئے ہیں اور ایسا ہونا بھی ناممکن ہے کیونکہ انسان خدا تعالیٰ کی معجز نمائیوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دنیا بھر کے فلاسفروں اور سائنسدانوں کو اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آج سے نصف صدی پیشتر فرمایا تھا کہ:۔

"ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جسکی قدرتیں اس کی ذات کی طرح غیر محدود اور ناپیدا کنار اور غیر متناہی ہیں"

"یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالیٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کرے تو پھر وہ خدا ہی نہیں جس قدر انسان اسکی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے وہ انسانی علم اس قدر بھی نہیں کہ جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبویا جائے اور اس میں کچھ سمندر کے پانی کی تری باقی رہ جائے"

"انسان باوجودیکہ ہزارہا برسوں سے اپنے علوم طبعیہ اور ریاضیہ کے

ذریعہ سے خدائی قدرتوں کے دریافت کے لئے جان توڑ کوششیں کر رہا ہے مگر ابھی تک اس قدر اس کے معلومات میں کمی ہے کہ اس کو نامراد اور ناکام ہی کہنا چاہیئے" لے

پس جب سائنس اپنے دائرہ عمل میں بھی ناکام ہے وہ ایک دوسرے دائرے میں جو اس کے احاطہ عمل سے خارج ہے کب کوئی راہنمائی کر سکتی ہے؟ اس بارہ میں تو اُس کی "روشن دماغی" کا یہ عالم ہے کہ کلام الٰہی تو رہا ایک طرف وہ ابھی تک خدا کے وجود کے متعلق بھی اندھیرے میں ہے چنانچہ ہکسلے نے جو اگناسٹک ازم کا بانی قرار دیا جاتا ہے صاف صاف اعتراف کیا ہے کہ سائنسدانوں کو کسی مافوق البشر قادر مطلق ہستی کا علم نہیں ہو سکا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب یہ فضا بدل رہی ہے چنانچہ چند سال ہوئے کریسے موریسن نے خدا کی ہستی کے ثبوت میں ایک زبردست مقالہ لکھا اور اس میں کھلے بندوں تسلیم کیا کہ:۔

"ہم ابھی سائنس کی ترقی کے ابتدائی دور میں سے ہی گذر رہے ہیں جوں جوں ہمارے علم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے یہ بات واضح ہوتی جا رہی ہے کہ کائنات کا کوئی خالق ایسا ضرور ہے جس کی دانائی اور حکمت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ ڈارون کے وقت سے اب تک ایک صدی ہونے کو آئی اور اس دوران میں ہم نے حیرت انگیز دریافتیں کر ڈالیں لیکن علم نے ہمارے سینوں میں جو ایمان اور انکسار پیدا کر دیا ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہم خدا سے دُور جانے کی بجائے خدا کے وجود کو تسلیم کرنے اور اس پر ایمان لانے کے قریب آ رہے ہیں" ۲ے

لے چشمۂ معرفت صفحہ ۲۶۹/۲۷۰ طبع اوّل)

۲ے (ترجمہ) ماہنامہ اسرار حکمت لاہور اگست ۱۹۵۳ء

مسٹر کریسے موریسن نے اپنے مقالہ میں ذات باری پر متعدد دلائل دیئے اور ثابت کیا ہے کہ ایک علیم وخبیر قادر وتوانا اور متصرف بالارادہ ہستی ضرور موجود ہے اس ضمن میں ان کے دلو دلائل بطور مثال درج ذیل ہیں:۔

پہلی دلیل:۔ مسٹر موریسن نے حساب کے قاعدوں سے خدا کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔ حساب کے قاعدوں سے ہم ثابت کرسکتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق ایک ایسی دانا و بینا ہستی کے ہاتھوں ہوئی جو فن تعمیر میں یکتا ہے آیئے میں آپ کو ایک آسان تجربہ بتاؤں دس پیسے لیجئے اور ان پر چاک سے ایک ۲ دو تین ... دس نمبر ڈال دیجئے اب انہیں اپنی جیب میں ڈال کر اچھی طرح ہلا یئے اور پھر ایک ایک کر کے پیسے جیب سے یوں نکالنے کی کوشش کیجئے کہ وہ نمبروار نکلیں اور کہیں غلطی نہ ہو کیا آپ اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں گے ... اگر آپ دسوں پیسے بغیر کسی غلطی کے نمبروار نکالنا چاہیں تو آپ کی کامیابی کا امکان ایک نیل مرتبہ میں صرف ایک ہوگا۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں آگئی کہ محض حسن اتفاق پر بھروسہ کرنے سے دس پیسوں کو جیب سے ترتیب وار نکالنے کا امکان اس قدر کم ہے تو پھر بتائیے کہ زمین اور آسماں اور ان پر کی تمام چیزیں جن کا شمار ہی نہیں محض "اتفاقی طور پر" کس طرح اس نظم و ترتیب کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں؟

زمین ہی کو لیجئے یہ اپنے محور کے گرد ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے اب اگر اس کی رفتار گھٹ کر صرف سو میل فی گھنٹہ رہ جائے تو ہمارے دن اور ہماری راتیں دس گنا لمبی ہو جائینگی۔

سورج ہی کو دیکھئے اس کی روشنی اور گرمی نہ ہو تو پودے اور چرند حیوان اور انسان سبھی کے لئے زندہ رہنا ناممکن ہو جائے۔ اسکی سطح کا درجہ حرارت ۱۲ ہزار فارن ہیٹ ہے اور ہمارا کرہ ارضی اس سے ٹھیک اتنے فاصلے پر ہے جہاں

سورج کی ختم نہ ہونے والی آگ سے فقط اس قدر گرمی پہنچتی ہے جتنی کہ دنیا کی چیزوں کو زندہ رہنے کے لئے درکار ہے۔

چاند کی طرف دیکھئے اگر یہ ہم سے قریب تر ہوتا تو سمندروں کے پانی کا مدّ و جزر ہلاکت انگیز صورت اختیار کر لیتا۔ سمندروں میں ہر روز دو مرتبہ جوار بھاٹے کی صورت میں طوفان آیا کرتے جن سے سبھی برّاعظم دن میں اتنی ہی مرتبہ پانی میں غرق ہو جاتے اور پانی کی لہریں ہمالہ جیسے سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں کو بھی بہالے جاتیں۔

کیا یہ سب کچھ حُسنِ انفاق ہے کہ یہ تمام چیزیں ٹھیک اس حالت میں ہیں کہ ہماری دشمن ثابت ہونے کی بجائے ہماری خادم ثابت ہو رہی ہیں "حُسنِ انفاق" پر بھروسہ کر کے صرف دس ایک سی چیزوں کو ترتیب وار جیب سے نکالنے کا امکان ایک نیل مرتبہ کوششوں میں صرف ایک تھا۔ بتائیے پھر زندگی کو ممکن بنانے کا کام جو اَن گنت عوامل پر منحصر ہے کیونکر کسی دانا و بینا اور علیم و بصیر ذات کے بغیر ممکن ہے۔

دوسری دلیل:۔ مسٹر موریسن نے دوسری دلیل یہ دی ہے کہ حیوانات کی عقل اس جود و کرم والے خالق کے وجود پر گواہی دیتی ہے جس نے ایک بے یار و مددگار مخلوق کو وجدان کے ذریعے گرد و پیش کے حالات سمجھنے اور اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنایا۔

سامن مچھلی کو دیکھئے جسامت میں چھوٹی۔ لیکن عقل میں تیز برسوں دور دراز سمندروں میں رہنے کے بعد جب اس ندی کی طرف لوٹتی ہے جس کے کسی پایاب حصے میں اس نے پہلی بار اپنی آنکھ کھولی تو وہ اپنے وطن کی راہ کبھی نہیں بھولتی۔

ایل مچھلی کی داستانِ حیات سامن سے بھی حیرت انگیز ہے بلوغت کو پہنچنے

پر یہ جوہڑوں ندیوں اور نالوں سے نکل کر ہزاروں میل دور وسطی امریکہ کے قریب جزائر برمودا کے نواح میں پانی کی اتھاہ گہرائیوں کی طرف رُخ کرتی ہے تا وہ اپنی نسل پھیلائے اور پھر وہاں سے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے انڈوں سے نکلتے ہی ان جوہڑوں اور نالوں کی طرف چل پڑتے ہیں جہاں سے اُن کی مائیں آئی تھیں۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ آج تک کبھی کوئی امریکی ایل یورپ کے جوہڑوں میں نظر نہیں آسکی اور نہ یورپی نسل کی کوئی ایل امریکہ کے جوہڑوں میں پائی گئی غلطی کا اس قدر زیادہ امکان ہو اور پھر کوئی غلطی نہ ہو اس کے بعد بھی کائنات کے حاکم اعلیٰ کے وجود سے انکار کی مجال ہو سکتی ہے؟

بھڑ کو دیکھئے جھینگر سے لڑائی میں ہمیشہ اس پر فتح پاتی ہے پھر زمین میں ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر اسے وہاں رکھ کر ٹھیک ایسے مقام پر ڈنگ مارتی ہے کہ جھینگر مرے نہیں بلکہ اس کے زہر سے بیہوش ہو جائے اور پھر اس پر بس نہیں بیہوش جھینگر کو گڑھے میں ڈال کر اس پر اس طریق سے اپنے انڈے پھیلا دیتی ہے کہ بچے ان میں سے نکلنے کے بعد اس بیہوش شکار کے گوشت کو اپنی خوراک بنائیں مگر قدرت کی تعلیم دیکھئے چونکہ مردہ جھینگر کا گوشت نوزائیدہ بچوں کے لئے مہلک ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی بوٹیاں ایسے مقامات سے نوچتے ہیں کہ اُس کی جان نکلنے نہ پائے انڈوں سے نکلنے والے بچوں کے لئے رزق فراہم کرنے کے بعد مادہ بھڑ دور کہیں جا کر دم دے دیتی ہے اور اس کی نسل جوان ہو کر ماں کے نقش قدم پر چلتی ہے۔

بتائیے ان بھڑوں کو ایسا کرنا کس نے سکھایا۔ کیا تجربہ اُن کا اُستاد بنا؟ ایسا ہوتا تو غلطی کا بہت زیادہ امکان تھا مگر غلطی کبھی کسی بھڑ سے نہیں ہوئی پھر جو بات نہ تجربہ کا ثمر ہے نہ "حُسنِ اتفاق" کا نتیجہ وہ ربّ کائنات کی تعلیم و تربیت

اور اس کی طرف سے انعام و اکرام نہیں تو اور کیا ہے ؟ (ملخص) [۱]

اب جب نظامِ عالم سے خالقِ کائنات کا وجود قطعی طور پر ثابت ہُوا تو لامحالہ عقل کو تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ خدا جس نے انسان کی مادّی زندگی کی بقا کے لئے اتنا عظیم الشّان انتظام فرمایا اس نے ہماری روحانی تشنگی بجھانے کا بھی ضرور بندوبست کیا ہوگا آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ اُس کی تعلیم و تربیت سے مچھلی اور بھڑ تو حصہ لے مگر انسان اس سے محروم رہ جائے۔ عقل کو یہ بھی ماننے بغیر چارہ نہیں کہ وہ کامل حکیم و بینا خدا جس نے انسانوں کو زبان بخشی ہے خود قوتِ گویائی سے محروم نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ موجودہ سائنس نے یہ بھی ثابت کردکھایا ہے کہ مادّہ (ایٹم) کی کڑیاں جوں جوں لطیف سے لطیف تر ہوتی جاتی ہیں اُن میں بے پناہ قوت کا اضافہ ہوتا جاتا ہے مثلاً الیکٹرونز پروٹونز سے زیادہ ہیولا میں اور ہیولے کے مقابل ایتھر کی شعاعوں میں طاقت بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کے مطابق ہمیں ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ لطیف ترین اور وراء الوراء وجود ہونا چاہیئے جو مادّی ہاتھوں کے بغیر پیدا کرتا مادّی آنکھوں کے بغیر دیکھتا اور مادّی زبان کے بغیر کلام کرتا ہو عقل کی قوتِ پرواز جب اس مقام تک پہنچتی ہے تو اسے سب سے آخر میں یہ نظریہ بھی قائم کرنا ضروری ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت صفت بصیر و خبیر نہایت شان سے ظاہر ہو رہی ہیں اسی طرح صفت تکلّم کا بھی ظہور ہو یعنی وہ محض اشاروں ہی میں اپنی منشا نہ بتائے بلکہ ایسا فصیح و بلیغ کلام فرمائے جو انسانی فصاحتوں اور بلاغتوں کا سحر ختم کردے اور جس طرح اس کی مصنوعات کے مقابلہ میں انسانی عقلیں ناکارہ ہیں اسی طرح اس کا نازل کردہ کلام بھی انسانی قدرتوں سے بالا اور خارق عادت رنگ رکھنے والا ہو۔

---

[۱] ماخوذ از رسالہ اسرار الحکمت لاہور اگست ۱۹۵۳ء صفحہ ۱۲

مذہب میں کلام الٰہی

اب ہم یہ بتانے ہیں کہ عقل و فکر نے جس امر کا امکان ثابت کیا ہے مذہب اسکی عینی شہادت پیش کرتا ہے کیونکہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں وہ کلام الٰہی کی بنیاد ہی پر قائم ہیں اور جو نبی اور صلحاء بھی آئے وہ سب یہ دعوٰی لے کر اُٹھے کہ وہ خدا جس نے انسانیت کی مادّی ضروریات مہیا فرمائیں اس نے ہمیں اس کے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہم کلامی کا شرف بخشا۔ یہ انبیاء و صلحاء ابتدائے آفرینش سے اب تک مختلف قوموں مختلف زمانوں اور مختلف خطوں میں ظاہر ہوئے۔ ہزاروں سال سے کلام الٰہی کے علمبرداروں کی مسلسل آمد اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور وہ اپنے راستباز بندوں کو شرف مکالمہ مخاطبہ سے سرفراز فرماتا ہے۔ دُنیا کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ منفی (Negative) پہلو کی نسبت ترجیح ہمیشہ مثبت (Positive) کو دی جاتی ہے کیونکہ عدم کی تاریکی وجود کی روشنی میں نہیں ٹھہر سکتی۔ دنیا کی کوئی بین الاقوامی عدالت مثبت شہادتوں کو نظر انداز کر کے منفی شہادتوں کا سہارا نہیں لے سکتی۔

پس جب لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ایسے شاہد عادل موجود ہیں جو کلام الٰہی کے بارہ میں اپنا تجربہ رکھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اُن پر اعتماد نہ کریں۔ ہم یہ تو کہہ سکتے کہ ہم اس تجربہ سے محروم ہیں لیکن ان کے تجربہ کو غلط کہنے کا حق ہمیں حاصل نہیں ہے خصوصًا جبکہ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ:۔

۱۔ یہ مقدس وجود وجاہت و شخصیت کے لحاظ سے اس پایہ کے تھے کہ اگر وہ اپنی ذات سے کوئی بات کہتے تو دنیا کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی۔

۲۔ وہ ابتدا ہی سے جلوتوں سے متنفر اور خلوتوں کے والہ و شیدا تھے انکی پاکیزہ

اور بے لوث زندگی ہر قسم کی دنیوی اور نفسانی آلائشوں سے معرا تھی اور جب انہیں ابلیس کے نمائندوں نے کوئی مادی پیشکش کی تو انہوں نے اسے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔

۳۔ ان کی دماغی صلاحیتوں اور ذہنی رفعتوں کے قائل ان کے بدترین دشمن بھی تھے وہ اپنے اپنے زمانے میں چراغ راہ تھے جس سے انسانیت نے اپنے نظام روحانیت ہی میں نہیں معیشت و تمدن و سیاست میں بھی روشنی حاصل کی۔

۴۔ ان برگزیدوں نے خدا کی طرف جو پیشگوئیاں منسوب کیں وہ مخالف اور ناموافق حالات کے باوجود پوری ہوئیں بلکہ اُن میں سے ایک حصہ آج بھی پورا ہو رہا ہے۔

۵۔ جن عدوان دین نے ان پیغمبروں کا مقابلہ کیا وہ ہمیشہ ناکام و نامراد ہوئے اور انہیں ہر میدان میں نمایاں فتح نصیب ہوئی۔

۶۔ ان قافلہ سالاروں کی مقناطیسی جذب وکشش اور غیر معمولی اخلاقی اور روحانی قوتِ قدسی نے بے شمار انسانوں کی گردنیں فرطِ عقیدت سے جھکا دیں لاکھوں فرزانوں نے اس "دیوانگی" کی خاطر اپنی قیمتی جوانیاں نثار کر دیں اور وہ دنیا کے نظام علم و عمل پر چھا گئے۔

۷۔ یہ خدانما وجود عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی میں تو ہر وقت مصروف پائے گئے مگر وہ سپر یچولسٹوں اور مسمرائزروں کی طرح کبھی مشق کرتے نہیں دیکھے گئے نہ نجوم اور ہیئت ہی کے آلات ان کا اثاث البیت بنے اور نہ رمل و جفر یا طلسم ہی کی جھلک ان کی زندگی سے ظاہر ہوئی۔

۸۔ پھر دنیا کی تاریخ میں خدا کے کسی مامور کے متعلق وحی والہام کے دعویٰ سے دستکشی کی ایک مثال بھی نہیں مل سکتی حالانکہ بڑے بڑے صبر آزما حالات میں سے انہیں

گذرنا پڑا۔

۹۔ اس سلسلے میں سب سے عجیب بات ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک آنے والے ماموروں کے حالات و تعلیمات میں حیرت انگیز ربط و مناسبت اور مطابقت ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں اور یہ امر ان کے ایک ازلی ابدی کلیم و خبیر ہستی کی طرف سے برپا ہونے اور دعویٰ کلام الٰہی میں برحق ہونے کی فیصلہ کن دلیل ہے۔

پس مذاہب عالم کی گزشتہ تاریخ اور انبیاء کے حالات خدا تعالیٰ کی صفت تکلم کا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے کلام الٰہی کی حقیقت اس کی اقسام و کیفیات

سائنس، عقل اور تاریخ مذاہب کی روشنی میں کلام الٰہی کا ثبوت دینے کے بعد اب ہم پیش نظر باب کے اس آخری مگر اہم ترین موضوع کی طرف آتے ہیں کہ کلام الٰہی کی حقیقت کیا ہے اور اس کی اقسام و کیفیات کیا؟؟؟

اسلام کے سوا آج جس قدر مذاہب موجود ہیں چونکہ وہ سبھی کلام الٰہی کی روح سے یکسر خالی اور زندہ نشانات سے محروم ہیں اس لئے اُن کے حسین مجسمے دُنیا کے مذہبی عجائب گھر میں "آثار قدیمہ" کے شعبہ کی رونق تو بن سکتے ہیں لیکن اُن سے اسبارہ میں کوئی راہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُن کی بے بسی کا تو عالم یہ ہے کہ اُن کے ہاں نبی یا نبوت کا بھی کوئی جامع مانع تصور نہیں کجا یہ کہ الہام و کلام کی کیفیت کے

دھندلے سے نقوش بھی اُن میں موجود ہوں۔ یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ وہ ایسا واحد روحانی ادارہ ہے جس کی سماوی تجربہ گاہیں آج تک قائم ہیں اور قیامت تک دعوتِ نظارہ دیتی رہینگی۔ قرآن مجید سامری کے بچھڑے کا ذکر کرتے ہوئے کیا لطیف پیرائے میں فرماتا ہے

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ[1]

کہ بچھڑے کو خدا سمجھنے والوں نے یہ کیوں نہ دیکھا کہ وہ کلام نہیں کرتا۔ اگر بچھڑا خدا ہوتا تو اسے ضرور بولنا چاہیئے تھا پس اسلام کسی ایسے خدا کا قائل نہیں جو گونگا ہے اس کے نزدیک تو ایسے "خدا" کو نذرِ آتش کرکے سمندر کی لہروں کے سپرد کر دینا چاہیئے وہ چودہ سو سال سے یہ منادی کر رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ[2]

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کو اپنا رب تسلیم کرکے استقامت دکھلاتے ہیں اُن پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ خوف و حزن نہ کرو تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اسلام اپنے معتقدین کو فقط گذشتہ معجزات کا حوالہ نہیں دیتا نہ محض قیامت کا وعدہ کرتا ہے بلکہ عرفان الٰہی اور دیدار الٰہی کے دروازے اس دنیا میں بھی کھولتا ہے اس کا صاف صاف اعلان ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[3]

نیز وہ کہتا ہے:۔

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا

---

[1] اعراف ع ۱۸ [2] حٰم سجدہ ع ۴ [3] بنی اسرائیل ع ۸

فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا (سورہ ابراہیم ع)

ترجمہ:۔ کلمہ طیبہ یعنی پاک شریعت پاک درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں زمین سے پیوست اور شاخیں آسمان میں ہیں اور جو ہر وقت اذن الٰہی سے (تازہ) پھل پیش کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود بیسوی صدی میں شجر اسلام کے وہ شاندار پھل ہیں جو کلام الٰہی کی حلاوتوں کا بہترین نمونہ اور ظلّ ہیں۔ بے شبہ قرآن مجید دینی و دنیاوی علوم کا جامع صحیفہ ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ان کی تفصیلات کا انکشاف انہی کے ذریعہ سے ہوا ہے اور اُن پر کلام الٰہی کے انوار کی بارش اس کثرت سے ہوئی ہے کہ اس کی کیفیات کے سائے تک روشن ہو گئے ہیں

قرآن مجید میں کلام الٰہی کے تین اصولی ذرائع کا بیان

قرآن مجید جو آخری شریعت ہے کلام الٰہی کے اصولی ذرائع بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ (سورہ شوریٰ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کسی بشر سے کلام نہیں کرتا مگر (بلاواسطہ) وحی کے ذریعہ سے یا پس پردہ وحی کے ذریعہ سے اور یا پھر وہ اپنا فرشتہ بطور رسول بھیجتا ہے پس وہ اپنے اذن سے جو وحی چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ کیونکہ وہ بلند شان رکھنے والا اور حکیم ہے۔

یعنی اس کی بلند شان کا تقاضا ہے کہ تکلّم کے مادّی اور سطحی اسالیب سے ہٹکر اپنی شان کے مطابق مخصوص رنگ میں گفتگو کرے اور اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے

کہ وہ محض ایک ہی طرز اور ایک ہی رنگ میں بولنے کا پابند نہ ہو بلکہ اس کے ہاں اپنے منشاء مبارک کے اظہار کے متعدد انداز ہوں جن میں سے اپنی حکمت کے مطابق جسے اور جس وقت چاہے اختیار فرمائے۔

غرضکہ قرآن مجید نے وحی یعنی کلام الٰہی کے تین اصولی ذرائع منکشف فرمائے ہیں۔

۱۔ حقیقی بلاواسطہ وحی۔

۲۔ پس پردہ یا تابع وحی۔

۳۔ حقیقی بالواسطہ وحی۔

وحی کے لغوی معنی | وحی کے لغوی معنی ہیں الاشارۃ السریعۃ (مفردات راغب) یعنی وہ اشارہ جو نہایت تیزی سے کیا جائے۔

اصطلاحی معنی | شریعت اسلامیہ میں وحی سے مراد کلام الٰہی ہے جس کا نزول خدا کے پیغمبروں اور عارفوں پر ہوتا ہے۔ مفردات راغب میں لکھا ہے۔

یقال للکلمۃ الالٰھیۃ التی تلقی الی انبیاءہٖ واولیاءہٖ وحیٌ

وہ الٰہی کلمہ جو انبیاء و اولیاء پر نازل ہو وحی کہلاتا ہے۔

لفظ وحی میں حکمت | قرآن مجید نے کلام الٰہی کے لئے وحی کا لفظ اختیار کر کے منکرین کلام الٰہی کے اس سوال کا لطیف جواب دیا ہے کہ خدا اپنے کسی بندے سے بولتا ہے تو دوسرے بندے اس کی آواز کیوں نہیں سُن سکتے فرمایا کلام الٰہی کے قطعی اور واضح ہونے کے باوصف اس کا نزول اس تیزی سے ہوتا ہے کہ اس کے شنوا وہی ہوتے اور ہو سکتے ہیں جنہیں ہم سنانا چاہتے ہیں دوسرے نہیں ہو سکتے۔

اس باب میں کلام الٰہی کی مثال ریڈیو کی نشرگاہ جیسی ہے جس کی آواز اخذ (Catch) کرنے کی صلاحیت ایک خاص ساخت کے آلے کو

ہوتی ہے۔ اس کے مقابل اگر دنیا کے بلند ترین میناروں پر لوہے یا لکڑی کے بڑے بڑے ڈبے بھی نصب کر دیئے جائیں جو ریڈیو کے انتہائی حجم سے سینکڑوں گنا زیادہ اور اس کے وزن سے ہزار درجہ بھاری ہوں تب بھی وہ نشری پروگرام اخذ نہیں کر سکتے۔ قریباً یہی تفاوت ملہم اور غیر ملہم کے قلب و دماغ میں سمجھنا چاہیئے[1] یہ صحیح ہے کہ ملہم پر نازل ہونے والی وحی میں بعض اوقات ایک غیر ملہم بلکہ کافر تک بھی شریک کر دیا جاتا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ ایک استثنائی صورت ہے جو مشیت ایزدی کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔

کیا لفظی وحی ممکن ہے؟

(بلاواسطہ وحی اور بالواسطہ وحی) پر روشنی ڈالنے سے قبل حضرت امام جماعت احمدیہ کے الفاظ میں اس سوال کا جواب درج کر دینا مناسب ہوگا کہ "کیا لفظی الہام ممکن ہے۔"

حضور فرماتے ہیں:۔

الہام کے وجود کو چونکہ طبعی اسباب سے منوانا بیہودہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم

---

[1] جیسا کہ اس باب کے آخر میں بتایا جائے گا ایک حد تک سب بنی نوع انسان کے لئے (کافر و مومن کی تمیز سے بالا ہو کر) کلام الٰہی کی راہیں کھلی رکھی گئی ہیں تا ہر شخص پر اتمام حجت ہو سکے۔ ٹھیک جس طرح ریڈیو کی آوازیں گاہے گاہے مائیکروفون کی قوت سے لاؤڈ سپیکر کے ڈبوں سے بھی سنائی دیتی ہیں لیکن بہر حال نشری پروگرام سے حقیقی معنوں میں استفادہ تنہا ریڈیو سیٹ ہی سے ممکن ہے

نے اس کے جواب میں خواب اور رویا کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ الہام اور رویا میں فرق صرف یہ ہے کہ الہام کے کو الفاظ کان سنتے ہیں اور رویا میں آنکھ نظارہ دیکھتی ہے۔ رویا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انسان بعض حالتوں میں ایسی آوازیں اور ایسے نظارے دیکھ یا سُن سکتا ہے جن کا خارج میں وجود نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دل کا خیال ہوتے ہیں پس شواہد سے نہ طبعی قانون سے معلوم ہُوا کہ ایسا ممکن ہے کہ بغیر بولنے کے الفاظ پیدا ہو جائیں جو دل کا خیال نہ ہوں ہر شخص نے کبھی نہ کبھی ایسا نظارہ ضرور دیکھا ہوگا چاہے وہ نظارہ نیند کی حالت میں ہو یا بخار کی حالت میں چاہے وہ نظارہ جھوٹا ہو یا سچا اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ واقعہ میں نظارہ معلوم ہوتا ہے اور دل کا خیال نہیں ہوتا یہ الگ بحث ہے کہ ایسا نظارہ حقیقی ہوتا ہے یا تخیل کا نتیجہ جھوٹا ہوتا ہے یا بیماری کا نتیجہ۔ بہر حال اتنا ماننا پڑیگا کہ دماغ میں ایسی خاصیت ضرور ہے جس سے انسان کی آنکھ بعض دفعہ ایسے نظارے دیکھ سکتی ہے جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دل کا خیال ہوتے ہیں پس آنکھ اگر ایسا نظارہ دیکھ سکتی ہے تو کیا کان ایسی آواز نہیں سُن سکتے آگے یہ الگ سوال ہے کہ ایسے الفاظ سچے ہوتے ہیں یا جھوٹے دماغی نقص کا نتیجہ ہوتے ہیں یا تخیل۔ اس قسم کی فرضی آوازوں کا جن کو انگریزی میں ہیلوسی نیشن (Hellucination) کہتے ہیں ہر ایک نے مشاہدہ کیا ہوگا۔ مثلاً الگ الگ کمرے میں بیٹھے ہوئے یا سنسان جنگل میں چلتے ہوئے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اپنا نام کان میں آجاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہم کو بلا رہا ہے گو آپ اس کو وہم کا نتیجہ ہی قرار دیں مگر یہ ناممکن نہیں کہ ایسی آواز آئے پس ثبوت یہ مانگنا ہوگا کہ ایسی آوازیں وہم (دماغی نقص) کا نتیجہ ہوتی ہیں یا واقعہ میں خدا کی آواز (الہام) ان آوازوں کے آنے کا سبب خواہ کوئی بھی ہو اتنا ثابت ہے کہ یہ قلبی خیال نہیں ہوتا" [۵]

[۵] رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری سنہ ۱۹۳۰ء صفحہ ۲۴

بلا واسطہ وحی | وحی لفظی میں بلا واسطہ وحی کو اوّلیت حاصل ہے۔ بلا واسطہ وحی کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اس کے ساتھ فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا مراد فقط یہ ہے کہ اس ذریعہ کلام میں فرشتوں کا توسط نہیں ہوتا خدا کی قدرت سے آواز پیدا ہوتی ہے ورنہ ہر نوع کا کلام الٰہی ملائکہ کی حفاظت ہی میں اُترتا ہے۔

حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشاہدات کے مطابق بلا واسطہ وحی کے چار مراکز ہیں:-

اوّل۔ کان:- یعنی کانوں سے خدا کی آواز آتی ہے۔

دوم زبان:- یعنی زبان پر کلام الٰہی جاری ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وحی کی کیفیت یوں بیان فرمائی ہے:۔

"جب خداوند تعالیٰ کوئی امر غیبی اپنے بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں جاری کر دیتا ہے اور جو کلمات سختی اور گرانی سے جاری ہوتے ہیں وہ ایسی پُرشدت اور عنیف صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں جیسے گڑے یعنی اولے یکبارگی ایک سخت زمین پر پڑتے ہیں یا جیسے تیز اور پُرزور رفتار میں گھوڑے کا سُم زمین پر پڑتا ہے۔ اس الہام میں ایک عجیب سرعت اور شدت اور ہیبت ہوتی ہے جس سے تمام بدن متاثر ہو جاتا ہے اور زبان ایسی تیزی اور بارُعب آواز میں خود بخود دوڑتی جاتی ہے کہ گویا وہ اپنی زبان ہی نہیں اور ساتھ اس کے جو ایک تھوڑی سی غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے وہ الہام کے تمام ہونے کے بعد فی الفور دُور ہو جاتی ہے اور جب تک کلمات الہام تمام نہ ہوں تب تک انسان

ایک ہیبت کی طبیعت حس و حرکت پڑا ہوتا ہے یہ الہام اکثر ان صورتوں میں نازل ہوتا ہے کہ جب خداوند کریم و رحیم اپنی عین حکمت اور مصلحت سے کسی خاص دُعا کو منظور کرنا نہیں چاہتا یا کسی عرصہ تک توقّف ڈالنا چاہتا ہے یا کوئی اور خبر پہنچانا چاہتا ہے کہ جو بمقتضائے بشریت انسان کی طبیعت پر گراں گزرتی ہو مثلاً جب انسان جلدی سے کسی امر کا حاصل کر لینا چاہتا ہو اور وہ حاصل ہونا حسب مصلحت ربّانی اس کے لئے مقدر نہ ہو یا توقف سے مقدر ہو" [1]

نیز فرماتے ہیں :۔

"ہمارا تجربہ ہے کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر اور بعض اوقات بغیر غنودگی کے خدا کا کلام ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر زبان پر جاری ہوتا ہے جب ایک ٹکڑہ ختم ہو چکتا ہے تو حالت غنودگی جاتی رہتی ہے پھر ملہم کے کسی سوال سے یا خود بخود خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسرا ٹکڑہ الہام ہوتا ہے اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑی سی غنودگی وارد ہو کر زبان پر جاری ہو جاتا ہے اسی طرح بسا اوقات ایک ہی وقت میں تسبیح کے دانوں کی طرح نہایت بلیغ فصیح لذیذ فقرے غنودگی کی حالت میں زبان پر جاری ہوتے جاتے ہیں اور ہر ایک فقرہ کے بعد غنودگی دور ہو جاتی ہے اور وہ فقرے یا تو قرآن شریف کی بعض آیات ہوتی ہیں اور یا اس کے مشابہ ہوتی ہیں اور اکثر علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان میں ایک شوکت ہوتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہیں ایک لذت محسوس ہوتی ہے اس وقت دل نور میں غرق ہوتا ہے گویا خدا اس میں نازل ہے اور در اصل اس کو الہام نہیں

---

[1] براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۲۴-۲۲۵ طبع اوّل حاشیہ

کہنا چاہیئے بلکہ یہ خدا کا کلام ہے" [۱]

سوم۔ بلاواسطہ وحی کا تیسرا مرکز آنکھ ہے۔ کاغذ یا پتھر وغیرہ پر کوئی تحریر مشہود ہو جاتی ہے جسے آنکھ دیکھ لیتی ہے۔[۲]

چہارم۔ بلاواسطہ وحی الٰہی کا حقیقی مرکز دل ہے اس لیئے دل پر نازل ہونے والی وحی کی تجلیات بھی کامل درجہ کی ہوتی ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ قلبی وحی کو "الہام کامل" کے نام سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"صورت دوم الہام کی جس کا میں باعتبار کثرتِ عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہوں یہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دُعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یک دفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی سے کھویا جاتا ہے اور ایسا اس بے خودی اور ربودگی اور بیہوشی میں ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی میں غوطہ مارتا ہے اور نیچے پانی کے چلا جاتا ہے غرض جب بندہ اس حالت ربودگی سے کہ جو غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر میں کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہاں اس کو اپنے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جس کے عجائبات بیان کرنے کے لئے الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کھل جاتا ہے۔ کیونکہ جب بار بار

---

[۱] چشمہ معرفت طبع اوّل صفحہ ۳۰۰ حاشیہ

[۲] براہین احمدیہ حصہ سوم طبع اوّل صفحہ ۲۴۸

دُعا کرنے کے وقت خداوند تعالیٰ اِس حالتِ غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندہ پر وارد کرکے اس کی ہر یک دُعا کا اس کو ایک لطیف اور لذیذ کلام میں جواب دیتا ہے اور ہر یک استفسار کی حالت میں وہ حقائق اس پر کھولتا ہے جن کا کُھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے تو یہ امر اس کے لئے موجبِ مزید معرفت اور باعثِ عرفانِ کامل ہو جاتا ہے بندہ کا دُعا کرنا اور خدا کا اپنی الوہیت کی تجلّی سے ہر یک دُعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اسی عالم میں بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالم اس کے لئے بلا تفاوت یکساں ہو جاتے ہیں جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولیٰ کریم سے جواب پاتا ہے اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ میں بلکہ کبھی ایسی زبان میں ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنا محض ہے اور کبھی امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو مخلوق کی طاقتوں سے باہر ہیں اور کبھی اس کے ذریعہ سے مواہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازل عالیہ کی خوشخبری سُنائی جاتی ہے اور قرب حضرت باری کی مبارک بادی دی جاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتوں کے بارے میں پیشینگوئی ہوتی ہے تو ان کلمات لطیفہ و بلیغہ کے سننے سے کہ جو مخلوق کی قوتوں سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں جس قدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے اس کو وہی بندہ جانتا ہے جس کو یہ نعمت عطا ہوتی ہے فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص تم میں سے اپنے پکے اور پرانے دوست کو شناخت کرتا ہے اور یہ الہام اکثر معظمات

امور میں ہوتا ہے کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنی لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں بلکہ بعض دفعہ یہ الہام کسی اجنبی زبان مثلاً انگریزی یا کسی ایسی دوسری زبان میں ہوتا ہے جس زبان سے ہم محض ناواقف ہیں" [۱]

قلبی وحی کی کیفیات ایک دوسرے انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں :-

"میں پینتیس ۳۵ برس سے اس بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ خدا کا الہام جو معارف رُوحانیہ اور علوم غیبیہ کا ذخیرہ ہے دل پر ہی نازل ہوتا ہے بسا اوقات ایک ایسی آواز سے دل کا سرچشمہ علوم ہوتا کھل جاتا ہے کہ وہ آواز دل پر اس طور سے بشدت پڑتی ہے کہ جیسے ایک ڈول زور کے ساتھ ایک ایسے کنوئیں میں پھینکا جاتا ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے۔ تب وہ دل کا پانی جوش مار کر ایک غنچہ کی شکل میں سربستہ اوپر کو آتا ہے اور دماغ کے قریب ہو کر پھول کی طرح کھل جاتا ہے اور اس میں سے ایک کلام پیدا ہوتا ہے وہی خدا کا کلام ہے" [۲]

یاد رہے یہ ضروری نہیں کہ ایک وقت میں الہام الٰہی کے نزول کا ایک ہی مرکز ہو بعض اوقات بیک لمحہ دو یا تین مراکز پر بھی الہام الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

اس مقام پر یہ بتانا ضروری ہے کہ جس طرح ہمارے آقا سیدنا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اوّلین و آخرین کے سرتاج تھے اسی طرح آپ پر نازل ہونے

---

[۱] براہین احمدیہ حصہ سوم طبع اول صفحہ ۲۳۷-۲۳۸ حاشیہ [۲] چشمہ معرفت حصہ دوم طبع اول صفحہ ۲۷

والی ہر قسم کی وحی اعلیٰ و افضل ہونے کے علاوہ ایک مخصوص رنگ رکھتی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ محبت الٰہی کے درجات ثلاثہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلۂ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتشِ محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اُس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اُٹھتا ہے اور اُس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روحِ امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اُس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور رائی ما رائی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا

ختم ہوگیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الہی کے خطِ ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہاء ہے حکمت الہی کے ہاتھ نے ادنیٰ اسی ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کرکے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا" [1]

بالواسطہ وحی بالواسطہ وحی سے مراد فرشتوں کے توسط سے اُترنے والا کلام الہی ہے۔ دنیا کی تمام مذہبی کتابوں میں فرشتوں کی آمد اور ان کی ہم کلامی کا تذکرہ موجود ہے۔

یہاں اس بحث میں اُلجھنا بے کار ہے کہ فرشتے کوئی مخلوق ہیں یا نہیں نیز اُن کے منصب اور ذمہ داریاں کیا کیا ہیں یہ امر ہمارے موضوع سے خارج ہے لہذا اس کی تفصیل کے لئے حضرت مسیح موعود کی شہرہ آفاق تصنیفات مثلاً "آئینہ کمالات اسلام" اور توضیح مرام اور حضرت مصلح موعود کے لیکچر "ملائکۃ اللہ" کی طرف رجوع کیجئے جن میں بڑی شرح وبسط سے ملائکہ کے وجود و صفات پر روشنی ڈالی گئی ہے مختصر طور پر یوں سمجھئے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی فیضان ہمیں براہ راست عطا نہیں ہوتا۔ ہمارے مادی اور روحانی اجسام کے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے بیشمار علل متوسطہ

---

[1] توضیح مرام طبع اول صفحہ ۲۵ - ۲۸

پیدا کی ہیں جو مسلسل زنجیر کی شکل میں خدا تعالیٰ تک پہنچتی ہیں اس زنجیر میں آخری لطیف در لطیف کڑی ملائکہ کی ہے جس کے بعد مخلوقات کی دنیا ختم ہو جاتی ہے اور سوائے حضرت احدیت (جل جلالہ و عز اسمہٗ) کے (جس نے محض حرف کُن سے ان گنت روحانی اور مادی عالم پیدا کر رکھے ہیں)، اور کوئی شے نہیں رہ جاتی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے روحانی تجربات کی بنا پر فرشتوں کے ذریعے سے کلام الٰہی کے نزول کے مندرجہ ذیل سات طریق بیان فرمائے ہیں:۔

اوّل - کلام بالواسطہ نظر آنے والے فرشتوں کے ذریعہ سے سُنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ غارِ حرا میں ہُوا۔

دوم - نظر آنے والے فرشتے کلام الٰہی سُناتے نہیں دکھاتے ہیں جیسے حدیث میں ہے کہ جبریل نے غارِ حرا میں حضور کو حریر پر لکھی ہوئی ایک تحریر بھی دکھائی۔

سوم - غیر مرئی فرشتے کلام الٰہی سناتے ہیں۔

چہارم - غیر مرئی فرشتے کلام الٰہی دکھلاتے ہیں آنکھوں کے سامنے تختی آتی ہے جس پر کچھ لکھا ہوتا ہے۔

پنجم - نظر آنے والے فرشتے عالمِ بیداری میں آتے اور کلام الٰہی سناتے ہیں لیکن دوسرے افراد نہ کلام سُنتے ہیں نہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں

ششم - نظر آنے والے فرشتے کلام الٰہی سُناتے ہیں اور دوسرے اس میں سماعًا شریک ہوتے ہیں۔ رویتہً نہیں۔ بخاری میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

کسی سے باتیں کرتے سنا حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ کس سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا جبریلؑ آیا ہے اور تمہیں السلام علیکم کہتا ہے۔

ہفتم۔ نظر آنے والے فرشتے کے ذریعہ سے کلام الٰہی سنایا جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس میں سماعاً و رویتہً شریک ہوتے ہیں جیسے ایک مرتبہ جبریلؑ دحیہ کلبی کی شکل میں حضور کی مجلس میں آئے اور صحابہ نے ان کو اچھی طرح دیکھا۔ جب وہ چلے گئے تو صحابہ کے استفسار پر حضور نے فرمایا جبریلؑ تمہیں دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

تابع وحی کلام الٰہی کا تیسرا قرآنی ذریعہ تابع وحی کا ہے جو وحی غیر متلو بھی کہلاتا ہے

تابع وحی کے کمالات تابع وحی اکثر و بیشتر تصویری زبان میں نازل ہوتی ہے اور اپنی زبان میں متعدد کمالات رکھتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"ایک فائدہ تو اس وحی میں یہ ہے کہ گو کلام میں بھی اجمال کو مدِنظر رکھا جا سکتا ہے مگر تصویری زبان میں تو بعض دفعہ ایسا اجمال ہوتا ہے جو کسی فقرہ میں بھی نہیں ہو سکتا اس کی مثال یوں سمجھو کہ اگر رؤیا یا کشف کی حالت میں کسی کی صورت آنکھوں کے سامنے پھرا دی جائے اس کے ماتھے پر شکن پڑے ہوئے ہوں اور دس بیس مختلف قسم کے جذبات اس کے چہرے سے عیاں ہو رہے ہوں تو یہ نظارہ ایک ساعت میں اسے دکھایا جا سکتا ہے لیکن اگر انہی جذبات کو الفاظ کی صورت میں ادا کیا جائے تو خواہ کیسے ہی مجمل الفاظ ہوں اور کس قدر اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہو پھر بھی دس پندرہ فقروں میں

وہ مضمون ادا ہوگا اور ممکن ہے پھر بھی کوئی خامی رہ جائے پس ایسے مواقع پر جب اجمال در اجمال صورت میں اللہ تعالیٰ کوئی بات بتانا چاہتا ہو اور الفاظ سے زیادہ بہتر اور مؤثر پیرایہ میں قلیل سے قلیل وقت میں کوئی بات اپنے بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ تصویری زبان میں وحی نازل کرتا ہے ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھرا دیتا ہے اور اس طرح وہ باتیں جو دس بیس فقروں کی محتاج ہوتی ہیں آن کی آن میں انسان پر منکشف ہو جاتی ہیں۔

اس طرح تصویری زبان میں وحی نازل کرنے کے اور بھی کئی فوائد ہوتے ہیں مثلاً بعض دفعہ کسی مومن بندے کی استمالتِ قلب مدِ نظر ہوتی ہے جس کے ماتحت اللہ تعالیٰ کلام کی بجائے تصویری زبان اختیار کر لیتا ہے فرض کرو اللہ تعالیٰ یہ مضمون بیان کرنا چاہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں دین کو تقویت حاصل ہو جائے گی اور نبی کا ایک مرید ایسا ہے جس کا نام عبدالقوی ہے تو اللہ تعالیٰ رؤیا یا کشف کی حالت میں عبدالقوی اُس کو دکھا دے گا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ عبدالقوی کو دکھانے سے گو یہ مضمون بھی بیان ہو گیا کہ دین کو تقویت حاصل ہو گی مگر ساتھ ہی عبدالقوی کا دل بھی خوش ہو جائے گا کہ میں بھی اپنے نبی کی خواب میں آ گیا ہوں"

"پس تصویری زبان میں وحی کا نزول بے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے کئی اغراض ہوتے ہیں اور کئی فوائد ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ زائد طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہے بے شک وہ فوائد مقصود بالذات نہیں ہوتے صرف ضمنی ہوتے ہیں مگر بہرحال وہ ضمنی فوائد تصویری زبان

52525

کے ذریعہ ہی ظاہر ہوسکتے ہیں لفظی کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں ہوسکتے انہی فوائد کی وجہ سے بعض دفعہ اہم معاملات بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصویری زبان میں دکھائے جاتے ہیں مگر اس صورت میں اللہ تعالےٰ کی سنت یہ ہے کہ اسے وحی لفظی میں دوبارہ بیان کر دیا جاتا ہے گویا تصویری زبان میں بھی ایک نظارہ دکھایا جاتا ہے اور کلامی زبان میں بھی اُس کو بیان کر دیا جاتا اس طرح دونوں فوائد پیدا کر دیئے جاتے ہیں وہ فوائد بھی جو کلام سے وابستہ ہوتے ہیں اور وہ فوائد بھی جو تصویری زبان سے وابستہ ہوتے ہیں۔

اس کی مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج اور واقعۂ اسراء ہیں کہ دونوں ذرائع سے اُن کا اظہار کیا گیا واقعہ معراج کا حدیثوں میں بھی تفصیل کے ساتھ ذکر آتا ہے اور قرآن کریم نے بھی سورۂ نجم میں اس کا بیان کر دیا ہے اسی طرح واقعۂ اسرا تصویری زبان میں بھی آپ کو دکھایا گیا اور سورۂ بنی اسرائیل میں لفظی وحی میں بھی اُس کا ذکر دیا گیا قرآن کریم میں تو اُس کا ذکر اس لئے کر دیا گیا کہ یہ واقعہ وحی متلو میں آجائے اور نظارہ آپ کو اس لئے دکھایا گیا کہ جو زائد فوائد تصویری زبان کی وحی سے وابستہ ہوتے ہیں وہ بھی حاصل ہو جائیں" [1]

تابع وحی کی اقسام | تابع وحی کی مندرجہ ذیل تین اصولی اقسام ہیں۔

۱۔ کشف ۲۔ خواب ۳۔ القاء۔

کشف | جو نظارہ بیداری یا نیم بیداری یعنی عالمِ ربودگی میں دکھایا جاتا ہے کشف سے موسوم ہوتا ہے۔ کشف کبھی تعبیر طلب ہوتا ہے اور کبھی

---

[1] تفسیر کبیر (سورہ زلزال) صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۵

ظاہری شکل میں پورا ہوتا ہے۔ تعبیر طلب کشفی نظاروں میں بعض اوقات دوسرے افراد بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر دراصل ایک کشفی نظارہ تھا جسے دوسرے مسلمانوں بلکہ کافروں نے بھی دیکھ لیا۔ عرب میں چاند مملکت کا نشان سمجھا جاتا تھا اور اس کشفی نظارے کے معنے یہ تھے کہ عرب کی غیر مسلم حکومت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے ریزہ ریزہ ہونے والی ہے اور اسکی جگہ اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آنے والا ہے۔

کشفی نظارے میں شرکت کی ایک دوسری صورت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ

خدا کے کامل برگزیدوں کی توجہ اور دعا سے ایک طالب صادق مختلف انبیاء و اولیاء سے کشف میں ملاقات کرسکتا ہے چنانچہ حضور نے شصت سالہ جوبلی پر ملکہ وکٹوریہ کے نام ایک مکتوب میں لکھا۔

"خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو مَیں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسُوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے ..... یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دُعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے اُن سے باتیں بھی کرسکتا ہے اور ان کی نسبت اُن سے گواہی بھی لے سکتا ہے کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔" [1]

---

[1] تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۱ (طبع اوّل)

خواب | تابع وحی کی دوسری قسم خواب ہے۔ خواب کو مذہبی دنیا میں ہمیشہ خاص اہمیت حاصل رہی ہے اور وہ تابع وحی ہونے کے باوصف قطعی اور یقینی طور پر عرفان الٰہی کا اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام محض رؤیا کی بنا پر اپنے معصوم بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کا سر تن سے جدا کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور پھر انہیں اپنی چہیتی بیوی حضرت ہاجرہؑ کے ہمراہ کنعان سے مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں اکیلا چھوڑنے پر ذرہ تامل نہ کیا۔ پھر یہ خواب ہی کا کرشمہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کی عظیم جمعیت لے کر پیدل ہی مدینے سے مکے کی طرف چل دیئے اور ایک طویل اور تھکا دینے والا سفر بخوشی برداشت کر لیا۔ کشف کی طرح خواب بھی یا تو اپنی ظاہری شکل میں پورے ہوتے ہیں یا تعبیری رنگ میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔

علم تعبیر الرؤیا پر ایک اجمالی نوٹ | چونکہ کشوف و رؤیا کا ایک حصہ تعبیر طلب ہوتا ہے اس لئے ایک ربانی انسان کے لئے علم تعبیر الرؤیا میں دستگاہ حاصل کرنا ضروری ہے۔

علم التعبیر ایک وہبی علم ہے جس کی سرحدیں علم و عرفاں کی وسعت کے ساتھ ساتھ پھیلتی جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز رؤیا صالحہ سے ہوا[1] اور حضور نے اس علم کو اتنی اہمیت بخشی کہ آپ نے اپنا معمول بنایا ہوا تھا کہ نماز فجر کے بعد صحابہ سے خوابیں سنتے اور تعبیر بیان فرماتے تھے۔ مستند احادیث میں حضور کے متعدد رؤیا اور ان کی تعبیر درج ہے علماء اسلام نے علم التعبیر کے قواعد و ضوابط مدون کرنے میں بڑی

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں بشارات رحمانیہ ص۹۶ [2] بخاری کتاب الرؤیا۔

جانفشانی سے کام لیا ہے اس سلسلہ میں حضرت ابو الفضل حسین ابن ابراہیم اور حضرت شیخ عبد الغنی نابلیسی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہمیشہ یادگار رہے گا جنھوں نے "کامل التعبیر" اور "تعطیر الانام" کے نام سے مفصل تصانیف کیں لیکن (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے سوا) حضرت مسیح موعود اور حضرت مصلح موعودؓ ایدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں علم تعبیر الرؤیا کے گوشوں پر جو تیز روشنی ڈالی۔ اس نے دن ہی چڑھا دیا۔

علم تعبیر کے چند اصول درج ذیل ہیں :-

۱۔ خواب کا ہر حصہ تعبیر طلب نہیں ہوتا بعض نظارے محض تحسین کی غرض سے شامل رؤیا ہوتے ہیں۔

۲۔ تعبیر رؤیا میں نام اکثر بھاری عمل دخل رکھتے ہیں۔

۳۔ خوابوں کی تعبیر ہر شخص کے مقام اور حالت کے موافق بدل جاتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابن سیرینؒ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ میں گندگی کے ایک ڈھیر پر برہنہ کھڑا ہوں حضرت ابن سیرینؒ نے کہا کہ اگر کوئی کافر یا فاسق یہ خواب دیکھتا تو اس کی تعبیر اور ہوتی لیکن تیرے لئے اس کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا غلاظت کا ڈھیر ہے جس میں تو موجود ہے اور تیرے برہنہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ تیرے صفات حسنہ سب لوگوں پر کھلیں گے ؎

۴۔ خواب کی تعبیر کا بہتر طریق خیالات کا معلوم کرنا ہے کہ کس چیز میں کسی شے کا گمان ہو سکتا ہے۔ کبھی ایسا ہوا کرتا ہے کہ مسمی سے اسم کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جیسے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب

؎ (البدر ۹ جنوری ۱۹۰۲ء) بحوالہ مکاشفات مسیح موعود مؤلفہ منظور الٰہی صاحب ص۶۲

میں اپنے آپ کو عقبہ بن رافع کے گھر میں دیکھا اور اسی خواب میں کوئی شخص آپ کے پاس رطب ابن ابی طاب (ایک خاص قسم کے چھوارے) تازہ لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعبیر یہ فرمائی کہ ہم دنیا میں رفعت یعنی سرفرازی اور آخرت میں عافیت کے ساتھ رہیں گے اور ہمارا دین طیّب یعنی پاکیزہ ہوگا۔

۴۔ کبھی دو چیزوں میں التزام ہوتا ہے اور ملزوم سے لازم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص خواب میں اگر تلوار دیکھے تو اس کی تعبیر قتال ہوگی۔

(ج) کبھی ایک وصف سے ایک ذات کی طرف جو اس وصف کے مناسب حال ہوتی ہے منتقل ہوتی ہے جس طرح آنحضرتؐ نے دو شخصوں کو جن پر مال کی محبت غالب تھی خواب میں سونے کے دو کنگن کی صورت میں دیکھا" (مسیح موعودؑ)[1]

۵۔ بعض مرتبہ خواب میں نظر آنے والے شخص سے مراد اس سے تعلق رکھنے والا کوئی رشتہ دار یا دوست یا فرقہ ہوتا ہے۔

۶۔ بعض خوابوں کی تعبیر اُلٹ ہوتی ہے مثلاً خواب میں رونے کی تعبیر اکثر خوشی اور ہنسنے کی تعبیر اکثر غم ہوتی ہے۔

۷۔ خدا کی تصویری زبان میں بعض امور کے لئے بعض مخصوص تمثلات ہیں مثلاً علم کے لئے دودھ اولاد کے لئے پھل دنیا کے لئے گوبر وغیرہ۔

۸۔ رؤیا میں بعض اوقات چھوٹی چیز سے مراد بڑی اور بڑی سے چھوٹی ہے مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام نے سورج چاند اور ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور مراد آپ کے والد اور بھائی تھے

---

[1] البدر ۸ رمئی ۱۹۰۳ء بحوالہ مکاشفات مسیح موعود مؤلفہ منظور الٰہی ص ۶۳-۶۴

یا خواب میں عصا نظر آئے تو اس کی تعبیر حکومت سے کی جاتی ہے۔

۹۔ کئی دفعہ خواب میں بھی تعبیر بیان کی جاتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ خواب میں بتائی ہوئی تعبیر ہی واقعاتی تعبیر ہو بعض اوقات یہ تعبیر بھی تعبیر طلب ہوتی ہے۔

۱۰۔ بعض خواب متعدد تعبیریں رکھتے ہیں جو اپنے اپنے وقت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

۱۱۔ خواب میں بتائی خبر کا فوراً پورا ہونا ضروری نہیں۔ بعض کا ظہور یکایک ہوتا ہے اور بعض کی عملی تعبیر سینکڑوں سال بعد کھلتی ہے۔

علم تعبیر الرؤیا کے متعلق یہ چند ہلکے سے اشارے ہیں جن سے عرفان و حکمت کے پردہ پر نمودار ہونے والی آسمانی فلم کے سمجھنے میں ابتدائی راہ نمائی ہوتی ہے

القاء تابع وحی کی تیسری قسم القاء ہے جس کی کیفیات کا نقشہ حضرت مسیح موعود نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:

"صورت سوم الہام کی یہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القاء ہوتا ہے یعنی یکمرتبہ دل میں کوئی کلمہ گذر جاتا ہے جس میں وہ عجائب بہ تمام وکمال نہیں ہوتے کہ جو دوسری صورت میں بیان کئے گئے ہیں بلکہ اس میں ربودگی اور غنودگی بھی شرط نہیں بسا اوقات عین بیداری میں ہو جاتا ہے اور اس میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دل میں پھونک دیا ہے یا پھینک دیا ہے انسان کسی قدر بیداری میں ایک استغراق اور محویت کی حالت میں ہوتا ہے اور کبھی بالکل بیدار ہوتا ہے کہ یکدفعہ دیکھتا ہے کہ ایک نو وارد کلام اس کے سینہ میں داخل ہے یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معاً وہ

کلام دل میں داخل ہوتے ہی اپنی پُر زور روشنی ظاہر کر دیتا ہے اور انسان متنبہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہ القاء ہے اور صاحبِ ذوق کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے متنفسی ہوا اندر جاتی اور تمام دل وغیرہ اعضا کو راحت پہنچاتی ہے ویسا ہی وہ الہام دل کو تسلی اور سکینت اور آرام بخشتا ہے اور طبیعت مضطرب پر اس کی خوشی اور خنکی ظاہر ہوتی ہے یہ ایک باریک بھید ہے جو عوام لوگوں سے پوشیدہ ہے مگر عارف اور صاحبِ معرفت لوگ جن کو حضرت واہب حقیقی نے اسرار ربّانی میں صاحب تجربہ کر دیا ہے وہ اس کو خوب سمجھتے ہیں" [1]

القاء کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ایک اہم وضاحتی بیان

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے القاء (وحی خفی) کے متعلق مندرجہ ذیل مزید تصریحات فرمائی ہیں:۔

"اس وحی کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وحی دوسری وحیوں کے ساتھ مل کر آتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی دوسری وحیوں کے بعد آتی ہے تا کہ لوگوں کو کسی قسم کا دھوکہ نہ لگے" "بہائیوں کو تمام تر دھوکہ اسی ... وحی کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لگا ہے" "وہ اپنے دل کے ہر خیال کا نام وحی رکھنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ بہاء اللہ کے دل میں جو خیال آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے کہ یہ وحی ہے اسی طرح وہ جو کچھ لکھتے ہیں اسی کو وحی قلبی خفی قرار دیتے ہیں۔"

---

[1] براہین احمدیہ طبع اول ص ۲۲۶

"مگر ایک بات ایسی ہے جو اس بحث کے سلسلہ میں... یاد رکھنی چاہیئے اور جو بہائیوں کے پھیلائے ہوئے زہر کے ازالہ میں بہت کام آسکتی ہے اور وہ یہ کہ ماموروں کے تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ یہ وحی دوسری وحیوں کے ساتھ مل کر آتی ہے اکیلی نہیں آتی اگر اکیلی آجائے تو ہر آدمی کہہ سکتا ہے کہ مجھے بھی وحی ہوتی ہے اور پھر یہ امتیاز کرنا مشکل ہو جائے کہ کون سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ سے کام لے رہا ہے اس نقص کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صورت رکھی ہے کہ وہ پہلے اپنے بندہ پر اور قسموں کی وحی نازل کرتا ہے اور جب اس میں بیان کردہ واقعات کے پورا ہونے سے لوگوں کو یہ یقین آجاتا ہے کہ فلاں شخص سچ بول رہا ہے تو اس کے بعد اس پر وحی قلبی خفی بھی نازل کر دیتا یہ نہیں ہوتا کہ اسے اپنی سچائی کا اور تو کوئی نشان نہ دیا جائے اور صرف قلبی خفی وحی اس کی طرف نازل کرنی شروع کر دی جائے اور یہ لفظی وحی کے مقابلہ پر کمیت میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔"

"جس شخص پر اللہ تعم وحی قلبی خفی نازل کرتا ہے اسے دوسرے شواہد بھی عطا کرتا ہے تاکہ لوگوں کو کوئی دھوکا نہ لگے اور وہ سمجھ لیں کہ جو شخص پہلی وحی کے بیان کرنے میں راستبازی سے کام لے رہا ہے وہ اس وحی میں بھی ضرور صادق اور راستباز ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ نہ اس پر کثرت سے وحی لفظی نازل ہوتی ہے نہ اس پر وحی جبریلی نازل ہوتی ہے نہ اس پر تصویری یا تعبیری زبان میں وحی نازل ہوتی ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے وحی قلبی خفی ہوتی ہے تو اس کا یہ دعویٰ کسی عقلمند کی نگاہ میں قابل قبول نہیں ہو سکتا ہر شخص کہے گا کہ وہ پاگل ہے جو اپنے دل کے خیالات کا نام وحی رکھ رہا ہے

غرض یہ وحی بڑا فتنہ پیدا کرنے والی چیز ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وحی کو کلام لفظی اور جبریلی اور غیر جبریلی وحی کے تابع رکھتا ہے جس شخص پر بکثرت یہ تین وحیاں نازل ہوں وہ اگر کہے کہ مجھ پر وحی قلبی خفی نازل ہوتی ہے تو ہم اسے فریب خوردہ نہیں کہیں گے اور اس کی بات مان لیں گے لیکن جب کوئی دوسرا شخص یہ کہے جس پر کوئی اور وحی نازل نہ ہوتی ہو تو ہم سمجھیں گے وہ پاگل ہے۔"

"دوسرے یہ وحی امور غیبیہ کے متعلق ہوتی ہے امور احکامیہ کے بارہ میں نہیں تاکہ دھوکہ نہ لگے لیکن امور غیبیہ میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہوتا ان کی تفسیر بعد میں ہو جاتی ہے مگر امور احکامیہ کے نزول کی کوئی تفسیر بعد میں نہیں ہوتی" ؎۱

وحی کے مراتب ثلاثہ

باب کے آخر میں ایک نہایت ضروری امر کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ اختلاف مذہب و عقیدہ کے باوجود مختلف فرقے کے لوگوں کو رؤیا یا الہام ہوتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کو اپنی خوابوں یا الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں وغیرہ اُن کی سچی بھی ہو جاتی ہیں ان حالات میں بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر رؤیا و الہام واقعی کلام الٰہی کا جزء ہیں تو کس مذہب کو سچا اور کسے غلطی خوردہ قرار دیں ؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں کلام الٰہی کے ہر گوشے پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے وہاں اس اہم ترین سوال کا بھی کافی وشافی

؎۱ تفسیر کبیر جلد ششم (سورہ زلزال) صفحہ ۴۹-۵۲ (از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

جواب دیا ہے۔ بلکہ حضور کی ایک معرکہ آرا اور ضخیم کتاب "حقیقۃ الوحی" اس موضوع کے لئے مخصوص ہے۔ ہر طالبِ حق کو اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا چاہیئے ذیل میں اس کے چند جستہ جستہ مقامات نذر قارئین کئے جاتے ہیں جن سے مندرجہ بالا سوال کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے نزدیک وحی کے تین مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ عالمگیر وسعت کا حامل ہے اور اس میں مسلم و کافر عالم و جاہل مرد و عورت اور نیک و بد کسی کی تمیز نہیں ہے۔ دوسرا مرتبہ ناقص معرفت رکھنے والوں کے لئے اور تیسرا کامل محبین الٰہی سے وابستہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

پہلا مرتبہ[۵] (علم الیقین)

(۱) "واضح ہو کہ چونکہ انسان اس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو شناخت کرے اور اس کی ذات اور صفات پر ایمان لانے کے لئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اس لئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے ذریعہ سے انسان مصنوعات باری تعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرہ ذرہ عالم میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عز اسمہ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظام عالم میں پائی جاتی ہے اس کی تہ تک پہنچ کر پوری بصیرت سے اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا صانع ہو اور پھر دوسری طرف روحانی حواس اور روحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت

---

[۵] یہ عنوان اصل کتاب کے جزو نہیں محض مضمون کو متبادر الفہم بنانے کیلئے قائم کئے گئے ہیں۔
(مؤلف)

میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے روحانی قوتیں اس کو پورا کر دیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ معقولی قوتیں جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے یہ تو ان کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے ... لہذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنے کے لئے اور اس فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کے لئے جو معرفت کاملہ کے لئے اُن کی طبائع میں مرکوز ہے اس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قویٰ بھی ان کو عطا ہوں۔"

(ب) "لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں ....اس لئے وہ بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اس لائق نہیں کہ قابلِ قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا ان پر نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصہ ہو ہاں عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ ان کے لئے آگے قدم رکھنے کے لئے ایک راہ کھلی ہے لیکن ان کی خوابوں اور الہاموں میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا اُن پر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانے کے لئے ایک حجت ہو۔"

(ج) پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے کہ اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے اور سخت دھوکا میں پڑا ہُوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پاکر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اُس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دُور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ اس کی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دُور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا"

دوسرا مرتبہ (عین الیقین)

" دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے کہ ان میں رُویا اور کشف کے حصول کے لئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب وکشف کا کسی قدر نمونہ ان پر ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کے لئے بھی کسی قدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رُویا صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار اُن میں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ ان کی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتے ہیں[1]۔ مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ انکی راستبازی کامل نہیں ہوتی بلکہ اس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اُس کے گوبر اور گند ہو اور چونکہ اُن کا

---

[1] سہو کتابت سے لکھا گیا ہے اصل لفظ "جاتی" ہے۔

تزکیہ نفس پورا نہیں ہوتا اور اُن کے صدق و صفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اس لئے کسی ابتلاء کے وقت وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم ان کے شامل حال ہو جائے اور اس کی ستاری اُن کا پردہ محفوظ رکھے تب تو بغیر کسی ٹھوکر کے دنیا سے گذر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آ جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح اُن کا انجام بد نہ ہو ... وہ دُور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اُس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور نہ اس کی گرمی سے کافی حصہ ان کو ملتا ہے اس لئے اُن کی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے"

تیسرا مرتبہ (حق الیقین)

(ا) "خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنے والے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالےٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالبِ نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ آگ لے لیتی ہے"

(ب) "اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالبِ حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے منجملہ اُن علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے

یقینی امر ہے ظنّی نہیں ہے اور ایک ربّانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور ہیبت الٰہی ان میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ ان میں نظر آتا ہے اور اس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُن میں محبوبیت اور قبولیّت کے آثار ہوتے ہیں اور ربّانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور بعض پیشگوئیاں اس کے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کے لئے اور بعض اس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اس پر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔" [1]

---

[1] حقیقۃ الوحی طبع اوّل ص۵-۱۵

حرف آخر

کلام الٰہی سے متعلق اہم مباحث بیان ہو چکے ہیں امید ہے کہ ان کی روشنی میں قارئین کرام حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے کشوف و الہامات کا مطالعہ کرکے خاص روحانی لذت محسوس کریں گے نیز بغور دیکھیں گے کہ حضور پر نازل ہونے والا کلام الٰہی کن عظمتوں کا حامل ہے۔

باب اوّل

حضرت اقدس المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ کشوف والہامات جو حضور کی ذات سے پورے ہوئے

باب اوّل

دیباچہ میں سلسلہ الہام وکلام پر اجمالی روشنی ڈالنے کے بعد اب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں ہی اُن رؤیا ر کشوف اور الہامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو اکثر و بیشتر وقوع پذیر ہونے سے مہینوں یا برسوں قبل بتلائے یا شائع کئے گئے اور پھر کمال صفائی سے پورے ہوئے۔

اس تعلق میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس مجموعہ کی ترتیب میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ سوائے اُن مقامات کے جو تشریح طلب ہیں یا واقعاتی تعبیر کی تفصیل چاہتے ہیں۔ مرتب کی طرف سے کسی زائد امر کے بیان سے قطعی گریز کیا جائے نیز کوئی رؤیا یا کشف والہام جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے حوالہ دیئے بغیر نہیں درج کیا گیا تا آسمانی خبروں کی عظمت و رفعت میں کسی دغدغہ یا شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور ایک حق پسند اور منصف مزاج انسان یقین وعرفان کے بلند مینار سے خدائی بشارتوں اور پھر ان کے پورا ہونے کا نظارہ کرسکے۔

طاعون کے اثرات سے شفایابی

"تین یا چار سال ہوگئے ہیں کہ قادیان میں طاعون بڑی سخت پڑی۔ عصر کے وقت میں نے دیکھا کہ میری ران میں سخت درد ہو رہا ہے اور مجھے بخار بھی تھا۔ میں کمرہ کے اندر چلا گیا اور اندر سے دروازہ بند کرکے چارپائی پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا تو مسیح موعود سے یہ وعدہ تھا کہ اِنی احافظ کل من فی الدار۔ تو خدا تعالیٰ تو

اپنے وعدوں کو جھٹلایا نہیں کرتا۔ اور اب میں اپنے آپ میں طاعون کے آثار پاتا ہوں۔ لیکن پھر مَیں نے اپنے نفس کو یہ کہہ کر تسلّی دی کہ یہ تو خدا تعالیٰ کا وعدہ مسیح موعودؑ کے ساتھ تھا اور یہ فیوض اور برکات انہی کے زمانہ میں رہیں اب وہ بھی دنیا میں نہیں ہیں نہ ہی وہ برکات ہیں تو مَیں نے پھر دعا کی۔ میں جاگتا ہی تھا اور کمرے کی تمام چیزوں کو دیکھ رہا تھا تو مَیں نے خدا کو دیکھا وہ ایک نور تھا جو میرے کمرے کے نیچے سے نکل رہا تھا اور آسمان کی طرف کمرے کی چھت پھاڑ کر جا رہا تھا اس کا نہ شروع تھا نہ ہی اس کا انتہا تھا لیکن اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید اور بالکل سفید چینی کا پیالہ تھا اور اس پیالہ میں دودھ تھا اس نے وہ پیالہ مجھے پکڑا دیا مَیں نے وہ دودھ پی لیا مَیں جب دودھ پی چکا تو مَیں نے دیکھا کہ نہ تو مجھے کوئی درد تھا اور نہ بخار بلکہ میں اچھا بھلا تھا اور مجھے کوئی ذرہ بھر بھی تکلیف نہ تھی“ [1]

جہازوں کی آمد و رفت میں تعطل کی خبر

”مَیں جب[2] تعلیم کے لئے مصر گیا تو ارادہ تھا کہ حج بھی کرتا آؤں گا۔ مگر یہ پختہ ارادہ نہ تھا کہ اسی سال حج کروں گا۔ یہ بھی خیال آتا تھا کہ واپسی پر حج کر لوں گا۔ جب میں بمبئی پہنچا تو وہاں نانا جان صاحب مرحوم بھی آملے۔ وہ براہ راست حج کو جا رہے تھے۔ اس پر میرا بھی ارادہ پختہ ہو گیا کہ اسی سال ان کے ساتھ حج کر لوں۔ جب پورٹ سعید پہنچے۔ تو مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

[1] خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء شائع شدہ الفضل مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۳

[2] ستمبر ۱۹۱۲ء کو آپ سفر مصر کے لئے قادیان سے روانہ ہوئے (ناقل)

تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر حج کی نیت ہے تو کل ہی جہاز میں سوار ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ آخری جہاز ہے ... چنانچہ ایسا ہی بعد میں ثابت ہوا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ اس جہاز راں کمپنی سے گورنمنٹ کا کوئی جھگڑا تھا جس نے ایسی صورت اختیار کرلی کہ وہ جہاز آخری ثابت ہوا۔ اور کمپنی والے اس سال اور کوئی جہاز حاجیوں کے نہ لے گئے۔" [له]

تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے عالمگیر نظام کا قیام

حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے ۱۹۱۴ء میں جبکہ منصب خلافت پر فائز ہوئے صرف ایک ماہ کا عرصہ گذرا تھا جماعت احمدیہ کے نمائندگان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :۔

"جہاں تک مَیں نے غور کیا ہے مَیں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دُعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دُعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں مَیں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش اُنس اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا

[له] الفضل ۱۰ رمئی ۱۹۴۴ء ص۵ کالم ۳-۴

ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پُرانا رہا ہے غرض اسی جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خدا تعالےٰ کے حضور دُعا کی کہ میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو اور میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں... میرے دل میں تبلیغ کے لئے اتنی تڑپ تھی کہ میں حیران تھا اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر۔ پس میں اس کے حضور ہی جُھکا اور دُعائیں کیں اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ میں نے بار بار عرض کی کہ میرے پاس نہ علم ہے نہ دولت نہ کوئی جماعت ہے نہ کچھ اور ہے جس سے میں خدمت کرسکوں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اس نے میری دعاؤں کو* سنا اور آپ ہی سامان کر دئے اور تمہیں کھڑا کر دیا کہ میرے ساتھ ہو جاؤ.... اُس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھاوے گا۔ اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہونگے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا" [1]

اس تعلق میں یہ بھی بتایا کہ:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں تاکہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں۔"

"غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے کہ یہ میرا کام ہے کہ تبلیغ کروں میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا ارادہ ہے اور بہت کچھ چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا میرا خدا قادر ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا

[1] "منصب خلافت" تقریر فرمودہ ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء طبع اوّل صفحہ ۱۶-۱۷

ہے وہی مجھے اس سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک تو وہ آپ ہی ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے مگر اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے ......

پس میرے دوستو! روپیہ کے معاملہ میں گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں وہ آپ سامان کرے گا۔ آپ ان سعادت مند روحوں کو میرے پاس لائے گا جو ان کاموں میں میری مددگار ہونگی۔"

"پس خدا آپ ہی ہمارا محاسب اور محصل ہو گا اسی کے پاس ہمارے سب خزانے ہیں۔"[1]

(مرتب) یہ عظیم الشان خبریں ان ایام میں دی گئیں جبکہ ہندوستان سے باہر جماعت احمدیہ کا کوئی مستقل مشن موجود نہ تھا۔ اور مرکزی خزانہ میں صرف چند آنے تھے دوسری طرف پیغامی گروپ جماعت کے افراد کو آپ سے برگشتہ کرنے اور اقتصادی لحاظ سے بے بس کر دینے کی ہر ممکن تدابیر اختیار کر رہا تھا یقیناً ایسی نازک اور دلخراش صورت حال پر جماعت کا زندہ بچ نکلنا ایک خارق عادت امر تھا کجا یہ کہ دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی عالمگیر نظام قائم ہو جائے بے شبہ یہ ایک ناممکن اور محال امر تھا مگر خدا نے اپنے وعدوں کے مطابق ہواؤں کا رُخ ہی بدل ڈالا اور غیب سے ہزاروں آپ کے ایسے جان نثار شاگرد پیدا کئے جنہوں نے خالص اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ تہی دامن ہونے کے باوجود دنیا کے ہر براعظم میں پھیل گئے۔ ایک زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے کہ ہم پر سورج غروب نہیں ہوتا مگر ہندوستان کے آزاد ہوتے ہی اُن کا

---

[1] "منصب خلافت" تقریر فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء طبع اوّل صفحہ ۱۶-۱۹

یہ دعویٰ بھی ختم ہو چکا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر آفتاب غروب نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں دنیا کے تمام ممالک میں اسلامی مشنوں کا وسیع جال بچھ چکا ہے اور آپ کے روحانی فرزند دنیا کے گوشہ گوشہ میں خدائے ازلی کا پیغام پھیلانے میں مصروف ہیں۔

یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ ایشیا۔ آسٹریلیا۔ غرضکہ تمام براعظموں میں اسلامی لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ مساجد تعمیر ہو رہی ہیں اور صداقت پسند رُوحیں اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو رہی ہیں۔ جماعت کا مرکزی نظام جو ۱۹۱۴ء میں بالکل تہ و بالا ہو گیا تھا اب مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہو چکا ہے۔ جہاں خزانہ میں چند آنوں کے سوا کچھ موجود نہ تھا وہاں آج لاکھوں روپے ہر وقت جمع رہتے ہیں جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ ـــــ میں اس وقت جو مرکزی ادارے قائم ہیں ایک صدر انجمن احمدیہ اور دوسرا تحریک جدید۔ یہ دونوں ادارے اپنا الگ الگ حلقہ عمل رکھتے ہیں ایک جماعت کی عمومی نگرانی اور ترقی کا فریضہ انجام دیتا ہے اور دوسرے کے ذمہ غیر ممالک کی تبلیغ کا کام ہے ان اداروں کی مالی اور اقتصادی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے صرف یہ معلوم کر لینا ہی کافی ہے کہ دونوں کے سالانہ بجٹ چند آنوں سے نکل کر لاکھوں تک جا پہنچے ہیں اور ان میں ہر سال اضافہ ہوتا جاتا ہے اور وہ دن دُور نہیں کہ الٰہی وعدوں کے مطابق موجودہ بجٹ کروڑوں بلکہ اربوں سے بھی متجاوز ہونگے۔ آج یہ بات دنیا والوں کی نظریں بالکل ناممکن نظر آتی ہے مگر کیا وہ قادر و توانا خدا جس نے چند آنوں میں برکت ڈال کر ان کو لاکھوں تک پہنچا دیا ہے وہ ان لاکھوں کو اربوں میں نہیں بدل سکتا؟

کمشنر کی ملاقات کے متعلق حیرت افزا نشان

سنہ ۱۹۲۰ء کی ایک عجیب خواب جو نہایت خارق عادت رنگ میں پوری ہوئی:-

اسی سال (سنہ ۱۹۲۰ء میں ناقل) ایک معاملہ کے متعلق جو گورنمنٹ کے ساتھ تھا ایسا واقعہ ہوا کہ کمشنر صاحب کی چٹھی میرے نام آئی کہ فلاں امر کے متعلق میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن مجھے آجکل اتنا کام ہے کہ میں گورداسپور نہیں آسکتا اور قادیان کے قریب تر جو میرا مقام ہے وہ امرتسر ہے۔ یہاں اگر آپ آسکیں تو لکھوں اس چٹھی میں معذرت بھی کی گئی کہ اگر مجھے فرصت ہوتی تو میں گورداسپور ہی آتا لیکن مجبور ہوں اس چٹھی کے آنے سے تین دن بعد مجھے رؤیا ہوئی کہ میں کمشنر صاحب کو ملنے کے لئے گورداسپور جا رہا ہوں اور ریلوں وغیرہ کا انتظام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کر رہے ہیں لیکن جس دن میں نے رؤیا دیکھی اُس دن ڈاکٹر صاحب قادیان میں موجود نہیں تھے بلکہ علی گڑھ گئے ہوئے تھے۔ اُسی رات تھی کہ مجھے کچھ کام گورداسپور بھی نکل آیا ہے اگر آپ کو امرتسر آنے میں تکلیف ہو تو میں فلاں تاریخ گورداسپور آ رہا ہوں آپ وہاں آجائیں اس چٹھی سے ایک حصہ تو پورا ہو گیا مگر دوسرا حصہ باقی تھا اور وہ ڈاکٹر صاحب کی موجودگی تھی۔ ڈاکٹر صاحب ایک مہینہ کے ارادہ سے علی گڈھ اپنی چھوٹی لڑکی کی لات پر اپریشن کرانے کے لئے گئے تھے اور ابھی ان کے آنے کی کوئی امید نہ تھی مگر دوسرے دن ہمیں گورداسپور جانا تھا کہ اتنے میں ڈاکٹر صاحب آگئے اور بیان کیا کہ جس ڈاکٹر نے اپریشن کرنا تھا اس نے ابھی ٹانگ کاٹنے سے انکار کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا کرنا سرجری کی شکست ہے میں پہلے یونہی علاج کروں گا اس لئے میں نے سردست ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس آگیا ہوں (گو چند ماہ بعد اس ڈاکٹر کو مجبوراً

ٹانگ کاٹنی پڑی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پہلی تحریک محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی، غرض اس طرح دوسرا حصہ بھی پورا ہو گیا۔"[۱]

کشف میں بخار ٹوٹنے کی خبر

"مجھے ذاتی طور پر اس بات کا تجربہ ہے کہ ہر چیز پر ملائکہ کا قبضہ ہے اور ان کے ارادے کے ماتحت وہ چیز کام کرتی ہے ایک دفعہ مجھے بخار ہوا ڈاکٹر نے دوائیں دیں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا ایک دن چودھری ظفر اللہ خاں صاحب آئے ان کے ساتھ ایک غیر احمدی بھی تھا ان کو میں نے اپنے پاس بلا لیا ان کے آنے سے پہلے مجھے غنودگی آئی اور ایک مچھر میرے سامنے آیا اور کہا آج تپ ٹوٹ جائے گا جب ڈاکٹر صاحب اور چوہدری صاحب اور ان کا غیر احمدی دوست اور بعض اور احباب آئے تو میں نے ان کو وہ کشف بتا دیا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب ڈاکٹر صاحب نے تھرما میٹر لگا کر دیکھا تو اس وقت تپ نہیں تھا۔

دراصل وہ مچھر نہیں بولا تھا بلکہ اس کی طرف سے وہ فرشتہ بولا تھا جس کا مچھر پر قبضہ تھا"[۲]

---

[۱] "حقیقۃ الرؤیا" فرمودہ دسمبر ۱۹۱۷ء طبع اوّل صفحہ ۹۲-۹۳
[۲] "ملائکۃ اللہ" تقریر فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء طبع اوّل صفحہ ۲۷

سفر انگلستان کے متعلق پیش خبری

حضرت امام جماعت احمدیہ ویمبلے نمائش کے ارباب بست وکشاد کی دعوت خاص پر ۱۹۲۴ء کے آخر میں لنڈن تشریف لے گئے۔

یہ سفر بیرونی ممالک کی طرف پہلا سفر تھا جس کی وجہ سے دنیا بھر میں احمدیت کا کامیاب اور وسیع پراپیگنڈہ ہُوا۔ بالخصوص انگلستان کے طول وعرض میں آپ کو نمایاں شہرت حاصل ہوئی۔ خصوصًا کانفرنس مذاہب میں آپ کے زبردست مضمون نے تمام علمی حلقوں میں دھوم مچا دی اور اسلام کی حقانیت کے عام چرچے ہونے لگے۔ اسی سفر میں آپ کے ہاتھوں لنڈن کی شہرۂ آفاق مسجد فضل کا سنگ بُنیاد رکھا گیا غرضیکہ انگلستان کو روحانی قوتوں سے فتح کرنے کی مہم کا آغاز ہُوا۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے ولائت جانے کی تحریک سے بھی تین ماہ قبل بذریعہ رؤیا بشارت دی گئی کہ حضور کے لئے انگلستان کا سفر مقدر ہے جو اپنے جلو میں عظیم برکات لانے کا موجب ہوگا۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کی پہلے سے خبر دیتے ہوئے بتایا:۔

(یہ) "رؤیا اسی سال کی ہے مگر ولایت جانے کی تحریک سے دو تین ماہ پہلے کی ہے۔ یہ خواب بھی میں نے اسی دن دوستوں کو سُنا دی تھی۔ جن میں سے ایک مفتی محمد صادق صاحب بھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میں انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے۔ مَیں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں اور میرے پاس ایک اور شخص کھڑا ہے اس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی

ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہیئے۔ ایک لکڑی کا موٹا شہتیر زمین پر کٹا ہوُا پڑا ہے ایک پاؤں میں نے اس پر رکھا ہوُا ہے اور ایک پاؤں زمین پر ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی دُور کی چیز کو دیکھنا چاہے تو ایک پاؤں کسی اونچی چیز پر رکھ کر اونچا ہو کر دیکھتا ہے اسی طرح میری حالت ہے اور جسم میں عجیب چستی ہے اور سبکی پاتا ہوں جس طرح کہ غیر معمولی کامیابی کے وقت ہوُا کرتا ہے اور چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہوں کہ کیا کوئی جگہ ایسی ہے جس طرف مجھے توجہ کرنی چاہیئے کہ اتنے میں ایک آواز آئی جو ایک ایسے شخص کے منہ سے نکل رہی ہے جو مجھے نظر نہیں آتا مگر میں اس کے پاس ہی کھڑا ہوُا سمجھتا ہوں اور یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہ میری ہی روح ہے گویا میں اور وہ ایک ہی وجود ہیں اور وہ آواز کہتی ہے۔ ولیم دی کنکر۔ یعنی ولیم فاتح۔ ولیم ایک پرانا بادشاہ ہے جس نے انگلستان کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی جب میں نے دوستوں کو یہ خواب سُنائی تو مفتی صاحب نے ولیم کے معنی لغت انگریزی سے دیکھے اور معلوم ہوُا کہ اس کے معنی ہیں پختہ رائے والا۔ پکے ارادہ والا۔ یا دوسرے لفظوں میں **اولوالعزم** پس گویا ترجمہ یہ ہوُا۔ **اولوالعزم فاتح**"[1]

(مرتب) یہاں یہ عرض کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا لنڈن کی مذہبی کانفرنس میں حضور کے پر از علم و عرفاں لیکچر کو خاص مقبولیت حاصل ہوئی اور لنڈن کے تمام

---

[1] اخبار الفضل مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۵ کالم ۲-۳

مقتدر رسائل و جرائد مثلاً ٹائمز۔ مارننگ پوسٹ ڈیلی ٹیلیگراف۔ ڈیلی نیوز مانچسٹر گارڈین نے اس کا خلاصہ شائع کرتے ہوئے دل کھول کر خراج تحسین ادا کیا۔ مانچسٹر گارڈین نے لکھا کہ :۔

"اس مضمون کے بعد جس تحسین اور خوشنودی کا اظہار کیا گیا ہے اس سے پیشتر کسی مضمون پر ایسا نہیں کیا گیا۔"

اور منتظمین کانفرنس اور لنڈن کے مشہور پادری ڈاکٹر والٹر واش نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ

"اس کانفرنس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور یہی وہ غرض تھی جس کو لے کر احمدیہ جماعت کے امام یہاں تشریف لائے تھے۔"

دمشق میں غیر معمولی شہرت کی خبر

حضرت امام جماعت احمدیہ پہلے سفر یورپ میں لنڈن جاتے ہوئے رستہ میں دمشق ٹھہرے تو اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کا جو نشان ظاہر ہوا اس کی تفصیل آپ کے الفاظ میں یہ ہے :۔

"دمشق میں گئے تو اوّل تو ٹھہرنے کی جگہ ہی نہ ملتی تھی بمشکل سے انتظام ہوا۔ مگر دو دن تک کسی نے توجہ نہ کی۔ میں بہت گھبرایا اور دُعا کی کہ اے اللہ پیشگوئی جو دمشق کے متعلق ہے کس طرح پوری ہوگی۔ اس کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ ہم ہاتھ لگا کر واپس چلے جائیں تو اپنے فضل سے کامیابی عطا فرما۔

جب میں دُعا کر کے سویا تو رات کو یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہو گئے۔ عَبْدٌ مُکَرَّمٌ یعنی ہمارا بندہ جس کو عزت دی گئی۔ اس سے میں نے سمجھا

کہ تبلیغ کا سلسلہ یہاں کھلنے والا ہے چنانچہ دوسرے ہی دن جب اُٹھے تو لوگ آنے لگے یہاں تک کہ صبح سے رات کے بارہ بجے تک دو سو سے لے کر بارہ سو تک لوگ ہوٹل کے سامنے کھڑے رہتے۔ اس سے ہوٹل والا ڈر گیا کہ فساد نہ ہو جائے پولیس بھی آگئی اور پولیس افسر کہنے لگا فساد کا خطرہ ہے میں نے یہ دکھانے کے لئے کہ لوگ فساد کی نیت سے نہیں آئے۔ مجمع کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ چند ایک نے گالیاں بھی دیں لیکن اکثر نہایت محبت کا اظہار کرتے۔ اور ھٰذا ابن المہدی کہتے اور سلام کرتے۔ مگر باوجود اس کے پولیس والوں نے کہا کہ اندر بیٹھیں ہماری ذمہ داری ہے اور اس طرح ہمیں اندر بند کر دیا گیا۔ اس پر ہم نے برٹش قونصل کو فون کیا" [۵۱]

(مرتب) عبدۂ مکرمؒ کا الہام صرف اس موقعہ پر ہی پورا نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد جیسا کہ حضور کو خبر دی گئی تھی کہ اب سلسلہ تبلیغ کھلنے والا ہے خدا تعالیٰ نے مخالف حالات اور شدید مزاحمت کے باوجود ایک سال کے اندر اندر احمدیہ مشن قائم کر دیا۔ مشن کے افتتاح پر مقامی علماء اور دوسرے حلقوں میں سخت مخالفت ہوئی۔ دمشق کے مبلغ احمدیت مولانا جلال الدین صاحب شمس پر خنجر سے قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا۔ مگر خدا کی تقدیر غالب آئی اور دمشق میں ایک نہایت مخلص جماعت پیدا ہو گئی۔ جو اپنے اخلاص وللہیت میں بیرون پاکستان کی احمدی جماعتوں میں ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ السید منیر الحصنی جو اس زمانہ میں مولانا شمس صاحب کے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہوئے ایک ذی اثر وجاہت خاندان کے چشم وچراغ ہیں جماعت احمدیہ دمشق کی امارت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جب ۱۹۵۵ء میں دوبارہ یورپ تشریف لے گئے تو حضور نے یہاں بھی قیام فرمایا اور اس جماعت کے جذبۂ

---

۵۱ اخبار الفضل مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۲۴ء صلا کالم ۲

خلوص و محبت کو بے حد سراہا۔ اس طرح ۱۹۲۴ء میں نازل ہونے والا الہام ایک دفعہ پھر ۱۹۵۵ء میں بھی پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہُوا۔

ڈلہوزی میں پولیس کی خلاف قانون حرکات کے متعلق خبر

"مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مَیں مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرہ میں ہوں اور وہاں عزیزہ امۃ القیوم سلمہا اللہ تعالےٰ اور میری چھوٹی بیوی مریم صدیقہ بیگم سلمہا اللہ تعالےٰ بھی میرے ساتھ ہیں۔ دروازہ بند ہے مگر دروازہ میں بڑی بڑی دراڑیں ہیں۔ میری نظر جو پڑی تو میں نے دیکھا کہ اُن دراڑوں میں سے پولیس کے کچھ سپاہی جھانک رہے ہیں۔ مَیں نے ان دونوں کو چھپا دیا اور باہر نکل کر اُن پولیس والوں سے کہا کہ تم کیوں جھانک رہے تھے اس پر وہ کمرہ کے اندر آ گھسے۔ اس وقت میں دل میں کہتا ہوں کہ اندر میری بیوی اور لڑکی ہیں ان کی بے پردگی ہوگی مگر پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے وہ خود اُن کی حفاظت کریگا چنانچہ جب وہ کمرہ میں گھس آئے اور اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے تو مَیں نے دیکھا کہ دونوں وہاں سے غائب ہو گئی ہیں اور مَیں کہتا ہوں کہ دیکھو میرے رب کا احسان ہے کہ اُس نے اس ذلت سے ہمیں بچا لیا اور خود ان کو غائب کر دیا۔" [۱]

(مرتب) یہ خواب حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئی۔ ستمبر ۱۹۴۱ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے ڈلہوزی میں مع اہلبیت کے اقامت گزین تھے کہ حضور کے ایک لختِ جگر صاحبزادہ مرزا خلیل احمد

---

[۱] الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۱-۲

صاحب جو اس وقت سترہ برس کے تھے اپنے ہاتھ میں ایک بند پیکٹ لائے اور کہا کہ کسی نے مجھے یہ بھجوایا ہے۔ حضور نے اسے کھولا تو معلوم ہؤا کہ انگریزی حکومت کے خلاف اشتہارات ہیں۔ چونکہ جماعت احمدیہ کے دینی عقائد میں حکومت وقت کی اطاعت ایک لازمی جزء ہے اس لئے حضور نے فوراً متعلقہ صیغہ کے افسر کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ بلا تاخیر یہ پیکٹ صوبہ کے گورنر کو بھجوا دیں اور لکھیں ممکن ہے بعض اور نوجوانوں کو بھی ایسا قانون شکن لٹریچر موصول ہؤا ہو۔ اس لئے آپ کو بھجوایا جا رہا ہے جو محکمانہ کارروائی کرنا مناسب سمجھیں کریں۔ حضور ابھی یہ ہدایت دے کر لوٹے ہی تھے کہ چند منٹ کے بعد پولیس آ دھمکی اور اس نے پیکٹ کو شاخسانہ بنا کر کوٹھی کا احاطہ کر کے اس کی نشست گاہ اور برآمدہ پر قبضہ جما لیا تھوڑی دیر بعد باڈر پولیس بھی آ گئی جو بارہ بجے سے سات بجے شام تک برابر آٹھ گھنٹے رائفلیں لئے کوٹھی کے صحن میں کھڑی رہی۔ دراصل جیسا کہ بعد کو تحقیقات ہوئی پولیس نے قانون کی جس دفعہ کے ماتحت اس مکروہ برچھا گردی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے ماتحت اسے کسی کارروائی کا اختیار ہی حاصل نہیں تھا۔ اور پولیس خود پیکٹ کے منصوبہ میں شریک تھی۔

عجیب بات یہ ہے کہ جس وقت یہ سانحہ پیش آیا خواب کے عین مطابق صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ اور حضرت سیدہ مریم بیگم (رضی اللہ عنہ) بھی موجود تھیں حالانکہ صاحبزادی صاحبہ چند دن پیشتر سرگودھا میں تھیں اور حضرت مریم بیگم رضی اللہ عنہا کا ارادہ ڈلہوزی سے واپس جانے کا تھا۔

علمی طبقہ میں نفوذ کے متعلق خواب

"۱۷؍فروری (۱۹۲۵ء ناقل) کے قریب میں نے خواب دیکھا۔ کہ اخبار انقلاب لاہور کا ایک پرچہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اُسے پڑھتا ہوں اس کے ایک صفحہ پر میری نظر پڑی۔ تو مَیں نے دیکھا کہ کچھ سطریں لکھی ہوئی ہیں پھر کچھ سطریں اُڑی ہوئی ہیں۔ اور پھر ڈیڑھ سطر لکھی ہوئی ہے اِس کے بعد پھر کچھ سطریں اُڑی ہوئی ہیں جس طرح کسی مضمون کے بعض حصے سنسر نے کاٹ دیئے ہوں درمیان میں جو سطر لکھی ہے میں اُسے پڑھتا ہوں تو اس میں یہ لکھا ہُوا ہے کہ امام جماعت احمدیہ نے پنجاب یونیورسٹی کا انٹرنس کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ یہ خبر پڑھ کر مجھے اپنے نفس پر بہت غصہ آیا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ مَیں نے یہ امتحان کیوں دیا۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے اور اتنا بلند مقام عطا کیا ہے تو مجھے انٹرنس کا امتحان دینے کی ضرورت ہی کیا تھی اور میں نے یہ امتحان کیوں دیا۔ ایک دو منٹ کے بعد میری غصہ اور انقباض کی حالت دُور ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ مَیں نے جب یہ امتحان دیا ہے تو یہ کوئی بیہودہ حرکت نہیں کی اس میں بھی ضرور اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت مخفی ہوگی۔ اور پھر میں اپنے دل میں کہتا ہوں کہ جب انٹرنس کا امتحان پاس کیا ہے تو اب بی اے کا امتحان بھی دے دُوں پھر مجھے خیال آتا ہے کہ بی اے کا امتحان تو ایف اے کا امتحان پاس کئے بغیر نہیں دیا جا سکتا۔ مگر خود ہی دل میں کہتا ہوں کہ یونیورسٹی مجھے بی اے کا امتحان دینے کی اجازت دے دیگی۔" (الفضل ۱۴؍مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۶ کالم ۱، ۲)

(مرتب) اس رؤیا میں علمی طبقہ میں حضور کے اثر و نفوذ کی خبر دی گئی تھی جو چند دنوں کے بعد پوری ہوئی جس کی اجمالی تفصیل یہ ہے کہ ۲۶؍فروری ۱۹۲۵ء کو آپ نے

لاہور میں احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کے زیرِ انتظام "اسلام میں اقتصادی نظام" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی جس نے علمی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ یہ لیکچر انگریزی۔ فرانسیسی۔ جرمنی۔ ہسپانوی وغیرہ دنیا کی متعدد مشہور زبانوں میں شائع ہو چکا ہے اور چوٹی کے اہل علم طبقہ سے خراجِ عقیدت وصول کر رہا ہے۔ متعدد آراء میں سے صرف ایک رائے ملاحظہ ہو۔ سپین کی وزارت صنعت و تجارت کا ایک با اثر ترجمان

"Information Commercial and Industrial"

اپنے اکتوبر ۱۹۴۸ء کے ایشوع میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"کہ کسی قدر جذباتی رنگ سے قطع نظر اس کتاب میں کمیونزم کے مقابلہ میں نہایت شاندار طور پر اسلام کا اقتصادی نظام پیش کیا گیا ہے اور بھاری دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ کمیونزم نہ صرف سیاسی اصولوں اور تحریکات کے خلاف ہے بلکہ مذہبی اقدار کا بھی دشمن ہے کتاب نہایت اعلیٰ معلومات کا مخزن ہے"۔ ترجمان نے اس انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھا کہ "حضرت امام جماعت احمدیہ اس لیکچر کے لئے قابلِ صد مبارک باد ہیں"

ہجرت قادیان سے تعمیر ربوہ تک کے اہم واقعات کی واضح خبریں

۱۹۴۷ء کا وسط آخر برصغیر ہند و پاکستان کی تاریخ میں قیامت کبریٰ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں انتقال اقتدار کے باعث کروڑوں کی آبادی کا وسیع پیمانے پر انخلاء و مبادلہ ہوا اور خصوصاً مشرقی پنجاب کے

نہتے مسلمانوں کا نہایت بے دردی سے قتل عام ہُوا ان کے گھر نذر آتش ہوئے مسلم خواتین کی آبرو ریزی ہوئی اور جو مظلوم آگ اور خون کے طوفان سے بچ نکلے وہ بمشکل جان بچاکر پاکستان میں پناہ گزین ہوئے۔

جماعت احمدیہ کا ابدی مرکز — قادیان۔ ضلع گورداسپور ایسے مسلم اکثریت والے ضلع میں واقع تھا جسے ۳۰ جون ۱۹۴۷ء کے برطانوی اعلان کے مطابق اصولاً پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ریڈکلف ایوارڈ کے صریح ظالمانہ فیصلہ نے جہاں پاکستان کو اپاہج کرنے کے اور کئی شرمناک ہتھکنڈے استعمال کئے وہاں اس نے انصاف اور انسانیت کا خون کرتے ہوئے شکر گڈھ کی تحصیل کے سوا باقی پورا ضلع پاکستان سے کاٹ کر ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا۔

یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ جیسا کہ بعد کے حالات نے بتایا یہ خونی ڈرامہ باقاعدہ ایک سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ تھا جس سے ہندوستان کے مسلم سیاسی زعماء آخر وقت تک بے خبر رہے جب خبر ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ ظلم و ستم کے مہیب دیوتا سے وابستہ کرچکے ہیں اور اب پوری طرح بے بس ہیں۔

ہندوستان کے مطلع سیاست اگرچہ برسوں سے ابر آلود تھے مگر آناً فاناً ایک وسیع پیمانے پر یکایک طوفان آنے اور ایک بہت بڑی آبادی کا اسکی زد میں آجانے کا تصور کسی بڑے سے بڑے سیاسی مفکر کے ذہن میں بھی نہ آسکتا تھا۔ بالخصوص ۳۹-۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۴ء تک کے عرصہ میں جبکہ یورپ میں جنگ کے مہیب شعلے بلند ہو رہے تھے اور دنیا کی سیاسی قوتوں کی تمام تر توجہ جرمنی اور جاپان اور انڈونیشیا کی طرف مبذول تھی۔ ہندوستان میں مقامی

آبادی کے وسیع انخلاء کا کوئی سان گمان نہ تھا۔

لیکن ٹھیک ایسے ماحول میں خدائے علیم و خبیر کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہندوستان پر آنے والی دردانگیز تباہی و بربادی کے کچھ اس رنگ سے تفصیلی نظارے دکھائے گئے کہ آیندہ ہونے والے رُوح فرسا اور دلخراش واقعات کی پوری فلم آپ کے سامنے آگئی۔ چنانچہ آپ کو متعدد رؤیا و کشوف کے ذریعہ بتایا گیا کہ:۔

۱۔ قادیان اور اس کے گردونواح میں دشمن یکدم حملہ کرکے آئے گا۔

۲۔ دشمن کی طرف سے خفیہ رنگ میں جنگ ہوگی۔

۳۔ قادیان سے جالندھر تک بڑی خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلہ گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔

۴۔ قادیان میں بھی دشمن غالب آجائے گا مگر مسجد مبارک کا حلقہ اس مرحلہ میں پامردی سے مقابلہ کرے گا اور آخر محفوظ رہے گا۔

۵۔ تباہی کے اس دور میں حضرت امام جماعت احمدیہ اپنے خاندان کے علاوہ بعض اپنے جانثار خدام کے ساتھ قادیان سے کسی دوسری جگہ مرکز کی تلاش میں ہجرت کر آئیں گے۔

۶۔ اُن کی ہجرت پر قادیان کے باشندوں میں ایک عام افسردگی سی طاری ہوگی مگر خدا تعالیٰ قادیان اور دوسری جماعت احمدیہ کو خاص برکتوں سے نوازے گا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے طفیل وہ صحیح سالم اس طوفان سے پار نکل آئیں گے۔

۷۔ ہجرت کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ ایک پہاڑی کے دامن میں نیا مرکز تعمیر کریں گے

جہاں پہلے فوجی بارکوں کی طرز پر مکان بنانے پڑیں گے۔

۸۔ اس مرکز کی بنیاد ۱۹۴۸ء میں رکھی جائے گی۔

۹۔ یہ ہجرت دوسرے مسلمانوں کی طرح کسی اضمحلال اور کمزوری کا موجب نہ بنے گی بلکہ اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایک خاص عظمت و شوکت نصیب ہوگی اور اس کی شہرت اکنافِ عالم تک جا پہنچے گی۔

مستقبل کے یہ اہم انکشافات جن رؤیا و کشوف میں فرمائے گئے ان میں سے صرف چار درج ذیل ہیں۔

رؤیا کے بعض غیر متعلق حصوں کو چھوڑ کر جو فلسفہ رؤیا کے مطابق محض تسلسل اور ربط کے لئے دکھائے جاتے ہیں قارئین بخوبی دیکھ سکتے ہیں کہ آنے والے واقعات کی یہ غیر معمولی تفاصیل کسی انسانی تخیل کا نتیجہ نہیں ہو سکتی یقیناً ان کے پیچھے ایک قادر اور علیم و متصرف ہستی کا غیبی ہاتھ کام کر رہا ہے اور وہ اپنے تصویری زبان کے پیرایہ میں غیبی پردوں کا نقاب اُلٹ رہا ہے۔

ہم نے مندرجہ بالا نکات کے مطابق خوابوں کے متن پر نشان دہی بھی کر دی ہے تا حقیقت تک پہنچنے میں کوئی ذہنی اُلجھاؤ حائل نہ ہو سکے۔

پہلی خواب } "مَیں نے دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں جو ہمارے مکانوں سے جنوب کی طرف ہے اور اس میں ایک بڑی بھاری عمارت ہے جو کئی منزلوں میں ہے۔ اس کئی منزلہ عمارت میں مَیں بھی ہوں اور یُوں معلوم ہوتا ہے کہ یکدم غنیم حملہ کر کے آگیا ہے اور اس غنیم کے حملہ کے مقابلہ کے لئے ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہیں اس وقت اپنے آپ کو کوئی کام کرتے نہیں دیکھتا۔ مگر مَیں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مَیں بھی لڑائی میں شامل

ہوں۔ یوں اُس وقت مَینے نہ توپیں دیکھی ہیں نہ کوئی اور سامانِ جنگ۔ مگر مَیں سمجھتا بھی ہوں کہ تمام قسم کے آلات حرب استعمال کئے جارہے ہیں۔"

"اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن غالب آگیا ہے۔ اور ہمیں وہ جگہ چھوڑنی پڑی ہے۔ باہر نکل کر ہم حیران ہیں کہ کس جگہ جائیں اور کہاں جاکر اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ مَیں آپ کو ایک جگہ بتاتا ہوں آپ پہاڑوں پر چلیں۔ وہاں ایک اٹلی کے پادری نے گرجا بنایا ہُوا ہے اور ساتھ ہی اُس نے بعض عمارتیں بھی بنائی ہوئی جنہیں وہ کرایہ پر مسافروں کو دے دیتا ہے وہاں چلیں وہ مقام سب سے بہتر رہے گا۔ مَیں کہتا ہوں بہت اچھا چنانچہ میں گائیڈ کو ساتھ لے کر پیدل چل پڑتا ہوں ایک دو دوست اور بھی میرے ساتھ ہیں چلتے چلتے ہم پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئے مگر وہ ایسی چوٹیاں ہیں جو ہموار ہیں۔ اس طرح نہیں کہ کوئی چوٹی اونچی ہو اور کوئی نیچی۔ جیسے عام طور پر پہاڑوں کی چوٹیاں ہوتی ہیں بلکہ وہ سب ہموار ہیں جس کے نتیجہ میں پہاڑ پر ایک میدان سا پیدا ہوگیا ہے وہاں مَینے دیکھا کہ ایک پادری کالا سا کوٹ پہنے کھڑا ہے اور پاس ہی ایک چھوٹا سا گرجا ہے اس آدمی نے پادری سے کہا کہ باہر سے کچھ مسافر آئے ہیں اُنہیں ٹھہرنے کے لئے مکان چاہیئے۔ وہاں ایک مکان بنا ہُوا نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پادری لوگوں کو کرایہ پر جگہ دیتا ہے۔ اس نے ایک آدمی سے کہا کہ انہیں مکان دکھادیا جائے وہ مجھے مکان دکھانے کے لئے گیا ایک دو دوست اور بھی ہیں مَینے دیکھا کہ وہ کچا مکان ہے۔ اور جیسے فوجی بارکیں سیدھی چلی جاتی ہیں اسی طرح وہ مکان ایک لائن میں سیدھا بنا ہُوا ہے مگر کمرے صاف ہیں۔ میں ابھی غور ہی کر رہا ہوں کہ جو شخص مجھے کمرے دکھا رہا تھا اس نے خیال کیا کہ کہیں

میں یہ نہ کہدوں کہ یہ ایک پادری کی جگہ ہے ہم اس میں نہیں رہتے ایسا نہ ہو کہ ہماری عبادت میں کوئی روک پیدا ہو۔ چنانچہ وہ خود ہی کہنے لگا آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ یہاں مسجد بھی ہے میں نے اُسے کہا کہ اچھا مجھے مسجد دکھاؤ۔ اس نے مجھے مسجد دکھائی جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی مگر چھوٹی سی تھی ہماری مسجد مبارک سے نصف ہوگی لیکن اس میں چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بچھی ہوئی تھیں اسی طرح امام کی جگہ ایک صاف قالینی مصلّیٰ بھی بچھا ہُوا تھا مجھے اِس مسجد کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے کہا۔ ہمیں یہ جگہ منظور ہے خواب میں میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ مسجد وہاں کس طرح بنائی گئی ہے مگر بہر حال مسجد دیکھ کر مجھے مزید تسلی ہوئی اور میں نے کہا کہ اچھا ہُوا مکان بھی مل گیا اور ساتھ ہی مسجد بھی مل گئی تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکلا اور میں نے دیکھا کہ اِکا دُکا احمدی وہاں آ رہے ہیں خواب میں میں حیران ہوتا ہوں کہ میں نے تو ان سے یہاں آنے کا ذکر نہیں کیا تھا اُن کو جو میرے یہاں آنے کا پتہ لگ گیا ہے تو معلوم ہُوا کہ یہ کوئی محفوظ جگہ نہیں۔ چاہے یہ دوست ہی ہیں لیکن بہر حال اگر دوست کو ایک مقام کا علم ہو سکتا ہے تو دشمن کو بھی ہو سکتا ہے محفوظ مقام تو نہ رہا۔ چنانچہ خواب میں میں پریشان ہوتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ ہمیں پہاڑوں میں اور زیادہ دُور کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیئے اتنے میں میں نے دیکھا کہ شیخ محمد نصیب صاحب آگئے ہیں میں اس وقت مکان کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوں انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے اُن سے کہا کہ لڑائی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا دشمن غالب آگیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسجد مبارک کا کیا حال ہے اُنہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ مسجد مبارک کا حلقہ اب تک لڑ رہا ہے میں نے کہا اگر مسجد مبارک کا حلقہ اب تک لڑ رہا ہے تب تو کامیابی کی امید ہے۔ میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ

ہم تنظیم کے لئے وہاں آئے ہیں اور تنظیم کرنے کے بعد دشمن کو پھر شکست دیدیں گے
اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ کچھ اور دوست بھی وہاں پہنچ گئے ہیں ان کو دیکھ کر مجھے اور پریشانی ہوئی اور مَیں نے کہا کہ یہ تو بالکل عام جگہ معلوم ہوتی ہے۔ حفاظت کے لئے یہ کوئی خاص مقام نہیں۔ اِن دوستوں میں ایک حافظ محمد ابراہیم صاحب بھی ہیں اور لوگوں کو مَیں پہچانتا نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ احمدی ہیں۔ حافظ صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا کہ بڑی تباہی ہے بڑی تباہی ہے پھر ایک شخص نے کہا کہ نیلے گنبد میں ہم داخل ہونے لگے تھے مگر وہاں بھی ہمیں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ مَیں نے تو نیلا گنبد لاہور کا ہی سُنا ہوا ہے واللہ اعلم کوئی اور بھی ہو۔ بہرحال اس وقت مَیں نہیں کہہ سکتا کہ نیلے گنبد کے لحاظ سے اس کی کیا تعبیر ہوسکتی ہے . . . .

. . . .

. . . .

اس کے بعد حافظ صاحب نے کوئی واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ اور اسے بڑی لمبی طرز سے بیان کرنے لگے جس طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بات کو جلدی ختم نہیں کرتے۔ بلکہ اُسے بلا وجہ طول دیتے چلے جاتے ہیں اسی طرح حافظ صاحب نے پہلے ایک لمبی تمہید بیان کی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جالندھر کا کوئی واقعہ بیان کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے۔ اور ایک منشی کا جو غیر احمدی ہے اور پٹواری یا گرداور ہے بار بار ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منشی جی ملے اور انہوں نے بھی اس طرح کہا۔ مَیں خواب میں بڑا گھبراتا ہوں کہ یہ موقع تو حفاظت کے لئے انتظام کرنے کا ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی مرکز تلاش کیا جائے۔ انہوں نے منشی جی کی باتیں شروع کر دی ہیں

چنانچہ میں اُن سے کہتا ہوں کہ آخر ہُوا کیا وہ کہنے لگے منشی جی کہتے ہیں کہ ہماری تو آپ کی جماعت پر نظر ہے میں نے کہا بس اتنی ہی بات تھی نہ کہ منشی جی کہتے تھے کہ اب ان کی جماعت احمدیہ پر نظر ہے یہ کہہ کر میں انتظام کرنے کے لئے اُٹھا اور چاہا کہ کوئی مرکز تلاش کروں کہ میری آنکھ کھُل گئی۔"

(الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۱ء صٓ کالم ۱-۲-۳-۴)

دوسری خواب

"مینے دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں اور خواب میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ بعض اور لوگ بھی وہاں ہیں مگر یہ کہ وہ کون ہیں یہ مجھے یاد نہیں رہا۔ صرف اتنا سمجھتا ہوں کہ اور لوگ بھی ہیں اور ہم ایک کشتی میں بیٹھے ہیں جو سمندر میں ہے اور سمندر بہت وسیع ہے اس کے ایک طرف اٹلی کی مملکت ہے اور دوسری طرف انگریزوں کی۔ اٹلی کی مملکت شمال مغربی طرف معلوم ہوتی ہے۔ اور انگریزی علاقہ مشرق کی طرف اور جنوب کی طرف ہٹ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ کشتی اِس جانب سے آرہی ہے جس طرف اٹلی کی حکومت ہے اور اُس طرف جا رہی ہے جس طرف انگریزوں کی حکومت ہے اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ یکدم شور اُٹھا اور گولہ باری کی آواز آنے لگی اور اتنی کثرت اور شدت سے گولہ باری ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گولے اور دوسرے گولے کے چلنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یکساں شور ہو رہا ہے مینے دیکھا کہ گولے متواتر پڑ رہے ہیں۔ اور اس کثرت سے پڑ رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا۔ ان گولوں سے جو بھرا ہُوا ہے مَیں یہ دیکھ کر گولوں سے بچنے کے لئے کشتی میں جُھک گیا اِس کے بعد کا نظارہ مجھے یاد نہیں رہا۔ اِسی اثنا میں مَیں یکدم محسوس کرتا ہوں کہ ایک زبردست طوفان آیا ہے اور دنیا میں پانی ہی پانی ہو گیا ہے اور مَیں اُس وقت اپنے آپ کو پانی کے نیچے پاتا ہوں۔ میری کمر پر

اس وقت پانی کا اتنا بڑا بوجھ ہے کہ مَیں اُس کی وجہ سے پورے طور پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلتا ہوں ساتھ ہی اندھیرا بھی ہے اور مجھے تاریکی کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جیسے پانی کو چادر میں ڈال کر کسی نے میرے اوپر سے اُٹھایا ہُوا ہے میں اُس کا بوجھ بھی زیادہ محسوس نہیں کرتا۔ اور میری کمر پر پانی اس طرح لگ رہا ہے گویا وہ چادر میں ہے اور چادر کو کسی نے اُٹھایا ہُوا ہے جیسے پانی کی مشک کسی کی کمر پر رکھ دی جائے اور ساتھ اُس کا بوجھ بھی نہ پڑنے دیا جائے۔ اسی کی مانند حس تھی۔

اِسی حالت میں جبکہ مَیں حیران ہوں کہ اب کیا ہوگا میں محسوس کرتا ہوں کہ پانی کم ہونا شروع ہُوا ہے۔ اور کسی نے اس پانی کو جو ہمارے اوپر ہے اُٹھانا شروع کر دیا ہے یہاں تک کہ تمام بوجھ میری کمر پر سے دُور ہو گیا اور مَیں کھڑا ہو گیا۔"

"مَیں نے بڑے جوش سے اپنی تیسری بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ مریم الحمدللہ دیکھو میری خواب پوری ہو گئی وہ دیکھو نور نظر آنے لگ گیا۔ اُس وقت مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں نے اس کے متعلق پہلے سے کوئی رؤیا دیکھی ہوئی تھی اسی طرح دو تین دفعہ مَیں نے کہا۔ پھر وہ پانی اور زیادہ کم ہونا شروع ہُوا یہاں تک کہ دروازے نصف نصف تک نظر آنے لگ گئے۔ میں یہ دیکھ کر پھر اسی جوش میں کہتا ہوں مریم دیکھو پانی اَور زیادہ کم ہو گیا۔ الحمدللہ میری خواب پوری ہو گئی"

"مَیں اس وقت دل میں خیال کرتا ہوں کہ گھر کے لوگوں کو ذرا فکر نہیں گیلے کپڑے پہن رکھے ہیں بہتر تھا کہ یہ ٹہلتیں تاکہ اُن کے کپڑے خشک ہو جاتے اور صحت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑتا مگر مَیں انہیں کہتا کچھ نہیں۔ اتنے میں میرے دل میں خیال آتا

ہے کہ یہ جو اس اطمینان سے کھڑی ہیں تو شائد ان کے کپڑے گیلے ہی نہیں ہوئے اور مجھے خیال آتا ہے کہ میں اپنے کپڑے تو دیکھوں وہ خشک ہیں یا گیلے جب میں اپنے کپڑے دیکھتا ہوں تو وہ بالکل خشک معلوم ہوتے ہیں اور میں کہتا ہوں یہ عجیب قسم کا طوفان تھا۔ کہ باوجود طوفان میں رہنے کے کپڑے بھی سوکھے رہے پھر مجھے شبہ پیدا ہوا۔ اور میں نے سمجھا شائد یہ طوفان نہیں تھا بلکہ طوفان کا ایک نظارہ تھا جو دکھائی دیا مگر جب حقیقت معلوم کرنے کے لئے ایک کانس پر پڑے ہوئے کپڑے پر میں ہاتھ رکھتا ہوں تو وہ بالکل گیلا نظر آتا ہے۔ اور میں کہتا یہ کوئی خدائی تصرف ہے کہ میرے کپڑے باوجود طوفان کے گیلے نہیں ہوئے"

"یہ اور اس قسم کے اور بہت سے اشارات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طوفان آنے والے ہیں ممکن ہے بعض طوفان ظاہری شکل میں ہوں اور بعض طوفان مشکلات و ابتلاؤں کی صورت میں ظاہر ہوں۔"

(الفضل مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۸ء صٓ۳ و صٓ۴)

تیسری خواب

"میں نے دیکھا کہ میں ایک ایسی چیز میں ہوں جو جہاز کی طرح نظر آتی ہے میں جہاز کی طرح اس لئے کہتا ہوں کہ مجھے اس کے کمرے وغیرہ نظر نہیں آتے وہ چیز ایسی ہے جیسے ٹب کی شکل ہوتی ہے یعنی جہاز کی شکل کی چاردیواری اس میں موجود ہے وہ زمین سے اونچی ہے اور جس طرح پانی میں جہاز کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح پانی میں وہ کھڑی ہے اور اس کا رنگ سبز ہے.... اور اس کی دیواریں جو میں نے دیکھیں وہ بھی گہرے سبز رنگ کی ہیں جس میں کچھ نیلاہٹ کی ملاوٹ معلوم ہوتی ہے گویا وہ اتنا تیز سبز رنگ ہے کہ اس میں کچھ نیلاہٹ کا شبہ بھی پیدا ہونے لگا ہے پانی بھی ہے مگر چھوٹا چھوٹا۔ بعض دفعہ خواب میں ایسے غیر معمولی نظارے بھی

دکھا دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے بہرحال وہ جہاز چھوٹے سے پانی میں کھڑا ہے یا یوں سمجھ لو کہ جب کنارے پر جہاز آ لگتا ہے تو جس طرح اُس کے آگے چھوٹا چھوٹا پانی ہوتا ہے اُسی طرح رؤیا میں مجھے وہ پانی نظر آتا ہے جہاں جہاز کھڑا ہے وہاں تو کچھ زیادہ پانی ہوگا۔ مگر جہاں اس جہاز سے اُترتے ہیں وہاں ٹخنوں ٹخنوں تک پانی ہے چند گز تک تو پانی چلتا چلا جاتا ہے مگر آگے ایک بڑی سی دری بچھی ہے اور وہ دری بھی سبز کچھ نیلاہٹ رکھتی ہوئی ہے جیسے نہایت گہرا سبز رنگ ہوتا ہے اور اس پر ایک نوجوان بیٹھا ہے اس کا لباس بھی سبز ہے جو سوٹ کے مشابہ ہے جیسے انگریزی سوٹ (تانسرگ) ہوتے ہیں میں یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر بہرحال اس کی شکل یا تو ملک غلام فرید صاحب سے ملتی ہے۔ یا ڈاکٹر میجر غلام احمدؐ صاحب سے۔ میں شبہ اس لئے کرتا ہوں کہ ملک غلام فرید صاحب کی ڈاڑھی بہت سی سفید ہو چکی ہے مگر اُس نوجوان کی ڈاڑھی سیاہ ہے اور جیسے انسان نے جب پتلون پہنی ہوئی ہو تو زمین پر بیٹھنے میں اُسے تکلیف محسوس ہوتی ہے اور وہ ایک طرف ٹانگیں نکال کر بیٹھتا ہے۔ اِسی طرح وہ نوجوان بیٹھا ہُوا ہے اُس کے سر پر ترکی ٹوپی ہے۔ میں جہاز سے اُترا ہوں مجھے وہاں کوئی سیڑھی لگی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ ایک اونچی سی دیوار ہے اور جیسے جہاز اونچے ہوتے ہیں۔ اِسی طرح اُس کی دیوار زمین سے ۳۵/۴ فٹ اونچی ہے میں نہیں جانتا کہ میں اُس میں سے کس طرح نیچے اُترا۔ بہرحال میں اُس جہاز پر سے ہلکے پھلکے طور پر اُترا ہوں اور پانی میں سے جو ٹخنوں تک ہے چل کر اُس دری کی طرف گیا ہوں جہاں وہ نوجوان بیٹھا ہے اور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ ملک غلام فرید صاحب ہیں یا ڈاکٹر غلام احمد صاحب ہیں دونوں میں

سے کسی ایک کا مجھے شبہ پڑتا ہے وہاں پہنچ کر مجھے اُس نوجوان کے چہرے پر بڑی افسردگی نظر آتی ہے جب مَیں نے اُسے افسردہ دیکھا تو مجھ میں ایک جلال سا پیدا ہو گیا ہے اور میں اس نوجوان سے کہتا ہوں تم افسردہ کیوں ہو" اُس کے بعد میں بڑے جوش سے کہتا ہوں دیکھو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہماری جماعت کے لئے خصوصاً قادیان کے لئے ایک بڑا بھاری اور عظیم الشان مستقبل مقدر ہے۔ اس لئے افسردگی کی کوئی وجہ نہیں گویا خواب میں جو مَیں اُس نوجوان کو اس وجہ سے افسردہ دیکھتا ہوں کہ قادیان سے کچھ لوگ چلے گئے ہیں تو میں اُس کی افسردگی کو دُور کرنے کے لئے کہتا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہماری جماعت کے لئے خصوصاً قادیان کے لئے ایک بڑا بھاری مستقبل مقدر ہے۔

مَیں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں خدا تو قادیان کے لوگوں پر یا جماعت کے لوگوں (یا کا لفظ مَیں نے استعمال کیا ہے کہ مجھے پورا یقین نہیں کہ مَیں نے رؤیا میں صرف قادیان کے لوگوں کا نام لیا تھا یا ساری جماعت کا ذکر کیا تھا بہر حال اِن دونوں میں سے ایک کا ذکر کر کے مَیں کہتا ہوں۔ کہ خدا تو ان لوگوں پر) اِس رنگ میں نزول برکات کرنے والا ہے کہ اُن کے دلوں میں خدا کا نور نازل ہوگا۔ پھر وہ نور بڑھے گا اور بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ نور دلوں کے کناروں تک آ جائے گا۔ اور پھر کناروں سے بھی بہنا شروع ہو جائے گا۔ رؤیا میں جب میں کہتا ہوں کہ خدا کا نور اُن کے دلوں کے کناروں سے بہنا شروع ہو جائے گا تو اُس وقت مجھے مومن کے قلب کی شکل دکھائی جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک تنور ہے.... گویا ایک تنور کی صورت میں میں مومن کے دل کے کنارے دیکھتا

ہوں اور کہتا ہوں کہ ان کناروں کے اوپر سے خدا تعالیٰ کا نور نکلے گا۔ اور اُس کا عرفان اور فیضان اس میں سے نکل کر دنیا میں بہے گا۔ پھر میں اور زیادہ زور دیتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ خدا کا نور ان کناروں سے بہے گا اور بہہ کر تمام دنیا میں جائے گا یہاں تک کہ دنیا کا ایک انچ حصہ بھی ایسا باقی نہیں رہے گا۔ جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا“

(الفضل ۶ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم ۱-۲-۳-۴ و صفحہ ۲ کالم ۱-۲-۳)

چوتھی خواب

”مَیں نے ایک رؤیا دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اسے برکت والا کرے مگر میں اُس رؤیا کا اکثر حصہ بھول گیا۔ صرف میری طبیعت پر اتنا اثر رہ گیا کہ کوئی اہم بات مجھے رؤیا میں بتائی گئی (جو اس کے بعد میرے ذہن سے بالکل نکل گئی) اور اس کے متعلق کہا گیا کہ وہ اِس (۱۹۴۴ء سے[۱] ناقل) انکشاف (یعنی پسر موعود کے انکشاف) کے پانچ سال کے عرصہ میں ہوگی اور بتایا گیا کہ ازل سے یہی مقدر تھا کہ وہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جُڑی ہوئی ہوں جس طرح دو چیزوں کو آپس میں باندھ دیا جاتا ہے کوئی بات تھی جو میرے ذہن سے نکل گئی مگر اس کے متعلق رؤیا میں بار بار اور تکرار کے ساتھ بتایا گیا کہ اِس انکشاف کے پانچ سال کے عرصہ تک وہ ہوگی۔ یہ نہیں کہ پانچ سال کے عین خاتمہ پر ہوگی۔ لیکن بہر حال پانچ سال کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ اور رؤیا میں مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا جس طرح سمندر میں بائے ر Py ھو ر B میں زنجیر کے ساتھ چٹان سے باندھا جاتا

---

[۱] فروری ۱۹۴۴ء میں حضرت امام جماعت پر ایک کشف کے ذریعہ بتایا گیا تھا کہ آپ ہی حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق ہیں اس مقام پر اسی انکشاف کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ عظیم واقعہ فروری ۱۹۴۴ء سے پانچ سال میں ہوگا۔

ہے۔ اسی طرح اس اہم امر کو مصلح موعود کی پیشگوئی کے انکشاف کے ساتھ باندھا گیا تھا اور پانچ سال یا اس کے ادھر اُدھر قریب زمانہ میں اس کا ظہور ہوگا"

(الفضل ۱۶ ار اپریل ۱۹۴۲ء صـ۲)

(مرتب) مندرجہ بالا آسمانی خبروں کا ایک ایک جزو ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں اس شان سے پورا ہوا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ مشرقی پنجاب میں زبردست تباہی بھارتی فوج اور عوام کی طرف سے اسلحہ کا استعمال قادیان پر حملہ اور حلقہ مسجد مبارک کا آج تک محفوظ رہنا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اپنے اہلِ بیت اور اپنے خدام سمیت نہایت محفوظ رنگ میں ہجرت اور پاکستان آکر پہاڑی کے دامن میں ربوہ جیسے عظیم الشان مرکز کا ستمبر ۱۹۴۸ء میں افتتاح اور جماعت کی عالمگیر عظمت وشہرت۔ غرضیکہ ان پیشگوئیوں کا کوئی ایک بھی تو پہلو ایسا نہیں جو مخالف حالات کے باوجود غیر معمولی اور خارق عادت رنگ میں پورا نہ ہوا ہو۔

اقتصادی اعتبار سے ایک نہایت اہم رؤیا

"ایک اور تجویز بھی ہے اور وہ میری ایک رؤیا کے ماتحت ہے اس رؤیا کی میں تفصیل تو نہیں بتا سکتا صرف اتنا کہتا ہوں کہ میں بہتا جا رہا ہوں اس حالت میں مَیں زمین پر پاؤں لگنے کے لئے دُعا کرتا ہوں مگر نہیں لگتے پھر مَیں نے یہ دُعا کی کہ سندھ میں میرے پاؤں لگیں جب میں وہاں پہنچا تو وہاں میرے پاؤں لگ گئے" ؎۱

؎۱ رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۵ء صـ۷۵

(مرتب) ۱۹۲۴ء (۱۹۲۵) میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے انفرادی اور جماعتی ضروریات کے پیش نظر سندھ میں ہزاروں ایکڑ پر مشتمل ایک وسیع رقبہ گورنمنٹ انڈیا سے قسطوں پر خرید فرمایا تھا چونکہ یہ قطعہ زمین بے آباد اور ویران سا تھا اس لئے ابتداء میں اس پر کافی مصارف ہوئے اور کوئی خاص کامیابی اس سے آمد پیدا کرنے کی نہ ہوئی لیکن جب مشرقی پنجاب کے طوفانوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ اور دوسری جماعت کو پاکستان میں آنا پڑا اور مالی بوجھ کی وجہ سے متعدد بیرونی مشن بند کر دئے گئے اور خود حضور انور کو سخت اقتصادی بحران کا سامنا کرنا پڑا تو سندھ کی زمین ہی ان مشکلات کو دور کرنے کا موجب بنی اور جماعت نئے سرے سے اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونے کے قابل ہوگئی اور اس طرح ۱۹۲۵ء کی الٰہی خبر ربع صدی کے عرصہ میں معجزانہ رنگ میں پوری ہوئی۔

ربوہ میں پانی کی فراوانی کے متعلق خبر

انقلاب ہجرت کے بعد پاکستان میں الٰہی خبروں کے مطابق جب ۱۹۴۸ء میں پہاڑی کے دامن میں ربوہ کا افتتاح ہوا تو مختلف نوعیت کی بے شمار الجھنیں اور مشکلات پیش آئیں جن میں ایک مشکل ایسی تھی جس کا تدارک آپ کے ہاتھوں ناممکن تھا اور وہ پانی کی کمیابی کا نازک ترین مسئلہ تھا جس کے حل کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ گورنمنٹ پاکستان کے کاغذوں میں یہ زمین ناقابلِ زراعت بلکہ ناقابلِ رہائش قرار دی گئی تھی۔ قبل ازیں بعض ہندو سرمایہ داروں نے پانی کی طرح اپنی دولت بہائی مگر وہ پانی کے

حصول میں بُری طرح ناکام ہوکر اس جہان سے چل بسے تھے۔

ظاہر ہے یہ صورت حال زیادہ وقت تک جاری رہتی تو مرکز کی تعمیر کا سارا خواب دھرے کا دھرا رہ جاتا اور جماعت احمدیہ ایک لمبے عرصہ تک اپنی مرکزی خصوصیت سے محروم ہوکر انتشار کا شکار ہوجاتی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ یہ تشویشناک کیفیت دیکھ کر اللہ کے حضور مجسم التجا بنے اور دُعا کی کہ الٰہی جب تیری ہی خبروں کے مطابق یہ اسلامی مرکز تعمیر ہو رہا ہے تو اپنے فضل کے ساتھ پانی کی نعمت بھی عطا فرما اس گریہ وزاری پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خوشخبری عطا ہوئی وہ حضور ہی کے قلم سے پڑھئے۔

"مجھ پر ایک غنودگی سی طاری ہوگئی۔ اسی نیم غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ میں خدا تعالےٰ کو مخاطب کرکے یہ شعر پڑھ رہا ہوں ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

مَیں نے اسی حالت میں سوچنا شروع کیا کہ اس الہام میں "جاتے ہوئے" سے کیا مراد ہے اس پر مَیں نے سمجھا کہ مراد یہ ہے کہ اس وقت تو پانی دستیاب نہیں ہوسکا لیکن جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے زمزم پھوٹ پڑا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کرے گا کہ جس سے ہمیں پانی بافراط میسر آنے لگے گا . . . .

پاؤں کے نیچے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اسماعیل قرار دیا ہے جس طرح وہاں اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے پانی بہہ نکلا تھا اسی طرح یہاں خدا تعالیٰ میری دعاؤں کی وجہ سے پانی بہا دے گا یہ ایک محاورہ ہے جو محنت کرنے اور دُعا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ہم نے اپنا پورا زور لگا

دیا تا ہمیں پانی مل سکے۔ لیکن ہم اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے اب خدا تعالیٰ نے میرے مُنہ سے یہ کہلوا دیا کہ پانی صرف تیری دعاؤں کی وجہ سے نکلے گا ہم نہیں جانتے کہ یہ پانی کب نکلے گا اور کس طرح نکلے گا لیکن بہر حال یہ الہامی شعر تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہاں پانی کی کثرت ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ" لے

(مرتب) پانی کی فراوانی کی یہ الٰہی بشارت پوری شان سے پوری ہو چکی ہے جہاں انسان پانی کے ایک قطرہ کے لئے ترستا تھا آج وہاں جگہ جگہ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ ویرانے آباد ہو چکے ہیں اور خزاں کی آغوش میں بہاریں رقص کرتی نظر آتی ہیں۔

مخالفت کے ایک تیز و تند طوفان کی پیشگوئی

۱۹۵۰ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف اُٹھنے والی ایک زبردست شورش کی صریح خبر دی گئی۔ چنانچہ آپ نے بتایا:۔

"میَں نے دیکھا کہ میں ایک بڑی گیلری میں ہوں جس کے ایک طرف ایک حال میں احمدی عورتیں جمع ہیں اور اس کے ساتھ ایک جگہ ہیں احمدی مرد جمع ہیں اس گیلری میں میرے ساتھ صرف چند احمدی ہیں اور باقی کچھ لوگ غیر احمدی ہیں جن کو مَیں تبلیغ کر رہا ہوں وہ لوگ شریف معلوم ہوتے ہیں اور میری باتوں

لے الفضل ۱۸ اگست ۱۹۴۹ء صفحہ ۵

کو آرام سے سُن رہے ہیں میں نے چند منٹ ہی تبلیغ کی تھی کہ اس لمبی گیلری کے ایک کنارہ پر سے ایک آواز آئی جو گیلری کے ملحقہ کمرے میں سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ..... چنانچہ میں گیلری کے اس سرے تک گیا جس کے پاس وہ کمرہ تھا جہاں سے آواز آئی تھی میرے ساتھ میرا ایک لڑکا بھی گیا ہے۔ جو غالباً ڈاکٹر مرزا منور احمد ہے جب میں گیلری کے دوسرے سرے تک پہنچا تو اس کے پہلو کے کمرہ میں سے چند مشائخ جنہوں نے مشائخین کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور جن کی ساری طرز وظیفہ پڑھنے والے مشائخین کی سی تھی باہر نکل آئے بڑے بڑے جُبّے انہوں نے پہنے ہوئے ہیں اور بڑی بڑی داڑھیاں ہیں ان میں سے جو سردار معلوم ہوتا ہے اس نے میرے ساتھ مصافحہ بھی کیا لیکن مصافحہ کر کے پھر اس نے میرا ہاتھ چھوڑا نہیں بلکہ میرا ہاتھ پکڑے رکھا سرے علماء جو اس کے ساتھ ہیں انہوں نے میرے گرد گھیرا ڈال لیا اور بعض نے میری کمر کے پیچھے سے ہاتھ ڈال کے اور ہاتھ کو لمبا کر کے مجھے اپنے بازو کی گرفت میں لے لیا اور پھر میری قمیص کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر میرے ننگے جسم کے ساتھ اپنی انگلیاں پیوست کر دیں ان انگلیوں کے ناخن بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اس وقت میں نے سمجھا کہ مشائخ کے سردار نے میرا ہاتھ اس لئے پکڑے رکھا تھا کہ میں کہیں چلا نہ جاؤں۔ اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے میری کمر کے گرد اس لئے ہاتھ پیوست کر دیئے ہیں تاکہ مجھے گرفت میں لے آئیں اور مجھے جسمانی دکھ پہنچائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس طرح بات شروع کی کہ ہاں بتایئے خدا تعالیٰ نے جب موسیٰ کو بھیجا تو ان کو ایک طاقت بخشی۔ اور جب مسیح علیہ السلام کو بھیجا تو ان کو ایک طاقت بخشی اور جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ان کو ایک طاقت بخشی۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے کیا طاقت بخشی ہے۔ جب مشائخین کے سردار نے یہ بات کی تو

اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بڑے زور شور سے اپنے ناخن میری
پسلیوں میں چبھونے شروع کئے اور بازوؤں کو بھینچنا شروع کیا جس سے
یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے زور سے میرے سینہ کی ہڈیوں کو توڑنا چاہتے
ہیں اور میرے گوشت کو زخمی کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح گویا وہ اپنی دلیل کو
مضبوط کر رہے ہیں کہ آپ کو وہ طاقت نہیں ملی جو نبیوں کو ملا کرتی ہے اسی
کے ساتھ اُن میں سے ایک شخص نے زور کے ساتھ مجھے تھپڑ مارا۔ تب میں نے
اُن کے جواب میں کہا کہ دیکھو یہ وہی تھپڑ ہے جو موسیٰ کو پڑا تھا یا میں نے
کہا عیسیٰ کو پڑا تھا نام کی تعیین مجھے یاد نہیں رہی اور اس کو برداشت کر لینے
کی ہی طاقت نبیوں والی طاقت ہوتی ہے۔ تم نے مجھے بھینچ کر اور تھپڑ
مارے اور میں نے اُس تھپڑ کو اور اس تکلیف کو صبر اور شکر کے ساتھ
برداشت کر کے ثابت کر دیا ہے کہ میں موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد رسول صلے اللہ
علیہ وسلم کا ظل ہوں۔ اور وہ طاقت
جس کا تم مطالبہ کرتے تھے وہ میں نے تم پر ظاہر کر دی ہے۔ گویا میں ان کو
یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نبیوں کو جو نشان ملتا ہے وہ مار کی طاقت کا نہیں ہوتا
وہ صبر اور استقلال کی طاقت کا ہوتا ہے اور وہ صبر اور استقلال کی
طاقت خدا تعالیٰ نے مجھ کو بخشی ہے۔ میں خود خوشی سے ان کے پاس گیا
اور ان کی مار کو اور ان کی تکلیف کو برداشت کیا اور یہی وہ نشان ہے جو
خدا تعالیٰ کے بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ جب میں نے یہ بات کہی۔ تو
یُوں معلوم ہُوا جیسے آپ ہی آپ اُن کے ہاتھ ڈھیلے ہو گئے اور میں اُن کے
پنجہ سے آزاد ہو گیا اور کھڑا ہو گیا اور واپس اپنی جگہ پر گیا ان لوگوں میں
سے کسی نے میرا پیچھا نہیں کیا۔ نہ پھر مجھے پکڑنے یا دکھ دینے کی کوشش کی

5252

گیلری میں سے وہ آدمی تو کہیں چلے گئے ہیں جن کو میں تبلیغ کر رہا تھا لیکن میں سیدھا اس جگہ پر آیا جس کے ایک طرف احمدی عورتیں بیٹھی ہیں اور دوسری طرف مرد بیٹھے ہیں اور جیسے کوئی تقریر کرتا ہے میں نے بلند آواز سے کہا

مجھ سے مشائخ نے کہا کہ نبیوں کو تو طاقت کا نشان دیا جاتا ہے تمہیں وہ نشان کہاں ملا ہے اور میں نے اس بحث میں نہ پڑنا چاہا کہ میں نے نبوت کا دعوے کیا ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ سمجھتے ہوئے کہ نبیوں کے شاگرد بھی تو نبیوں والی برکتیں پاتے ہیں میں اُن کے پاس چلا گیا۔ اور انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور انہوں نے مجھے مارا اور چاہا کہ وہ بالکل ہی مار دیں۔ اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں موسیٰ اور عیسےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والی طاقتوں کا بھی مظاہرہ کروں۔ تب میں نے اُن سے کہا کہ موسےٰ اور عیسےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی طاقت ملی تھی کہ وہ لوگوں کے ظلموں کو برداشت کرتے تھے اور اسی طاقت کا مظاہرہ میں نے تمہارے سامنے کر دیا ہے۔ تم نے بھی مجھے تھپڑ مارے اور تم نے مجھ پر جسمانی ظلم کئے جس طرح اُن پر کئے گئے تھے۔ اور جس طرح انہوں نے اس کو خوشی کے ساتھ برداشت کیا اور صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتے رہے میں نے بھی وہی نمونہ دکھایا ہے۔ تب اُن کے ہاتھ ڈھیلے ہوگئے اور لاجواب ہوگئے اور میں اُن کی گرفت سے آزاد ہوگیا۔ جب میں نے یہ کہا تو تمام سامعین پر ایک مجذوبانہ کیفیت طاری ہوگئی۔ اور کیا مرد اور کیا عورت ان سب نے زور سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا گویا وہ خدا تعالےٰ کے اس نشان پر خوش ہوئے کہ وہ مطمئن ہوئے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وہ جواب سمجھایا جو حقیقی جواب تھا اور دشمن کا مُنہ اس کی اپنی ہی حرکتوں سے بند کر دیا۔"

(الفضل ۲۵ر جنوری ۱۹۵۰ء صفحہ ۵-۴)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ پر قاتلانہ حملہ کی الٰہی خبریں

۱۹۳۴ء کا زمانہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت تکلیف دہ زمانہ ہے کیونکہ بعض بیرونی دشمنوں نے ایک وسیع شورش جماعت کے خلاف برپا کر دی تھی۔ اور حضور پر حملہ ہونے کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا تھا۔ یہ دلخراش حالات قائم تھے کہ جماعت کا جلسہ سالانہ آگیا اور اس قسم کے خطرات کو اور بھی زیادہ شدت سے محسوس کیا جانے لگا تب آپ کو یہ رؤیا دکھایا گیا کہ:۔

"۲۴ یا ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء کی شب کو میں نے ایک رؤیا دیکھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جلسہ کے ایام میں مجھ پر حملہ کیا جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ موت الٰہی دنوں میں ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے جس سے میں یہ بات پوچھتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ میں نے تمہاری عمر کے متعلق لوح محفوظ دیکھی ہے آگے مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ کہ اس نے کہا میں بتانا نہیں چاہتا یا بھول گیا ہوں۔ زیادہ تر یہی خیال ہے کہ اس نے کہا میں بتانا نہیں چاہتا۔ لیکن جلسہ کی اور بعد کی دو ایک تاریخیں ملا کر اسس نے کہا کہ ان دنوں میں یہ بات یقیناً نہیں ہوگی۔ اس دن سے میں نے تو بے پرواہی شروع کر دی۔ اور اگرچہ دوست کئی ہدایتیں دیتے رہے کہ یوں کرنا چاہیئے مگر میں نے کہا کوئی حرج نہیں ہے"

(الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۳۵ء صٰ۳ کالم ۳)

(مرتب) فرشتہ خداوندی کے جواب سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ حملہ مقدر

تو ہے لیکن جلسہ کے ایام میں نہیں ۔" میں بتانا نہیں چاہتا" اور "اِن دنوں میں یہ بات یقیناً نہیں ہوگی"۔ ان دونوں فقروں کا بین السطور اس نظریہ کی تائید کرتا ہے۔ قارئین یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ ۱۹۳۵ء سے اس وقت تک جلسہ سالانہ کے ایام میں جو ہمیشہ کرسمس کے آخری ہفتہ میں آتے ہیں آپ حملہ سے محفوظ رہے ہیں اور اگر حملہ کیا گیا تو ۱۹۵۴ء کے وسط میں جبکہ جلسہ سالانہ کے ایام نہیں تھے ۔ بہرحال رؤیا میں بیان کردہ دونوں پہلو پوری آب و تاب سے پورے ہو چکے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس سے بھی چار سال قبل اس تعلق میں بعض نظارے دیکھے تھے جن کی تفاصیل بتانے سے گو آپ گریز فرماتے رہے مگر جماعت کو ایک تقریر میں اشارۃً یہ بتادیا کہ :-

"پچھلے ہفتہ دو دفعہ میں نے دو رؤیا دیکھے ہیں جن میں ایسے نظارے دکھائے گئے جو مخفی ابتلاء کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک رؤیا تو میں نے آج سے پانچ دن قبل دیکھا ۔ ۔ ۔ منذر رؤیا کا بیان کرنا بعض اوقات اس کے پورا کرنے کا موجب ہوجاتا ہے ۔ لیکن اتنا بتادیتا ہوں تاکہ دوستوں کی توجہ دعا کی طرف ہو۔ کہ ایک حملہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا اور ایک مجھ پر۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مبرم تقدیر بھی ٹل جایا کرتی ہے۔"

(الفضل یکم جنوری ۱۹۳۱ء صہ کالم ۳)

قاتلانہ حملہ کی اس اصولی خبر کے بعد حضور کی مندرجہ ذیل دو رؤیا مطالعہ کیجئے :-

۱۔ "آج رات میں نے رؤیا میں دیکھا ۔ ایک خیمہ سا معلوم ہوتا ہے میں اس کے اندر بیٹھا ہوں۔ اس جگہ میاں بشیر احمد صاحب بھی ہیں۔ اور ایک باہر سے آئے ہوئے کوئی غیر احمدی صوفی بھی ہیں۔ میرا خیال ہے وہ خواجہ حسن نظامی صاحب تھے

اتنے میں دروازہ کھلا ایسا دکھائی دیتا ہے کہ کچھ سکھ باہر کھڑے ہیں اور وہ دروازہ میں سے اندر جھانک رہے ہیں وہ سکھ کچھ حیران سے معلوم ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ مجھ کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور اس کے ڈسنے سے میری موت واقع ہو گئی ہے وہ بار بار جھانکتے اور مجھے دیکھتے ہیں اور مجھے دیکھ کر وہ بڑے حیران ہوتے ہیں کہ میں تو بالکل خیریت سے بیٹھا ہوں۔ وہ بہت متاثر ہیں میں نے ان کو بلایا اور کہا اندر آ جائیں وہ اندر آ گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ آپ لوگ کیوں یہاں آئے ہیں وہ کہتے ہیں ہم نے سنا تھا کہ آپ کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور ہم نے آپ کے متعلق بُری بُری باتیں سنی تھیں جس وجہ سے ہم سخت گھبرائے ہوئے تھے مگر آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور اس قسم کے الفاظ بھی انہوں نے کہے کہ پرمیشور کی بڑی دیا ہو گئی ہے میں نے ان سے کہا کہ ہاں مجھے سانپ نے تو ڈسا تو تھا مگر خدا تعالےٰ نے فضل کیا اور خیریت رہی" لہ

۲۔ "میں نے دیکھا کہ میں انکوائری کمیشن کے ہال میں ہوں (گواہی کے بعد کی رؤیا ہے) اُس وقت مجھ پر پیچھے سے ایک شخص نے حملہ کیا ہے اور میں گر گیا ہوں" ٢ہ

(مرتب) ان رؤیا کے مطابق ۱۰ر مارچ ۵۴ء کو آپ پر مسجد میں عصر کی نماز کے وقت ایک بدباطن دشمن کی طرف سے حملہ کیا گیا اور جیسا کہ بتایا گیا تھا حملہ آور نے پچھلی طرف سے تیز چاقو سے حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے اور آپ کے کپڑے خون سے تر بتر ہو گئے یہ حملہ جیسا کہ ڈاکٹروں کی رائے میں نہایت

لہ الفضل ۱۲ر نومبر ۴۶ء ص۳۔ کالم ۱-۲-

٢ہ الفضل ۲۶ ستمبر ۵۴ء ص۳-۴

شدید حملہ تھا جس سے جانبر ہونا بظاہر ناممکن تھا۔ ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے جو میو ہسپتال کے مشہور ڈاکٹر ہیں اور لاہور سے خاص پیغام پر معائنہ و علاج کے لئے آئے تھے اپنی طبی رپورٹ میں بتایا کہ زخم کا گھاؤ ڈیڑھ انچ سے بھی زیادہ ہے جو گردن کی اس بڑی رگ تک پہنچ گیا ہے جسے انگریزی میں jugular vein کہتے ہیں اوسط درجے کی دو شریانیں بھی کٹ گئی ہیں اور ان سے خون نکل رہا ہے اس طرح چاقو کی تیز دھار شاہ رگ سے صرف دو ایک بال کے فاصلہ پر رہ گئی ہے ورنہ اس کا کٹ جانا ضروری تھا۔ چاقو کا شاہ رگ کے قریب پہنچ کر رک جانا بتاتا ہے کہ عین اس وقت جبکہ شیطان اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کیا ہی چاہتا تھا کہ خدا کے فرشتے درمیان میں حائل ہو گئے۔

سفر یورپ ۱۹۵۵ء کے بارہ میں رؤیا

پہلے سفر یورپ کے تئیس سال بعد (جس کا تذکرہ اوپر آچکا ہے) آپ کو ۱۹۵۵ء میں دوسرا سفر کرنا پڑا۔ یہ سفر آپ نے از خود اختیار نہیں کیا بلکہ قدرت کی طرف سے ہی ایسے سامان پیدا ہوئے کہ آپ کو اچانک ہی بغیر کسی ذاتی خواہش یا ارادہ کے مجبوراً اس طویل سفر پر روانہ ہونا پڑا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو پونے سات بجے شام آپ کے دائیں جانب فالج کا حملہ ہوا جس کے اکثر و بیشتر اثرات اگرچہ معجزانہ رنگ میں صبح تک زائل ہو گئے تاہم باقی ماندہ عوارض کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ بغرض علاج اپنے اہل و عیال اور مختصر دفتری عملہ کو لے کر یورپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضور اپنے اہلبیت اور بعض خدام سمیت

۲۹/۳۰ اپریل کی درمیانی شب کو بذریعہ ہوائی جہاز سفرِ یورپ کے لئے روانہ ہوئے اور دمشق بیروت اور جینوا میں قیام کرتے ۸ رمئی کو زیورک پہنچے جہاں ڈاکٹر پروفیسر روزئیر نے حضور کا متعدد بار معائنہ کیا اور مشہور معالج ڈاکٹر جوسیو نے اپنی مفصل رپورٹ میں بتایا کہ گذشتہ سال کے حملہ کے نتیجہ میں جو زخم لگا تھا وہ بے حد خطرناک تھا ایکسرے فوٹو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ چاقو کی نوک گردن میں ٹوٹ گئی تھی جو اب بھی اندر موجود ہے اور ریڑھ کی ہڈی کے قریب ہے وہ گذشتہ خطرناک حملہ سے محفوظ رہنے پر سخت حیرت زدہ ہوئے اور انہوں نے صاف اقرار کیا کہ اس حملہ سے آپ کا بچ نکلنا ایک معجزانہ رنگ رکھتا ہے۔

زیورک میں ۳۰ روز قیام کے بعد حضور سوئٹزرلینڈ اٹلی۔ ہالینڈ اور جرمنی کی سیر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ۲۹ رجون کو لنڈن پہنچے جہاں ایک ماہ چوبیس ۲۴ دن قیام کے بعد واپس زیورک تشریف لائے اور ڈاکٹر روزئیر کے تسلی بخش معائنہ کے بعد ۲۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو ربوہ رونق افروز ہوئے اور اس طرح یہ مبارک سفر بصد برکت اختتام پذیر ہوا۔

ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر اب حضرت امام جماعت احمدیہ کی مندرجہ ذیل دو رؤیا کا (جن میں سے ایک ۱۹۴۵ء میں اور دوسری ۱۹۳۹ء میں دکھائی گئی) مطالعہ فرمائیے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان میں اس سفر کے متعدد پہلو موجود ہیں

۱- "آج رات یعنی ۱۶-۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کی درمیانی رات کو قریباً دو تین بجے مَیں نے دیکھا کہ میں ہوائی جہاز پر سوار ہوں۔ اور انگلستان جا رہا ہوں"[۱]

۲- "رات کو مَیں نے بہت دعا کی اور جب سویا تو ایک رؤیا دیکھا۔ مَیں نے دیکھا کہ جیسے میں کسی غیر ملک میں ہوں۔ میرے ساتھ خاندان کی بعض مستورات

۱؎ الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۵ء ص۲

بھی ہیں۔ اور بعض مرد بھی۔ خواب میں مَیں سمجھتا ہوں جیسا کہ میں انگلستان میں ہوں اور فرانس سے ہو کر مشرق کی طرف آرہا ہوں۔ ہم ریل پر سوار ہونے کے لئے پیدل جا رہے ہیں۔ ریل کے سفر کے بعد جہاز پر چڑھنے کا خیال ہے چلتے ہوئے ہم ایک خوبصورت چوک میں پہنچے۔ جہاں ایک عالیشان مکان ہے اور اس کا مالک کوئی انگریز ہے مجھے کسی نے آکر کہا کہ اس کا مالک اور اس کی بیوی آپ سے چند منٹ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ تھوڑی سی تکلیف فرما کر وہاں چلیں تو بہت اچھا ہو مَیں نے اس سے ملنا منظور کر لیا اور مَیں بھی اور میرے ساتھ کی مستورات بھی اس مکان میں گئیں عورتیں جا کر اُس کی بیوی کے پاس بیٹھ گئیں اور باتیں کرنے لگیں اور میں اس آدمی کے ساتھ باتیں کرنے لگا مختلف علمی باتیں ہوتی رہیں گفتگو کوئی مذہبی نہیں تھی بلکہ علمی تھی۔ مثلاً یہ کہ مستشرقین یعنی عربی دان انگریز کون کون سے ہیں۔ نیز بعض تمدنی تحقیقاتوں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔"

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُس جگہ کو چھوڑ کر تھوڑے فاصلہ پر ہی دوسری جگہ پر جا بیٹھے ہیں اُس جگہ کی تبدیلی کی کوئی وجہ مجھے معلوم نہیں۔ شائد اندھیرا تھا۔ اور ہم روشنی میں آنا چاہتے تھے۔ اِس جگہ اُن لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے اور نتیجہ یہ نکالا کہ یہ شخص مامور کس طرح ہو سکتا ہے۔ اِس وقت مجھے یہ احساس ہے کہ اُن میں سے ایک شخص احمدیت سے متأثر ہو چکا ہے اور یہ لوگ اس لئے نہیں آئے کہ خود تحقیق کریں بلکہ اُن کی غرض یہ ہے کہ اسے خراب کریں۔"

"لیکن مَیں نے دیکھا کہ اُس کے چہرہ پر یقین اور سرور کے آثار ہیں جب اُس کی نظر میری نظر سے ملی تو اُس نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ اچھا آپ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دُعا کریں۔ اور مَیں دعا شروع کرتا ہوں وہ لوگ بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہوئے ہیں مگر کچھ دیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں مَیں نے جب دُعا ختم کی۔ تو وہ شخص میرے سامنے آیا اور اپنا سر زمین پر اس طرح رکھ دیا کہ ایک کلہ نیچے اور دوسرا اوپر کی طرف ہے زمین پر لیٹ گیا وہ رو رہا ہے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر پھیرتا ہے گویا برکت حاصل کر رہا ہے اس پر میری آنکھ کھل گئی"

(الفضل ۱۶ / جون ۱۹۳۹ء ص ۵-۶-۷ کالم ۱)

(مرتب) خواب کے آخری حصہ میں بتایا گیا تھا کہ آپ کے سفر سے کئی سعید روحوں کو ہدایت نصیب ہوگی چنانچہ یہ عجیب بات ہے کہ اس مختصر سفر میں جو محض علاج معالجہ کی غرض سے کیا گیا تھا۔ - - - - - - - - -

یوگوسلاویہ - جرمنی - مالٹا اور سوئیٹزر لینڈ کی چار اہم شخصیتیں حضور کے دست مبارک پر بیعت کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ بیعت کرنے والوں میں کابل یونیورسٹی کے پروفیسر اور مشہور مستشرق ڈاکٹر زبیر ٹلٹاک خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو ۱۹۵۶ء کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ربوہ کی زیارت بھی کر چکے ہیں۔

زیورک میں جماعت ربوہ کی دردانگیز دعاؤں کا نظارہ

جب حضور ۱۹۵۵ء میں زیورک میں تشریف فرما تھے تو ربوہ میں حضور کی صحتیابی کے لئے بڑے سوز و گداز سے دعائیں کی گئیں جن کا نظارہ حضور کو زیورک میں دکھایا گیا۔ چنانچہ حضور نے سفر یورپ کے دوران ہی میں "الفضل" کو یہ رویاء بغرض اشاعت

" ۲۳ اور ۲۴ مئی کی درمیانی رات کو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہزاروں ہزار آدمی جماعت کے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور میرے لئے دعا کر رہے ہیں وہ اتنا دردناک نظارہ تھا کہ اس سے میرا دل ہل گیا اور میری طبیعت پھر خراب ہو گئی۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود ارادہ کے میں عید پڑھانے نہیں جا سکا چونکہ اس رؤیا کی میرے دل پر ایک دہشت تھی اور اب بھی اس کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے میں سفر میں اس رؤیا کو لکھ کر بھجوانا پسند نہیں کرتا۔ اس عرصہ میں جو ربوہ سے خطوط آئے ہیں ان میں بھی یہ لکھا ہوا تھا کہ آخری رمضان کی شام کو جو دعا کی گئی وہ ربوہ میں ایک غیر معمولی دعا تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عرش بھی ہل گیا ہے ان خطوں میں بھی گویا میری رؤیا کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ جزی اللہ ساکنی ربوۃ خیرا (الفضل ۱۴ جون ۵۵ء ص۳ کالم ۱ خواب ۱)

صحت کے متعلق الٰہی خبر

۱۔ نومبر ۵۵ء میں فرمایا:۔

" مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ میری صحت کا دار و مدار دوستوں کی دعاؤں پر ہے"

(الفضل ۱۸ نومبر ۵۵ء ص۶ کالم ۲-۳)

(چنانچہ اس خبر کے مطابق آپ کی صحت میں فوراً انقلاب پیدا ہوا جس کا اظہار فرماتے ہوئے آپ نے جلسہ سالانہ پر فرمایا:۔

کئی دفعہ ایسے وقت بھی آتے ہیں کہ نماز بالکل ٹھیک پڑھتا ہوں اور کوئی بات نہیں بھولتی میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض دُعاؤں کا نتیجہ ہے اور دعاؤں کے ساتھ ہی اس کا تعلق ہے مجھے خدا تعالیٰ نے خواب میں بھی یہی بتایا ہے۔

(الفضل ۱۰ر فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۱ کالم ۱)

۲۔ ۲۹ر جولائی ۱۹۵۶ء کو ۵ بجے صبح مری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الفاظ حضور کی زبان پر جاری ہوئے کہ:۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے بالکل اچھا کر دیا۔ مگر میں اپنی بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں۔" (الفضل ۸ر اگست ۱۹۵۶ء صفحہ ۲)

جن ایام میں یہ الہام نازل ہوا حضور کی طبیعت سخت مضمحل رہتی تھی جس کی حلفیہ شہادت حضور کے قریب رہنے والے خدام دے سکتے ہیں مگر اس کے بعد جلدی یہ کیفیت زائل ہو گئی۔ اور مسلسل یہ خبریں آنے لگیں کہ حضور کی طبیعت اچھی ہے جو حضور کی زندگی میں ایک غیر معمولی بات تھی۔

باب دوم

اس باب میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے وہ کشوف والہامات درج ہونگے جو حضرت مسیح موعود
علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اور خاندان
حضرت مسیح موعود کے افراد کے ذریعہ سے پورے ہوئے۔

باب دوم

حضرت مسیح موعودؑ کے انتقال کی خبر

فرمایا "جس رات کو حضرت صاحبؑ کی بیماری میں ترقی ہوکر دوسرے دن آپ نے فوت ہونا تھا میری طبیعت پر کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا تھا... میرا دل افسردگی کے ایک گہرے گڑھے میں گر گیا اور یہ مصرع میری زبان پر جاری ہو گیا

ع راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

....رات کو ہی حضرت صاحب کی بیماری یکدم ترقی کر گئی اور صبح آپ فوت ہو گئے"

"تقدیر الٰہی" تقریر فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء طبع اول ص۱۸۹-۱۹۰

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے انتقال سے متعلق تفصیلی خبریں

۱۔ "قریباً تین چار سال کا عرصہ ہُوا جو میں نے دیکھا کہ میں اور حافظ روشن علی صاحب ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے گورنمنٹ برطانیہ نے افواج کا کمانڈر انچیف مقرر فرمایا ہے اور میں سر اومور کرے سابق کمانڈر انچیف افواج ہند کے بعد مقرر ہُوا ہوں اور ان کی طرف سے حافظ صاحب مجھے عہدہ کا چارج دے رہے ہیں چارج لیتے لیتے ایک امر پر میں نے کہا

کہ فلاں چیز میں تو نقص ہے میں چارج میں کیونکر لے لوں؟ مَیں نے یہ بات کہی تھی کہ نیچے کی چھت پھٹی (ہم چھت پر تھے) اور حضرت خلیفۃ المسیح اول اس میں سے برآمد ہوئے اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ آپ سر او مور کرے کمانڈر انچیف افواج ہند ہیں آپ نے فرمایا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں بلکہ لارڈ کچنر سے مجھے یہ چیز اسی طرح ملی تھی۔

اِس رؤیا پر مجھے ہمیشہ تعجب ہُوا کرتا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے اور میں اپنے دوستوں کو سنا کر حیرت کا اظہار کیا کرتا تھا۔ کہ اس خواب سے کیا مراد ہو سکتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ واقعات کے ظہور پر معلوم ہُوا کہ یہ رؤیا ایک نہایت ہی زبردست شہادت تھی اس بات پر کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے بعد جو فیصلہ ہُوا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے منشاء اور اس کی رضا کے ماتحت ہُوا ہے چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی وفات پر میری طبیعت اس طرف گئی کہ یہ رؤیا تو ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی اور اس میں بتایا گیا تھا کہ مولوی صاحب کے بعد خلافت کا کام میرے سپُرد ہوگا اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح مجھے بلباس سر او مور کرے کے دکھائے گئے اور افواج کی کمانڈ سے مراد جماعت کی سرداری تھی کیونکہ انبیاء کی جماعتیں بھی ایک فوج ہوتی ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین کو غلبہ دیتا ہے اس رؤیا کی بناء پر یہ بھی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ تبلیغ کا کام جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے ہوگا اور غیر مبائعین احمدیوں کے ذریعہ سے نہ ہوگا۔ الا ماشاء اللہ۔ برکت مبائعین کے کام میں ہی ہوگی۔"

اِس رؤیا کا جب غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ ایک ایسی زبردست شہادت معلوم ہوتی ہے کہ جس قدر غور کریں اسی قدر عظمت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے اور وہ اس طرح

کہ اس رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کو لارڈ کچنر کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے اور حضرت خلیفہ اوّل کو سر او مور کرے کے نام سے۔ اور جب ہم دونوں افسروں کے عہدہ کو دیکھتے ہیں تو جس سال حضرت مسیح موعودؑ نے وفات پائی تھی اسی سال لارڈ کچنر ہندوستان سے رخصت ہوئے تھے اور سر او مور کرے کمانڈر مقرر ہوئے مگر یہ بات تو پچھلی تھی عجیب بات یہ ہے کہ جس سال اور جس مہینہ میں سر او مور کرے ہندوستان سے روانہ ہوئے ہیں اسی سال اور اسی مہینہ یعنی مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہوئے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مقرر فرمایا۔ کیا کوئی سعید الفطرت انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ رؤیا شیطانی ہو سکتی تھی یا کوئی انسان اس طرح دو تین سال قبل از وقوع ایک بات اپنے دل سے بنا کر بتا سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن تھا کہ میں دو سال پہلے یہ سب واقعات اپنے دل سے گھڑ کر لوگوں کو سنا دیتا اور پھر وہ صحیح بھی ہو جاتے؟ یہ کون تھا جس نے مجھے بتا دیا کہ حضرت مولوی صاحب مارچ میں فوت ہونگے ۱۹۱۴ء میں ہونگے اور آپ کے بعد آپ کا جانشین میں ہونگا کیا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی ایسا کر سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

اس رؤیا میں یہ جو دکھایا گیا کہ مارچ میں ایک نقص ہے اور میں اس کے لینے سے انکار کرتا ہوں تو وہ ان چند آدمیوں کی طرف اشارہ تھا کہ جنہوں نے اس وقت فساد کھڑا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے ذریعہ سے حضرت مولوی صاحب پر سے یہ اعتراض دور کیا ہے جو بعض لوگ آپ پر کرتے ہیں کہ اگر حضرت مولوی صاحب اپنے زمانہ میں ان لوگوں کے اندرونہ سے لوگوں کو علی الاعلان آگاہ کر دیتے اور اشارات پر ہی بات

نہ رکھتے یا جماعت سے خارج کر دیتے تو آج یہ فتنہ نہ ہوتا اور مولوی صاحب
کی طرف سے قبل از وقت یہ جواب دے دیا کہ یہ نقص میرے زمانہ کا
نہیں بلکہ پہلے کا ہی ہے اور یہ لوگ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی بگڑ
چکے تھے ان کے بگڑنے میں میرے کسی سلوک کا دخل نہیں مجھ سے پہلے ہی ایسے
تھے۔" (برکات خلافت طبع اوّل ص۴۵-۴۶)

۲- ۱۹۱۳ء میں مَیں ستمبر کے مہینہ میں چند دن کے لئے شملہ گیا تھا جب میں وہاں
سے چلا ہوں تو حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی تھی لیکن وہاں پہنچ کر مَیں نے
پہلی یا دوسری رات دیکھا کہ رات کا وقت ہے اور قریباً دو بجے ہیں مَیں
اپنے کمرہ میں (قادیان میں) بیٹھا ہوں مرزا عبدالغفور صاحب (جو کلانور
کے رہنے والے ہیں) میرے پاس آئے اور نیچے سے آواز دی مَیں نے
اُٹھ کر ان سے پوچھا کہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو سخت
تکلیف ہے تپ کی شکایت ہے ایک سَو دو کے قریب تپ ہو گیا تھا
آپ نے مجھے بھیجا ہے کہ میاں صاحب کو جا کر کہہ دو کہ ہم نے اپنی وصیت
شائع کر دی ہے مارچ کے مہینہ کے بدر میں دیکھ لیں" جب مَیں نے یہ
رؤیا دیکھی تو سخت گھبرایا اور میرا دل چاہا کہ واپس لوٹ جاؤں لیکن مَیں نے
مناسب خیال کیا کہ پہلے دریافت کر لوں کہ کیا آپ واقع میں بیمار ہیں
سو مَیں نے وہاں سے تار دیا کہ حضور کا کیا حال ہے جس کے جواب میں حضرت
نے لکھا کہ اچھے ہیں یہ رؤیا مَیں نے اسی وقت نواب محمد علی خاں صاحب رئیس
مالیر کوٹلہ کو اور مولوی سید سرور شاہ صاحب کو سنادی تھی اور غالباً نواب
صاحب کے صاحبزادگان میاں عبدالرحمٰن خاں صاحب میاں عبداللہ خاں
صاحب میاں عبدالرحیم خاں صاحب میں سے بھی کسی نے وہ رؤیا سنی ہوگی

کیونکہ وہاں ایک مجلس میں مَیں نے اس رؤیا کو بیان کر دیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت مجھے حضرت کی وفات کی خبر دی اور چار باتیں ایسی بتائیں کہ جنہیں کوئی شخص اپنے خیال اور اندازہ سے دریافت نہیں کر سکتا۔

اوّل۔ تو یہ کہ حضور کی وفات تپ سے ہوگی۔

دوم۔ یہ کہ آپ وفات سے پہلے وصیت کر جائیں گے۔

سوم۔ یہ کہ وہ وصیت مارچ کے مہینہ میں شائع ہوگی۔

چہارم۔ یہ کہ اس وصیت کا تعلق بدر کے ساتھ ہوگا۔

اگر ان چار باتوں کے ساتھ مَیں یہ پانچویں بات بھی شامل کر دوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ اس رؤیا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس وصیت کا تعلق مجھ سے بھی ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو میری طرف آدمی بھیج کر مجھے اطلاع دینے سے کیا مطلب ہو سکتا تھا یہ ایک ایسی بات تھی کہ جسے قبل از وقت کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن جب واقعات اپنے اصل رنگ میں پورے ہو گئے تو اب یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس رؤیا میں میری خلافت کی طرف بھی اشارہ تھا لیکن چونکہ یہ بات وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ اس لئے اس وقت جبکہ یہ رؤیا دکھلائی گئی تھی اس طرف خیال بھی نہیں جا سکتا تھا۔"

(برکات خلافت طبع اوّل ۱۹۱۶ء صفحہ ۴۱-۴۲)

۳۔ "اس بات کو قریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا یا کچھ کم کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں گاڑی میں سوار ہوں اور گاڑی ہمارے گھر کی طرف جا رہی ہے کہ راستہ میں کسی نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی خبر دی تو مَیں نے گاڑی والے کو کہا کہ جلدی دوڑاؤ تا مَیں جلدی پہنچوں یہ رؤیا بھی مَیں نے حضرت کی وفات سے

پہلے ہی بہت سے دوستوں کو سُنا دی تھی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔
نواب محمد علی خاں صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب
حافظ روشن علی صاحب اور غالباً ماسٹر محمد شریف صاحب بی اے پلیڈر چیف کورٹ
لاہور۔ کہ مجھے ایک ضروری امر کے لئے حضرت کی بیماری میں لاہور جانے کی ضرورت
ہوئی اور چونکہ حضرت کی حالت نازک تھی مَیں نے جانا مناسب نہ سمجھا اور دوستوں
سے مشورہ کیا کہ مَیں کیا کروں اور ان کو بتایا کہ میں جانے سے اس لئے ڈرتا ہوں
کہ مَیں نے رؤیا میں گاڑی میں سواری کی حالت میں حضرت کی وفات دیکھی ہے پس
ایسا نہ ہو کہ یہ واقعہ ابھی ہو جائے پس مَیں نے یہ تجویز کی کہ ایک خاص آدمی بھیجکر
اس ضرورت کو رفع کیا۔ لیکن منشائے الٰہی کو کون روک سکتا ہے چونکہ حضرت
نواب صاحب کے مکان پر رہتے تھے میں بھی وہیں رہتا تھا اور وہیں سے جمعہ
کے لئے قادیان آتا تھا جس دن حضور فوت ہوئے میں حسب معمول جمعہ پڑھانے
قادیان آیا اور جیسا کہ میری عادت تھی نماز کے بعد بازار کے راستہ سے
واپس جانے کے تیار ہوا کہ اتنے میں نواب صاحب کی طرف سے پیغام
آیا کہ وہ احمدیہ محلہ میں میرے منتظر ہیں اور مجھے بلاتے ہیں کیونکہ انہوں نے مجھ
سے کچھ بات کرنی ہے۔ میں وہاں گیا تو ان کی گاڑی تیار تھی اس میں وہ بھی
بیٹھ گئے اور میں بھی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن
بھی ہمارے ساتھ تھے گاڑی آپ کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئی اور جس وقت
اس سڑک پر چڑھی جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی گراؤنڈز میں تیار کی گئی ہے تو
آپ کا ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا کہ حضور فوت ہو گئے اس وقت میں بے اختیار
ہو کر آگے بڑھا اور گاڑی والے کو کہا کہ گاڑی دوڑاؤ اور جلد پہنچاؤ اسی وقت
نواب صاحب کو وہ رؤیا یاد آئی اور آپ نے کہا کہ وہ رؤیا پوری ہو گئی۔

یہ رؤیا ہستی باری کا ایک ایسا زبردست ثبوت ہے کہ سوائے کسی ایسے انسان کے جو شقاوت کی وجہ سے صداقت ماننے سے بالکل انکار کردے ایک حق پسند کے لئے نہایت رشد اور ہدایت کا موجب ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے فیصلہ سے بچنے کی لاکھ کوشش کرے تقدیر پوری ہو کر ہی رہتی ہے میں نے جس خوف سے لاہور کا سفر ملتوی کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ امر قادیان ہی میں پورا ہوا" برکات خلافت ۱۹۱۶ء طبع اول ص۴۴-۴۵

صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ صاحب کی ولادت کی خبر

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ایک احمدی کے نام ایک مکتوب میں لکھا کہ:-

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔۔۔۔

والسلام خاکسار مرزا محمود احمد" ؎۱

اس پیشگوئی کے مطابق آپ کے ہاں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ صاحب تولد ہوئے اور جیسا کہ حضور کو خبر دی گئی تھی آپ ہوش سنبھالتے ہی اپنے تئیں خدمت اسلام کے لئے وقف ہو گئے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی بین الاقوامی تنظیم — مجلس خدام الاحمدیہ — کی برسوں تک کامیاب قیادت کی۔ اور پھر

؎۱ اس خط کا عکس "الفضل" ۸ر اپریل ۱۹۱۵ء ص۵ پر شائع ہوا۔

اہم دینی تحریک میں قوم کا ہاتھ بٹاتے ہوئے اسلامی رُوح کا شاندار نمونہ پیش کیا جو احمدی نوجوانوں کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ کا کام دے گا۔ آپ نے ایم اے کی ڈگری آکسفورڈ یونیورسٹی سے حاصل کی ہے اور اقتصادیات میں بڑی باریک نظر رکھتے ہیں۔ علوم اسلامیہ کے ماہر ہونے کے علاوہ قرآن مجید کے حافظ بھی ہیں لیکن آپ کی شخصیت میں اگر کوئی چیز سب سے زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے تو وہ خدمتِ دین کا پاکیزہ جذبہ ہے۔

صاحبزادہ مرزا منوّر احمد صاحب کی پیدائش کے متعلّق رؤیا

فرمایا:۔ جب میرا لڑکا منور احمد پیدا ہوا۔ میں نے رویا میں دیکھا کہ منارہ ہلا ہے اور اس کی اوپر کی منزل اُتر کر ہمارے گھر میں آگئی ہے اور بغیر کسی نقص کے سیدھی کھڑی ہو گئی ہے۔ پہلے تو مجھے تشویش پیدا ہوئی۔ مگر اس رؤیا کے بعد میرے گھر یہ لڑکا پیدا ہوا اور اسی لئے میں نے اُس کا نام منور احمد رکھا۔ کہ اس کی پیدائش سے پہلے میں نے دیکھا تھا کہ منارۃ المسیح کے اوپر کی منزل اُڑ کر ہمارے گھر میں آکھڑی ہوئی ہے۔ (الفضل ۹ر اپریل ۱۹۴۴ء ص۲ کالم ۳-۴)

صاحبزادہ مرزا خلیل احمدؐ صاحب کی ولادت کی خبر

فرمایا میں نے سیدہ امۃ الحی صاحبہ[1] سے (کہا کہ جانے دو یہ بلا) وجہ ہے اور یہ خوشخبری سن لو۔

---

[1] بریکٹ کے اندر متن الفاظ کا جزو نہیں۔

کہ تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جو بہت با اقبال ہوگا۔ پہلے ان سے لڑکیاں ہوئی تھیں۔ مگر اسی ماہ میں جس میں یہ گفتگو ہوئی حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خلیل احمد رکھا گیا ہے۔ (اخبار الفضل مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۵ء ص۵ کالم ۲)

حرم ثانی حضرت سیدہ امۃ الحئی حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ اور اپنے ایک بچے کی وفات کے متعلق رؤیا

۱۔ "پیشتر اس کے کہ میں سفر یورپ[1] کے لئے رخصت ہوتا۔ مَیں نے دعا اور استخارہ کیا جس میں مجھے بتلایا گیا کہ میری دو بیویوں کو بعض صدمات پہنچنے والے ہیں چنانچہ استخارہ کے دنوں میں بھی مَیں نے رؤیا دیکھیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ کچھ ابتلاء اور مصائب پیش آنے والے ہیں۔

استخارہ کے ایام میں مَیں نے دیکھا کہ مکان گر رہے ہیں بڑا سخت دھماکہ ہوا اور بجلی کی طرح آواز آئی۔ جب مَیں نے دیکھا تو وہ میری پہلی اور دوسری بیوی کے مکان تھے جو دھڑا دھڑ گر رہے تھے اور ابھی یہ نظارہ میں دیکھ رہا تھا کہ یکلخت وہ مکان بننے بھی شروع ہو گئے اور پہلے سے بہت زیادہ عمدہ اور اعلیٰ بنے ہیں۔ ایک مکان کی تیاری میں تو کچھ آدمی کام کرتے نظر آتے ہیں اور ایک بغیر آدمیوں کی مدد کے بنا ہے وہ میری دوسری بیوی کا مکان تھا اور اس میں اس کی وفات کی خبر دی گئی تھی۔ اور جس میں آدمی کام کر رہے تھے جن میں ایک شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی تھے اور ایک شیخ فضل الٰہی۔ وہ میری پہلی بیوی کا مکان تھا یہ نام بھی بہت عمدہ ہیں جو خدا کے فضل اور رحم پر دلالت

---

[1] ۱۹۲۴ء کا پہلا سفر یورپ مراد ہے (مرتب)

کرتے ہیں اس میں کسی ایسی تکلیف کی طرف اشارہ تھا جس کے ازالہ کے لئے انسانی کوشش اور سعی کو دخل ہے۔ چنانچہ کل میری پہلی بیوی کا لڑکا فوت ہوگیا اور لڑکوں کی قائمقام مائیں ہوسکتی ہیں لیکن ماؤں کے قائمقام بچے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مجھے دوسری بیوی کے مکان کی تیاری میں آدمیوں کو کام کرتے نہیں دکھایا گیا۔ اس کی تیاری محض خدا کے فضل پر منحصر ہے۔

یہ رؤیا جس دن مَیں نے دیکھی اسی روز مَیں نے اپنی دوسری بیوی کو سُنا بھی دی اور اسی کے گھر میں مَیں نے یہ خواب دیکھی تھی اور بھی کئی رؤیا ان مصائب اور مشکلات کے متعلق ہوئیں۔" (اخبار الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۵-۶ کالم ۳-۱)

۲۔" اور پھر راستہ[1] میں بھی متواتر مَیں نے ایسی خوابیں دیکھیں۔ میر صاحب کو تندرست دیکھا جس کے معنے موت کے ہیں کیونکہ بڑھاپے سے تندرستی بعد الموت ہی حاصل ہوسکتی ہے پھر جب واپس آیا اس وقت مَیں نے دیکھا کہ میری ایک بائیں ڈاڑھ ہل گئی اور تعبیر میں ڈاڑھ سے مراد عورت ہوتی ہے۔ پھر جہاز میں جاگتے ہوئے ایک عورت کی زور زور کے ساتھ چیخوں کی آواز سنی اور وہ تاریخ وہی تھی جس میں میری دوسری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا مَیں نے جہاز کے سوراخوں سے دیکھا کہ کیا کوئی جہاز آرہا ہے جس سے یہ آواز آئی یا کوئی خشکی قریب ہے لیکن سمندر میں بالکل خموشی تھی۔ اور سینکڑوں میل تک اس تاریخ کو کوئی جہاز نہ تھا اور خشکی بھی ایک طرف تو سینکڑوں میل اور دوسری طرف ہزاروں میل دور تھی تب مَیں نے سمجھا کہ کوئی حادثہ ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔ مَیں نے حافظ روشن علی صاحب سے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا کہ اس طرح تین چار دفعہ مَیں نے چیخوں کی آواز سُنی ہے اور یہ بھی حافظ صاحب سے مَیں نے کہا کہ آواز عورت کی تھی"[2]

---

[1] پہلے سفر یورپ کی اشارہ ہے (مرتب)

[2] (اخبار الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۶ کالم ۲)

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر

(حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب) کی "وفات سے دو اڑھائی مہینے پہلے کی بات ہے میں نے ڈلہوزی میں ایک رؤیا دیکھا کہ کوئی شخص نہایت گھبرائے ہوئے الفاظ میں کہتا ہے دوڑو دوڑو قادیان میں ایک ایسا شخص فوت ہوا ہے جس کے فوت ہونے سے زمین اور آسمان ہل گئے۔ جب میری نظر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ واقعی آسمان ہل رہا ہے اور مکان بھی ہل رہے ہیں گویا ایک زلزلہ آیا ہے میرے قلب پر اس کا بڑا اثر ہوا میں گھبرا کر پوچھتا ہوں کہ کون فوت ہوا ہے تو کوئی شخص تسلی دینے کے لئے کہتا ہے ہندوؤں میں سے کوئی فوت ہوا ہو گا میں نے کہا۔ ہندوؤں میں سے کسی سے فوت ہونے کے ساتھ زمین اور آسمان کے ہلنے کا کیا تعلق۔ وہ کہنے لگا کہ ہندوؤں کا زمین و آسمان ہل گیا ہو گا۔ اس وقت جیسے کوئی شخص تسلی حاصل کرنے کے لئے ایسے الفاظ پر مطمئن ہونا چاہتا ہے۔ میں بھی مطمئن ہونا چاہتا ہوں مگر پھر گھبراہٹ میں کہتا ہوں چلو دیکھیں تو سہی۔ اسی گھبراہٹ میں تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ چند ہی دنوں بعد مولوی عبدالستار صاحب بیمار ہو گئے ...... اور اب جبکہ وہ فوت ہو چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویاء ان کے متعلق تھی۔" ۱؎

حرم ثالث حضرت سیدہ مریم بیگم رضی اللہ عنہا کی وفات کے متعلق رؤیا

حضور کے حرم ثالث حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کا ۲۴؍ جنوری ۱۹۴۴ء کو اپریشن ہوا جو ہر لحاظ سے کامیاب تھا لیکن مشیت ایزدی انہیں اپنے پاس بلا لینے کا فیصلہ کر چکی تھی اس لئے آپ ۵؍ مارچ ۱۹۴۴ء کو حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئیں۔

۱؎ "الفضل ۳؍ نومبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۸"

اِس حادثہ عظیمہ کے متعلق بھی آپ کو بذریعہ رؤیا خبر دی گئی جو من وعن پوری ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

آج سے بارہ سال پہلے مَیں نے دیکھا کہ اُمّ طاہر احمد کا اپریشن ہُوا ہے ....
اور مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ اُن کا ہارٹ فیل ہو گیا ہے۔ (الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۱)

حضرت میر محمدؐ اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر

حضرت میر محمدؐ اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ جو حضور کے چھوٹے ماموں اور جماعت میں چوٹی کے مفکر اور صاحب علم وفراست بزرگ تھے ۱۷ مارچ ۱۹۴۴ء کو اچانک رحلت فرما گئے آپ کی وفات کے متعلق بھی حضور کو قبل از وقت خبر دی گئی۔ چنانچہ فرماتے ہیں

"ابھی میر محمدؐ اسحاق صاحب کی وفات سے پہلے جب میں لاہور گیا ہُوا تھا تو بدھ کے دن مَیں نے ایک رؤیا دیکھا۔ جو اُسی دن مَیں نے لاہور کے بعض دوستوں کو سُنا دیا۔ دوسرے دن جمعرات کو ہم واپس آ گئے تھے اور اُسی شام کو بیمار ہو کر وہ دوسرے دن وفات پا گئے۔ میں اس روز کھانا کھا کر لیٹا ہی تھا کہ نیم غنودگی کی سی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی۔ اور مَیں نے دیکھا کہ حضرت ام المومنین کہہ رہی ہیں "تالے کیوں نہ کھول لئے"۔ اور میں اُن کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہوں کس کی طاقت ہے کہ خدا تعالیٰ کی اجازت کے بغیر تالے کھول سکے چنانچہ آتے ہی میر محمدؐ اسحاق صاحب بیمار ہوئے اور وفات پا گئے۔ حضرت ام المومنین کا یہ فرمانا کہ تالے کیوں نہ کھول لئے یہ بتاتا تھا کہ کوئی ایسا واقعہ ہوگا جس کا ان کے ساتھ تعلق ہوگا۔ اور جس میں ہمیں ناکامی ہو گی[۲]۔ چنانچہ دعاؤں اور علاج سے کوئی فائدہ نہ ہُوا اور میر صاحب انتقال کر گئے۔

"الفضل ۲۵ جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم ۳-۴

حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب کے انتقال کے متعلق رؤیا

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب رضؓ حضور کی ایک حرم کے چچا تھے اور جماعت احمدیہ کے ایک علمی ادارہ کے نگران اعلیٰ کے فرائض نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہے تھے کہ ۵ار دسمبر ۱۹۵۲ء کو اچانک انتقال فرماگئے۔

مندرجہ ذیل رؤیا میں ان کی وفات کی پہلے سے خبر دی گئی جو تین دن کے اندر پوری ہوئی۔

"پانچ دن کی بات ہے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات (یعنی ۱۲ اور ۱۳ر دسمبر ۵۲ء کی درمیانی شب) میں نے دیکھا کہ سیّد محمود اللہ شاہ صاحب مجھے ملنے آئے ہیں۔ میں اور وہ بیٹھے ہیں پاس ہی غالباً میری وہ بیوی بھی ہیں جو محمود اللہ شاہ صاحب کی بھتیجی ہیں یعنی مہر آپا۔ انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری طبیعت آج اتنی خراب ہوگئی ہے کہ میں نے سکول کے لڑکوں سے کہہ دیا ہے کہ اِدھر اُدھر دُور نہ جایا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے پیچھے کوئی واقعہ ہوجائے اسی طرح میں آپ سے بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ کا کہیں باہر جانے کا ارادہ ہو تو مجھے رخصت کر کے جائیں اور رخصت کے معنی میں اس وقت رؤیا میں جنازہ کے سمجھتا ہوں"

میں نے آنکھ کھلتے ہی اس رؤیا کا آخری حصہ اُمِّ متین کو بتادیا

جن کی باری اُس رات تھی۔ لڑکوں والے حصّہ کا مَیں نے ان سے ذکر نہیں کیا جس وقت یہ رؤیا ہُوا اُس وقت خیال بھی نہیں تھا کہ ان کی موت اتنی قریب ہے۔ اس رؤیا کے تیسرے دن ان کو (تھرمباسنر THROMBOSIS) کا حملہ ہُوا جو ان کی موت کا باعث ہو گیا"

(الفضل ۲۴ر دسمبر ۱۹۵۲ء صٓ)

حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارہ میں رؤیا

"فرمایا سندھ جانے سے پہلے مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ:۔
میری ایک داڑھ گر گئی ہے مگر وہ میرے ہاتھ میں ہے اور میں اسے دیکھ کر تعجب کرتا ہوں کہ وہ اتنی بڑی جسامت کی ہے کہ دو بڑی داڑھوں کے برابر معلوم ہوتی ہے میں خواب میں بہت حیران ہوتا ہوں کہ اتنی بڑی داڑھ ہے اسے دیکھتے دیکھتے میری آنکھ کھل گئی چونکہ ڈاڑھ کے گرنے کی تعبیر کسی بزرگ کی وفات ہوتی ہے اور چونکہ منذر خواب کا بیان کرنا منع آیا ہے مَیں نے یہ رؤیا بیان نہیں کی لیکن جب سندھ کے سفر میں حضرت اُمّ المومنین کی بیماری کی خبریں آنی شروع ہوئیں تو اس رؤیا کی وجہ سے مجھے زیادہ تشویش ہوئی اور گو ابتدًا ان کی بیماری کی خبریں ایسی تشویشناک نہیں تھیں لیکن اس رؤیا کی وجہ سے چونکہ مجھے تشویش تھی مَیں نے انتظام کیا۔ کہ روزانہ ان کی بیماری کے متعلق نظارت علیا کی طرف سے بھی اور میرے

گھر کی طرف سے بھی الگ الگ تاریں پہنچ جایا کریں چنانچہ آخر میں وہی بات ثابت ہوئی کہ وہ مرض جسے پہلے معمولی ملیریا سمجھا گیا تھا آخر ان کے لئے مہلک ثابت ہُوا۔[1]

خواب میں جو ڈاڑھ کو دو ڈاڑھوں کے برابر دکھایا گیا اس سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام المومنین ہمارے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی قائم مقام تھیں اور اپنی بھی قائم مقام تھیں اور گو بظاہر وہ ایک نظر آتی تھیں لیکن درحقیقت ان کا وجود دو کا قائم مقام تھا۔

اللہ تعالیٰ اس خلا کو جو پیدا ہو گیا ہے اسے اپنی رحمت اور فضل سے پُر کرے۔"

(الفضل ۹ رجولائی ۵۲ء صفحہ ۳)

---

[1] حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا ۲۰ر اپریل ۱۹۵۲ء سوا بارہ بجے شب کو مولائے حقیقی کے دربار میں پہنچی تھیں۔ (مرتب)

باب سوم

زیر نظر باب میں حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان آسمانی نشانوں کا ذکر ہے جو جماعت احمدیہ کے متعلق ظاہر ہوئے

مقدّمہ مارٹن کلارک کے متعلّق خبر

"فرمایا۔ جہاں پر حضرت مسیح موعودؑ نے اور دوستوں کو ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے دوران میں دُعا کے لئے فرمایا۔ وہاں مجھے بھی دعا کے لئے ارشاد فرمایا اس وقت میری عمر دس سال تھی اور یہ عمر ایسی ہوتی ہے کہ مذہب کا بھی کوئی ایسا احساس نہیں ہوتا۔

مینے اس وقت رُویا میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں پولیس کے لوگ جمع ہیں اور دوسرے لوگ بھی ہیں۔ پاتھیوں کا (اوپلوں کا) ڈھیر ہے۔ جس کو وہ آگ لگانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب بھی وہ آگ لگاتے آگ بجھ جاتی ہے تب انہوں نے کہا کہ آؤ تیل ڈال کر پھر آگ لگائیں۔ تب انہوں نے تیل ڈالا لیکن پھر آگ نہ لگی۔ اس وقت میری نظر اوپر کی طرف گئی اور مَینے دیکھا کہ ایک لکڑی پر موٹے الفاظ میں لکھا ہُوا ہے کہ

خدا کے بندوں کو کوئی نہیں جلا سکتا۔

پس اگر خدا ہمارا ہو جائے اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہو جائے تو دنیا ہزار روکیں ہماری راہ میں پیدا کرے ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتی۔ اور اگر خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے تو دنیا کی بادشاہتیں بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۲۵ء صلا کالم ۱)

(مرتب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدائے دعوےٰ سے عیسائیت کے خلاف جو زبردست مہم جاری کر رکھی تھی اس سے عیسائی بوکھلا اُٹھے اور انہوں نے دلائل و براہین کے میدان میں آپ کے ہاتھوں شکست کھا کر عدالت کی طرف رجوع کیا اور آپ پر پادری ہنری مارٹن کلارک کے خلاف اقدام قتل کا سراسر جعلی

مقدمہ دائر کروا دیا جس پر امرت سر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اے۔ ای مارٹینو نے یکم اگست ۱۸۹۷ء کو دفعہ ۱۱۴ فوجداری کے ماتحت جھٹ حضرتِ اقدس کی گرفتاری کا وارنٹ لکھ دیا لیکن چونکہ امرت سر کی عدالت قانوناً کسی دوسرے ضلع کے مقدمہ کی سماعت نہ کرسکتی تھی اس لئے وارنٹ منسوخ کر کے مقدمہ گورداسپور میں منتقل ہوگیا جہاں صرف چند پیشیوں پر ہی کپتان ڈگلس کے سامنے (جو اس وقت گورداسپور کے ڈی سی تھے اور اب لنڈن میں مقیم ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت اور جماعت احمدیہ کے کارناموں کے مداح اور رطب اللساں ہیں)[52] پادری مارٹن اور ان کے لگے بندھوں کے دجل و فریب کی قلعی کھل گئی اور انہوں نے ۲۳ر اگست ۱۸۹۷ء کو مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے حضور کو صاف بری قرار دے دیا۔

یہ ہے وہ سنگین مقدمہ جس سے رہائی کے متعلق حضرت امام جماعتِ احمدیہ کو دس سال کی عمر میں اطلاع دی گئی جو چند دنوں بعد پوری شان کے ساتھ پوری ہوگئی۔

مقدمۂ دیوار کے فیصلے کی خبر

"میں نے خواب میں دیکھا کہ دیوار گرائی جا رہی ہے اور لوگ ایک ایک اینٹ اُٹھا کر پھینک رہے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ بارش بھی ہو چکی ہے اسی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ مسجد کی طرف حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ اور دیوار گرائی گئی تو بعینہٖ ایسا ہی ہوا۔ اس روز کچھ بارش بھی ہوئی اور درس کے بعد حضرت خلیفہ اوّل جب واپس آئے تو آگے دیوار توڑی جا رہی تھی مَیں

[52] یہ سطور ۱۹۳۵ء کے آغاز میں لکھی گئی تھیں۔ جبکہ ڈگلس ابھی زندہ تھے (مرتب)

بھی کھڑا تھا۔ چونکہ اس خواب کا میں آپ سے پہلے ذکر کرچکا تھا۔ اس لئے مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ دیکھو میاں آج تمہارا خواب پورا ہو گیا۔"

(الفضل ۵ راگست ۱۹۳۴ء۔ کالم ۳)

(مرتب) قارئین کو بظاہر یہ ایک معمولی خبر دکھائی دیگی مگر جب آپ اس پر واقعات کے ماحول میں نگاہ ڈالیں گے تو اسے بہت بڑا نشان قرار دینے پر مجبور ہوں گے۔

"مقدمہ دیوار" جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک ناقابلِ فراموش واقعہ ہے جس کا ذکر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا ہے۔

"سنہ ۱۹۰۰ء میں ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچا زاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا اس نے یہ فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانے کا رستہ رُک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آ گئے ناچار دیوانی میں منشی خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کی گئی جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اس میں مشکلات یہ ہیں کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اسکی نسبت کسی پہلے وقت کی مسل کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اس کا قابض ہے۔" [1]

---

[1] حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۶ حضور نے اس مقام پر خدا تعالیٰ کے وہ الہامات بھی درج فرمائے ہیں جو مقدمہ دیوار کے متعلق پہلے سے نازل ہوئے اور پورے ہوئے۔ (مرتب)

مرزا امام الدین نے ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو یہ دیوار کھینچی تھی اور اس کے انہدام کا فیصلہ ایک سال اور آٹھ ماہ کی درد انگیز اور طویل کشمکش کے بعد ۱۲ اگست ۱۹۰۱ء کو سنایا گیا جس پر دیوار ۲۰ اگست ۱۹۰۱ء کو گرا دی گئی۔ اور اس طرح حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواب حرف بحرف پوری ہوئی[1]

یاد رہے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سن مبارک اسوقت صرف ۱۱-۱۲ سال کا تھا۔ صغر سنی کے عالم میں اتنی عظیم الشان خبر کا پانا یقیناً کسی غیبی طاقت کا پتہ دیتا ہے۔

قادیان میں شدید وبائی تپ کی خبر

"گذشتہ ستمبر میں میں نے ایک رویا دیکھی تھی جو یہاں کے لوگوں کو اسی وقت بتا دی گئی تھی کہ قادیان میں سخت تپ ہوگا جو اپنے اندر طاعون کی طرح کا زہر رکھتا ہوگا چونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کے متعلق طاعون سے حفاظت کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے اس لئے اس کو تپ سے بدل دے گا ....
یہ رؤیا میں نے انہی دنوں لوگوں کو سنا دی تھی اس کے بعد ایسا تپ آیا کہ قریباً ہر ایک مرد و عورت پر اس کا حملہ ہوا اور جس گھر کے آٹھ آدمی تھے وہ آٹھوں ہی بیمار ہو گئے اور اس قدر شدید بخار ہوتا کہ ایک سو سات درجہ تک پہنچ جاتا ان دنوں ہر گھر میں بیماری پڑ گئی اور اس مرض کی وجہ سے کام کرنے والے لوگ بھی یا تو خود بیمار رہے یا بیماروں کے تیمار دار بنے رہے۔"

"ذکر الٰہی" (فرمودہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء طبع اوّل صلا)

---

[1] مجدد اعظم حصہ اوّل ص ۶۵۰-۶۶۰

ڈاکٹر مطلوب خاں کے زندہ وسلامت ہونے کے متعلق اہم خبر

فرمایا:۔

"ابھی تھوڑا عرصہ ہؤا۔ ایک ڈاکٹر مطلوب خاں جو کالج سے عراق میں بھیجے گئے تھے ان کے متعلق ان کے ساتھیوں کی طرف سے اور سرکاری طور پر خبر آئی کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ ان کے والد اس خبر سے تھوڑا عرصہ پہلے قادیان آئے تھے جو بہت بوڑھے تھے مجھے خیال تھا کہ مطلوب خاں اپنے باپ کا اکیلا بیٹا ہے۔ بعد میں معلوم ہؤا وہ سات بھائی ہیں۔ ماں باپ کا ایک بیٹا ہونے کے خیال سے اور اس کے باپ کے بوڑھا ہونے پر مجھے قلق ہؤا۔ اِدھر ہمارے میڈیکل سکول کے لڑکوں کو جب اس کی موت کا حال معلوم ہؤا تو انہوں نے کہا وہ ملٹری خدمات کرنے سے انکار کر دیں گے مجھے لڑکوں میں بے ہمتی پیدا ہونے کے خیال سے بھی قلق ہؤا اس پر مَیں نے دُعا کی اور مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہے۔ مَیں نے صبح کے وقت اپنے بھائی کو یہ بتایا اور انہوں نے اس کے رشتہ دار کو بتایا اور یہ خبر عام ہوگئی۔ اس سے کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ زندہ ہے دشمن کے قبضہ میں آگیا تھا غلطی سے مردہ سمجھ لیا گیا۔[1] کیا انسانی دماغ اس خبر کو وضع کر سکتا تھا۔

---

[1] (اخبار الفضل مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء صفحہ ۶ کالم ۲)

جماعتِ احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے متعلق ایک خبر

فرمایا:-

"مینے دیکھا میں بیٹھا ہُوا ہوں اور ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو میرے ماموں ہیں وہ آئے ہیں مَینے ایک لمبے تجربہ کے بعد یہ بات معلوم کی ہے کہ اسماء کے ساتھ رُؤیا اور کشوف کا خاص تعلق ہوتا ہے اور مجھے جو خدا تعالیٰ سے قبولیت کا تعلق ہے اس کے متعلق مَینے دیکھا ہے کہ ۹۸ (اٹھانوے) فیصدی انہیں کو دیکھتا ہوں ان کا نام ہے" اسماعیل" جس کے معنی ہیں خدا نے سُن لی۔ جب مَیں کوئی دُعا کرتا ہوں تو یہی مجھے دکھائے جاتے ہیں ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا کسی ملک کے ذریعہ بتا دیتا ہے اور کبھی خود جلوہ نمائی کرتا ہے۔

تو مَینے دیکھا کہ وہ آئے ہیں اور ہشاش بشاش ہیں اور کہتے ہیں کہ لوگ آ رہے ہیں۔۔۔ اور آنے والوں کا ایمان اتنا ترقی یافتہ ہے کہ انہوں نے ان کے چہروں سے دیکھ لیا ہے جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ نور اُن کے چہروں سے ٹپکتا ہے جب انہوں نے یہ کہا کہ لوگ آ رہے ہیں اور ایمان اور اخلاص کے ساتھ آ رہے ہیں تو اسی وقت جوش سے میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ:

اللھم زد فزد علی نہج الصلاح والحقۃ

اے اللہ ان کو زیادہ کر ایمان اور اخلاص میں۔ پھر زیادہ کر ایمان اور اخلاص میں۔ اور یہ پھر آویں مگر مٹی کے رستوں پر چل کر نہیں بلکہ نیکی اور اخلاص اور ترقی کے راستہ پر چل کر آئیں اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

خدا تعالیٰ نے مجھے تسلی دی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جماعت کے کثیر حصہ کو اور ایسے کثیر حصہ کو کہ شاذ ہی کوئی رہ جائے اور ممکن ہے کہ کوئی بھی نہ رہے اس خطرناک وقت میں جبکہ بڑے بڑوں کے قدم لڑکھڑا رہے ہیں محفوظ رکھے گا۔ اور تقویٰ اور صلاحیت پر ہی چلائے گا گمراہی کے رستہ پر نہیں چلائیگا انشاء اللہ" لیکچر " ملائکۃ اللہ " فرمودہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۲۰ء طبع اول ص۵۰-

(مرتب) ۱۹۲۰ء سے لے کر اس وقت تک جماعت کو متعدد ابتلاؤں آزمائشوں اور فتنوں کی دہکتی ہوئی آگ بلکہ اُٹھتے ہوئے تیز شعلوں میں سے گذرنا پڑا ہے (جیسا کہ آئندہ ابواب سے معلوم ہوگا) مگر خدا کی قدرت نمائی کا جلوہ دیکھئے کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ مقدس مذہبی اجتماع ہر سال ایک نئی اور دلکش رونق اور بہار لانے کا موجب ہوتا ہے مثال کے طور پر ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ کو دیکھئے یہ جلسہ فتنہ کے خطرناک ایام میں آیا مگر خدا کے فضل سے ۱۹۵۵ء کے مقابل اس سال زائرین جلسہ کی تعداد میں کم و بیش دس پندرہ ہزار نفوس کا اضافہ ہوا۔

انتظامات جلسہ سالانہ کے مرکزی شعبہ کی رپورٹ کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار کے لگ بھگ تھی اس کے مقابل ۱۹۲۰ء میں جبکہ حضور نے اس اجتماع کے بارونق ہونے کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی بیرونی مہمان تعداد میں صرف سات ہزار کے قریب تھے۔ (ملاحظہ ہو الفضل ۳ر جنوری ۱۹۲۱ء ص۲)

ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم کے انتقال کی خبر

(اخبار الفضل میں شائع شدہ ایک رپورٹ کا اقتباس)

"۹ر تاریخ صبح کے وقت جب حضرت خلیفۃ المسیح ڈاکٹر صاحب مرحوم ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب

متوطن گوڑیانی ناقل) مرحوم کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے تو فرمایا:۔
آج صبح میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب کے آنے سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور میں نے ان کو اپنے مکان میں سے ۱۶ مرلہ زمین دی ہے اس سے تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب دُنیا کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے پاس چلے گئے۔" (اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۱ء صفحہ ۱ کالم ۱)

چوہدری فتح محمد صاحب سیال موسس احمدیہ مشن لنڈن کی آنکھوں کے متعلق ایک رؤیا

(ڈائری) حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا:۔ دعا کے اوقات ہوتے ہیں جب چوہدری صاحب (چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناقل) ولایت سے آئے تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے ان کی آنکھوں کو دیکھا اور مجھ کو بتایا کہ چوہدری صاحب کی ایک (بائیں) آنکھ کا بچنا تو قریباً ناممکن ہے اور دوسری بھی بہت خراب ہو رہی ہے مجھے اس سے قلق پیدا ہوا کہ چوہدری صاحب کام کے آدمی ہیں مگر ان کی آنکھوں کے متعلق ڈاکٹر صاحب ایسا خیال کرتے ہیں۔

میں نے دعا کی تو رات کو خواب میں ایک شخص نے کہا کہ انکی آنکھ تو اچھی ہے صبح کو میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ خواب بتایا اور انھوں نے پھر آنکھ کو دیکھا اور کہا کہ اب مرض کا ایک بٹا تین حصہ باقی رہ گیا ہے۔

چوہدری صاحب نے عرض کیا اس وقت میری آنکھ میں چنے کے برابر زخم ہو گیا تھا۔ اور چھ انچ کے فاصلہ تک (ہاتھ کو آنکھ کے سامنے کر کے عرض کیا) یہاں سے ہاتھ نظر نہیں آتا تھا بلکہ پانی سا سامنے نظر آتا تھا۔ اور اس سے پہلے یہ حالت

تھی کہ ہر ایک دوائی مضر پڑتی تھی۔ پھر ہر ایک دوائی مفید ہونے لگی۔ اب میری طرف سے ہی سستی ہے کہ میں دوائی کا استعمال نہیں کرتا۔ اس آنکھ کی نظر دوسری سے تیز ہوگئی ہے۔" (اخبار الفضل مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۲۲ء صٓ کالم ۱-۲)

(مرتب) چوہدری فتح محمد صاحب سیال خدا کے فضل سے اس وقت زندہ موجود ہیں اور جماعت احمدیہ کے مرکزی شعبہ اصلاح وارشاد کی نگرانی کے اہم فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور باوجود پیرانہ سالی اور مسلسل علمی مشاغل کے آپ کی آنکھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تیس سالہ دعا کی برکت سے نہایت اچھی حالت میں ہیں بلکہ بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ آپ کی بینائی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

دفتری تحقیقات سے گلوخلاصی کی بشارت

"ایک شخص نے مجھے لکھا کہ میرے حساب کی پڑتال ہونے والی ہے اور کچھ ایسی فروگذاشتیں ہوگئی ہیں کہ ان کی وجہ سے مجھے بہت سا روپیہ بھرنا پڑیگا حالانکہ واجب الادا نہیں ہے آپ دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے بچائے۔

مینے اس کے لئے دُعا کی اور مجھے معلوم ہُوا کہ دُعا قبول ہوگئی ہے اور مینے اس کو لکھ دیا کہ مایوس نہ ہو خدا تعالیٰ تمہیں بچائے گا پھر جب تحقیقات مکمل ہو چکی اور اس کے ذمہ روپیہ نکالا گیا تو اعلیٰ افسر نے بلا کاغذات کے دیکھنے کے لکھ دیا کہ اس تحقیقات کو داخل دفتر کردو۔"

"نجات"

لیکچر فرمودہ دسمبر ۱۹۲۲ء طبع ثانی صٓ ۳۴-۳۵

پہلے سفر یورپ ۱۹۲۴ء کے دَوران میں جماعتی حوادث کی خبر

میں نے چلنے سے پہلے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو وہ کچھ معلوم نہیں۔ جو مجھے معلوم ہے اگر آپ لوگوں کو معلوم ہوتا تو آپ مجھ پر رحم کرتے سو آپ نے اب دیکھ لیا ہے کہ برابر افسردہ کرنے والی خبریں چلی آ رہی ہیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ افسردگی اور غم کے دن آ گئے ہیں اور ان دنوں میں قادیان سے باہر جانا مجھ پر سخت دوبھر تھا کیونکہ بعض ایسے نظارے دیکھے تھے جن کی تعبیر یہ تھی کہ غموم پیش آنے والے ہیں۔ دو تین دفعہ ایسی خوابیں دیکھیں کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ میر صاحب جلد فوت ہونے والے ہیں۔ اسی طرح بعض اور امور بھی رؤیا میں دیکھے۔ خدا تعالیٰ کرے بقیہ اخبار غم خوشی سے مبدّل ہو جائیں اور یہ اس کی طاقت سے بعید نہیں۔

قادیان میں ہیضہ کی شکایت۔ بھیرہ کا واقعہ۔ قادیان کے بعض دوستوں پر مقدمہ۔ نعمت اللہ خان صاحب شہید کا واقعہ۔ مرکزی مالی حالت کی خرابی میر صاحب کی وفات۔ بابو فضل کریم صاحب کی وفات۔ قادیان کے کئی دوستوں اور بعض عزیز بچوں کی وفات کی خبریں۔ ان دنوں بارش کی طرح پہنچی ہیں۔ اوپر سے اپنی طبیعت کی بیماری۔ اور کام کی کثرت نے ان کے اثر کو اور بھی زیادہ کر دیا ہے۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۲۴ء صہ کالم ۱
نیز ۶ر نومبر ۱۹۲۴ء)

امریکہ میں احمدیہ مسلم مشن کے قیام کی زبردست پیشگوئی

امریکہ میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک پیشگوئی کا نہایت شاندار ظہور اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ایک چمکتا نشان ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔

آج سے اڑتیس برس پیشتر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ مشن کا افتتاح کرنے کی غرض سے امریکہ کے ساحل پر اُترے تو امریکی گورنمنٹ نے ان پر اس بنا پر پابندی عائد کر دی کہ آپ اس مذہب کے پیرو ہیں جس میں ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہیں۔ جب یہ خبر ہندوستان[1] پہنچی تو بعض متعصب فرقہ پرستوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے لیکن حضور اقدس نے سیالکوٹ میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے نہایت واشگاف لفظوں میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ۔

"ہم نے اپنے ایک مبلغ کو امریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تا حال تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رُک نہیں جائیں گے امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادّی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی رُوحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے

---

[1] اگست ۱۹۴۷ء سے قبل کا ہندوستان مراد ہے۔ (مرتب)

ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی[۱]

اس پرشوکت اور عظیم الشان پیشگوئی پر صرف چند ماہ ہی گذرنے پائے تھے کہ امریکہ گورنمنٹ کو خدا کی روحانی حکومت کے سامنے جھکنا پڑا اور شکاگو میں احمدیہ مسلم مشن کا قیام عمل میں آ گیا۔

اس وقت امریکہ مشن میں پانچ مبلغ کام کر رہے ہیں اور بوسٹن فلاڈلفیا نیویارک۔ پالٹی مور پٹس برگ۔ ینگس ٹاؤن۔ کلیولینڈ۔ انڈیاناپولس۔ شکاگو ملواکی۔ سینٹ لوئس۔ لاس اینجلز اور واشنگٹن[۳] غرضکہ ملک کے تمام اہم شہروں میں جماعت کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور متعدد مساجد اور مشن ہاؤس بھی موجود ہیں مشن کی طرف سے مسلم سن رائز کے نام سے ایک مقتدر جریدہ بھی شائع ہوتا ہے جو ملک بھر میں وسیع اثر رکھتا ہے۔

اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے چالیس کے قریب انگریزی مطبوعات بھی شائع ہو چکی ہیں۔

امریکہ مشن کی شاندار کامیابیوں کا یہ مختصر سا خاکہ پیش کرنے کے بعد ذیل میں

---

[۱] الفضل ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۲ کالم ۲
[۲] یہ تفصیلات وکالت تبشیر ربوہ کے ایک کتابچہ سے ماخوذ ہیں جو "تحریک جدید کے بیرونی مشن" کے نام سے شائع شدہ ہیں۔
[۳] امریکہ مشن کا موجودہ مرکز واشنگٹن میں قائم ہے (مرتب)

پاکستان میں امریکی سفارت کے ترجمان (PANORAMA) کا
مندرجہ ذیل انکشاف ملاحظہ فرمائیے:-

about 12,000 Muslims live in
the United State , including
1,200 Pakistanis, 10,000 from
other eastern countries, and
1,000 American converts to islam
by Ahmadiya.[1]

یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۱۲ ہزار مسلمان آباد ہیں جن میں بارہ سو پاکستانی ہیں دس ہزار دوسرے مشرقی ممالک سے آئے ہیں اور ایک ہزار نو مسلم ہیں جو جماعت احمدیہ کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔

چندہ خاص کی ایک تحریک میں کامیابی کی خبر

”فروری ۱۹۲۵ء (نافل) مہینہ میں اس تحریک[2] کے شائع کرنے کے چند دن بعد جبکہ میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے دریا پر گیا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں چند دوستوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوں جب میں سلام پھیر کر بیٹھا ہوں تو میں نے دیکھا کہ حبی فی اللہ اخویم مکرم ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے احباب میں سے ہیں وہ آگے بڑھے

---

[1] Panorama Vol. III No. 20, January 3 1952, p 8.

[2] حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء کو ایک لاکھ روپیہ کے چندہ خاص کی ایک اہم تحریک جماعت کے سامنے فرمائی تھی اور ہدایت فرمائی تھی کہ جماعت تین ماہ کے اندر اندر مطلوبہ رقم جمع کر دے۔ (الفضل ۱۷ فروری ۱۹۲۵ء) اس مقام پر اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (مرتب)

ہیں اور مصافحہ کرتے ہوئے کہتے چلے جاتے ہیں۔ مبارک ہو۔ مبارک ہو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات میں بڑی برکت رکھی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے چندہ خاص کے متعلق یہ فقرات فرمائے ہیں۔ اس کے بعد مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا جس پر ایک سو دس ہزار لکھا ہوا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ چندہ کی مقدار ہے میں نے اسی دن صبح کی نماز کے بعد یہ خواب اپنے دوستوں کو سنا دی جن میں سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ اور صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے کے نام مجھے یاد ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کتنا بڑا نشان ہے کہ دشمنوں کے طعنوں کے باوجود اور دوستوں کی گھبراہٹ کے باوجود جب اس چندہ کی آخری تاریخ ختم ہوئی ہے تو اس تاریخ تک ایک لاکھ دس ہزار روپیہ آچکا تھا جس کی کہ خواب میں بشارت دی گئی تھی۔"

(الفضل ۱۶ر جولائی ۲۵ء ص۲ کالم ۱-۲)

جناب صاحبزادہ خان صاحب نون کے ہاں بچّہ کی ولادت کی خبر

۱۹۳۶ء میں دعا کی یاد دہانی کرانے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم صاحب خان صاحب نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کو لکھا کہ :-

"آپ کے لئے دعا بھی کی ہے اور استخارہ بھی۔ اللہ تعالے آپ کو لڑکا دے گا۔"

چنانچہ اُس خبر کے مطابق کے بعد یکم مئی ۱۹۴۹ء کو . . . . اللہ تعالے نے ان کو

لڑکا دیا جس کا نام احمد خاں ہے۔[1] ۔[2]

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے حلقہ بگوش احمدیت ہونے کے متعلق خبر

"وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے کہ انہوں نے خط میں لکھا احمدیت کے متعلق فلاں فلاں بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔
اس کے بعد مَیں نے رؤیا میں دیکھا ایک تخت بچھا ہُوا ہے جس پر مَیں نے ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا پھر دیکھا کہ آسمان سے ایک نور ان کے قلب پر گِر رہا ہے اور وہ ذکرِ الٰہی کر رہے ہیں یہ اس وقت کا خواب ہے جبکہ وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے اور سلسلہ کے کاموں میں ان کو حصہ لینے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس کے بعد خدا نے انہیں سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی اور ان کو سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کے بہت سے موقع ملے۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء ص۲ کالم ۲)

(مرتب) حضرت سیٹھ صاحب آف سکندر آباد دکن جماعت احمدیہ کے اُن مخیّر بزرگوں میں سے ہیں جنہیں خدا تعالٰے نے جماعت احمدیہ کی مالی اور تبلیغی خدمت کی بڑی توفیق بخشی ہے آپ نے احمدی ہونے کے بعد اسلام اور احمدیت کی حمایت و تائید میں تنہا اپنے خرچ پر متعدد زبانوں میں جس قدر لٹریچر شائع کر کے مفت

---

[1] حیات الآخرہ مصنفہ جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب ص۱۲۸ طبع اول (حاشیہ)۔ سابق پروفیسر تاریخ ادیان کلیہ صلاح الدین ایوبی بیت المقدس حال ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

[2] صاحب خاں صاحب نون ضلع سرگودہ کے رئیس اور ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ہیں جناب فیروز خاں نون آپ کے بھتیجے ہیں۔

تقسیم کیا ہے شائد جماعت احمدیہ بھی اُن کے عرصہ بیعت میں اس قدر لٹریچر مفت تقسیم نہیں کرسکی۔ حضرت سیٹھ صاحب اپنے سوانح حیات میں خدا تعالیٰ کے انہی افضال کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

"مجھے احمدی ہوکر ۲۴ سال کا عرصہ ہوتا ہے (یہ ۱۹۳۹ء کی تحریر ہے ناقل) اس عرصہ میں خاکسار نے ساڑھے تین لاکھ روپیہ سکہ عثمانیہ جس کے انگریزی تین لاکھ ہوتے ہیں وہ تمام خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ میرا ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ نے خاکسار کو اس قدر روپیہ محض اپنے دین کی خدمت کے لئے عطا فرمایا اس لئے میرا فرض تھا کہ میں اس کی امانت اس کی راہ میں خرچ کروں وہ میں کرتا رہا اور انشاء اللہ کرتا رہوں گا۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے مطابق مجھے دینی اور دنیادی دونوں نعمتوں سے سرفراز فرما کر میری تقدیر عجیب طور سے چمکا دی یہ احمدیت کی صداقت کا آفتاب کی مانند روشن نشان ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ" ؎۱

سرکاری مشکلات سے رہائی کی خبر

"ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے مجملاً ایک مصیبت کی اطلاع دی اور دُعا کے لئے کہا۔ مجھے اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ فلاں مصیبت ہے اور حالات نہیں لکھے تھے۔ ان دنوں ان کی ہمشیرہ بھی بیمار رہتی تھیں اس لئے مَیں نے خیال کیا کہ ان کی ہمشیرہ زیادہ بیمار ہوگی۔ مَیں نے دُعائیں کیں تو مجھے رؤیا میں معلوم ہُوا کہ کوئی کہتا ہے کہ قانونی غلطی کی وجہ سے تمام حقوق ضائع ہو گئے۔ اور گورنمنٹ کی گرفت کے نیچے آ گئے۔ لیکن اگر وہ توکل کریں گے اور گھبرائیں گے نہیں تو

؎۱ بشارات رحمانیہ طبع اول ص۱۸۷-۱۸۸

اللہ تعالےٰ ان کے ان معاملات کو بالکل اُلٹ دیگا۔ اور ان کے حق میں بہتر حالات پیدا کر دیگا۔

مَیں نے ان کو یہی لکھ دیا تھوڑے ہی دنوں بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ قریب تھا کہ واقعہ میں ان کے حقوق ضائع ہو جائیں۔ اور گرفت کے نیچے آئیں میری طرف انہوں نے لکھا کہ اس قسم کے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ مجھے خطرہ ہے کہ میرے پہلے تمام حقوق تباہ ہو جائیں۔ مَیں نے انہیں لکھا کہ آپ توکّل کریں اور گھبرائیں نہیں اور اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ باوجود اس کے کہ ان کے مدِ مقابل انگریز تھا یہ حالات بالکل بدل گئے۔ حتّٰی کہ اس انگریز نے میری طرف لکھا کہ مجھے مصیبت سے بچائیے۔ جب ہم روزانہ دُعاؤں کی قبولیت کے نمونوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم کیسے ان کے اثرات سے انکار کریں۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء صلہ کالم ۱)

عزت مآب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کی والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر

(۳۷-۱۹۳۶ء کا ایک خواب) "ایک دو سال ہوئے مَیں نے خواب میں دیکھا مَیں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوں اور میرے سامنے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب لیٹے ہوئے ہیں اور ۱۱۔۱۲ سال کی عمر کے معلوم ہوتے ہیں کُہنی پر ٹیک لگا کر ہاتھ کھڑا کیا ہوا ہے اور اس پر سر رکھا ہُوا ہے۔ انکے دائیں بائیں عزیزم چوہدری عبداللہ خاں صاحب اور چوہدری اسداللہ خاں صاحب بیٹھے ہیں ان کی عمریں آٹھ آٹھ نو نو سال کے بچوں کی سی معلوم ہوتی ہیں تینوں کے

مُنہ میری طرف ہیں اور تینوں مجھ سے باتیں کر رہے ہیں اور بہت محبت سے میری باتیں سُن رہے ہیں اور اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں میرے بیٹے ہیں اور جس طرح گھر میں فراغت کے وقت ماں یا باپ اپنے بچوں سے باتیں کرتے ہیں اِسی طرح میں ان سے باتیں کرتا ہوں۔ شاید اس کی تعبیر بھی مرحومہ کی وفات ہی تھی کہ الٰہی قانون کے مطابق ایک قسم کی ابوت یا ماں جگہ خالی کرتی ہے۔ تو دوسری قسم کی ابوت یا ماں اس کی جگہ لے لیتی ہے۔"

(الفضل ۲۲ رمئی ۱۹۳۸ء صٓ۔ کالم عٓ)

(مرتب) خدائی باتیں بعض اوقات کئی رنگ میں پوری ہوتی اور ازدیادِ ایمان کا موجب بنتی ہیں یہی صورت اس خواب کی ہے۔ چنانچہ حضرت کی مندرجہ رؤیا کی ایک تعبیر تو اوپر درج ہے اب اس کا ایک دوسرا پہلو اگلی سطور میں حضور ہی کے الفاظ میں پڑھئے۔

"میری بیماری کے موقعہ پر تو اللہ تعالےٰ نے (نہ) صرف ان کو اپنے بیٹا ہونے کو ثابت کرنیکا موقع دیا بلکہ میرے لئے فرشتہ رحمت بنا دیا وہ میری محبت میں یورپ سے چل کر کراچی آئے اور میرے ساتھ چلنے اور میری صحت کا خیال رکھنے کے ارادہ سے آئے۔ چنانچہ ان کی وجہ سے سفر بہت اچھی طرح کٹا اور بہت سی باتوں میں آرام رہا۔ آخر کوئی انسان پندرہ بیس سال پہلے تین نوجوانوں کے متعلق اپنے پاس سے کس طرح ایسی خبر دے سکتا تھا۔ دنیا کا کونسا ایسا مذہبی انسان ہے جس کے ساتھ شخص مذہبی تعلق کی وجہ سے کسی شخص نے جو اتنی بڑی پوزیشن رکھتا ہو۔ جو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رکھتے ہیں اس اخلاص کا ثبوت دیا ہو کیا یہ نشان نہیں ؟

مخالف مولوی اور پیر گالیاں تو مجھے دیتے ہیں۔ مگر کیا وہ اس قسم کے نشان

لہ نہ کا لفظ متن سے سہواً رہ گیا ہے (مرتب)

کی مثال بھی پیش کر سکتے ہیں کیا کسی مخالف اور پیر نے ۲۰ سال پہلے کسی نوجوان کے متعلق ایسی خبر دی اور بیس سال تک وہ خبر پوری ہوتی رہی اور کیا کسی ایسے مولوی اور پیر کی خدمت کا موقع خدا تعالیٰ نے کسی ایسے شخص کو دیا جو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی پوزیشن رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو بغیر معاوضہ کے نہیں چھوڑے گا۔ اور ان کی محبت کو قبول کرے گا۔ اور اس دنیا اور اگلی دنیا میں اس کا ایسا معاوضہ دے گا کہ پچھلے ہزار سال کے بڑے آدمی اس پر رشک کریں گے۔ کیونکہ وہ خدا شکور ہے اور کسی کا احسان نہیں اُٹھاتا۔

(الفضل ۲۹ رمئی ۱۹۵۵ء ص۱)

(پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۵۵ء بمقام زیورچ)

۱۹۴۵ء میں احمدیت کی ترقی کے خاص ظہور کی خبر

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فروری ۱۹۴۳ء کو جبکہ جنگِ عظیم ثانی کے شعلے پوری شدت سے بلند ہو رہے تھے اور یورپ میں اسلامی تبلیغ تقریباً معطل ہو کر رہ گئی تھی خدا تعالیٰ کے عطا کردہ علم کی بنا پر یہ خبر دی کہ:۔

"یہ علم تو خدا تعالیٰ کو ہی ہے کہ کب اور کس کس رنگ میں اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے رستے کھلیں گے۔ اس بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا البتہ ایک اور مضمون ہے جس کو میں ابھی بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اور جس کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ غالباً ۱۹۴۵ء اسلام اور احمدیت کے لئے کسی خاص ظہور کا سال ہوگا۔" (الفضل ۷ رفروری ۱۹۴۳ء ص۳ کالم ۱-۲)

(مرتب) حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی آئندہ واقعات نے حرف بحرف صحیح ثابت کر دی۔ جنگِ عظیم ثانی ۱۹۴۵ء کے اوائل میں ختم ہوئی ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء کو حضور نے اعلان فرمایا کہ مادی جنگ کے خاتمہ کے بعد اب روحانی جنگ کا آغاز ہوگا۔ چنانچہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کو قادیان سے نو مبلغین اسلام پر مشتمل اور اپنی نوعیت میں پہلا قافلہ یورپ روانہ ہوا جس نے لنڈن میں مختصر قیام کے بعد چند برسوں کے اندر اندر سپین۔ فرانس۔ سوئٹزرلینڈ ہالینڈ اور جرمنی میں نئے مشن کھول دیئے۔ نیبروبی کا مشہور با اثر اخبار ڈیلی کرانیکل ۵ جولائی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں انہی مبلغین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"جہاں تک مبلغین کی آمد و رفت کا تعلق ہے امام جماعت احمدیہ کے مبلغین نے ہوا کا رُخ بالکل پھیر کر رکھ دیا ہے پہلے عیسائی مشنری مغرب سے مشرق کی طرف آتے تھے اب مبلغینِ اسلام مشرق سے مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ اسلام کے یہ منادِ آجکل یورپ میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے وسیع انتظامات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں"

شیخ نیاز محمد صاحب وکیل مرحوم کی وفات کے متعلق رؤیا

"مَیں نے ایک رؤیا دیکھی۔ کہ ایک بہت بڑا اژدحام ہے جس میں انکو (شیخ نیاز محمد صاحب کو) ماتھوں کو ایک ہاتھی پر چڑھا کر لوگ جلوس کی صورت میں شہر کی طرف لا رہے ہیں۔ بہت سے مسلمان جمع ہیں اور لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہے اور وہ بہت خوش ہیں کہ اُن کو کوئی عزت ملی ہے یا ملنے والی ہے۔ میں رؤیا میں کہتا ہوں کہ جلوس مفتی محمد صادق صاحب کے گھر کی طرف آ رہا ہے میں اُن کے گھر

کے قریب جو موڑ ہے وہاں کھڑا ہو گیا۔ اور جلوس نے اس طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جس وقت وہ عین منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جہاں اُن کا اعزاز ہونا تھا تو یکدم آسمان سے ایک ہاتھ آیا۔ اور وہ انہیں اٹھا کر لے گیا۔ اس رؤیا کے مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ہائی کورٹ کی ججی کے لئے اُن کا نام گیا ہوا تھا۔ اور منظوری آنے ہی والی تھی کہ وہ فوت ہو گئے۔ یہ رؤیا تھی جو مَیں نے اُن کے متعلق دیکھی حالانکہ میرے ساتھ اُن کا کوئی تعلق نہ تھا۔"

(الفضل ۱۶ار فروری ۱۹۴۴ء ص۳ کالم ۱)

صوبائی الیکشن ۱۹۴۶ء کے نتائج کے متعلق جزوی خبر

"مَیں نے چار اور پانچ فروری کی درمیانی رات جبکہ چوہدری فتح محمد صاحب ووٹوں میں پیچھے جا رہے تھے۔ اُن کے لئے اور نواب محمد الدین صاحب کے لئے دعا کی۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ دن چڑھا ہے اور بارش شروع ہو گئی ہے اور سارا دن بارش ہوتی رہی ہے۔ پھر دیکھا نواب محمد الدین صاحب میرے سامنے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام چل رہا ہے۔ لیکن ان کا جسم پہلے سے چھوٹا ہے۔

مَیں نے اس خواب کی تعبیر کی کہ چوہدری صاحب کو اب کامیابی شروع ہو جائیگی چنانچہ پانچ تاریخ کو انہیں سولہ سو سے زائد ووٹ ملے اور جو کمی تھی پوری ہو کر ہزار کے قریب ان کے ووٹ اپنے حریف سے زیادہ ہو گئے۔ نواب صاحب کے متعلق مَیں نے یہ تعبیر کی۔ کہ ایک پہلو منذر اور ایک مبشر ہے۔ اور نواب صاحب کو یہ خواب لکھ دی اور لکھا کہ خدا کرے منذر پہلو پورا ہو جائے اور مبشر بعد میں ہو مگر جیسا کہ خواب میں دکھایا گیا تھا اسی طرح ہوا نواب صاحب خطوں میں لکھتے

رہے۔ کہ کام ٹھیک ہو رہا ہے مگر آخر نتیجہ امید کے خلاف نکلا اور وہ ناکام رہے خواب بعض دفعہ لفظاً پوری ہوتی ہے۔ چنانچہ نواب صاحب نے جو کچھ شروع میں اندازہ کیا تھا اس کے مطابق ان کے منہ سے یہ نکلا کہ الحمد للہ کام ٹھیک ہو رہا ہے مگر جو جسم اُن کا چھوٹا کیا گیا تھا اس کے مطابق وہ ناکام رہے۔ اس بارہ میں ایک خواب مجھے سال ہُوا۔ جبکہ نواب صاحب کا ارادہ کھڑے ہونے کا تھا بھی آئی تھی۔ غالباً وہ خواب شائع ہو چکی ہے مگر اُس میں بوجہ انذاری پہلو کے نام ظاہر نہ کیا تھا۔"

(الفضل ۹ر مارچ ۱۹۴۶ء ص کالم ۱-۲)

تعلیم الاسلام کالج کے نتائج کے متعلّق رؤیا

"مَیں نے شروع جولائی میں رؤیا میں دیکھا کہ کوئی شخص تعلیم الاسلام کالج[1] کے نتیجہ کا اعلان کر رہا ہے اور جو نتیجہ اس نے سنایا ہے اس کے لئے طبیعت میں افسوس پیدا ہُوا کہ جو امید تھی اس سے کم نتیجہ نکلا یہ رؤیا نتیجہ نکلنے سے کوئی پانچ چھ دن پہلے کی ہے مَیں نے ڈلہوزی میں یہ رؤیا دیکھی اور دیکھنے کے بعد میں بھول گیا اتفاقاً ایک دن میں اور دوسرے دوست سیر کر رہے تھے کہ ڈاکٹر عبدالاحد صاحب جو کالج کی سائنس کے شعبہ کے انچارج بھی ہیں ان دنوں ڈلہوزی آئے ہوئے تھے میری ان پر نظر پڑی اور معاً مجھے وہ خواب یاد آگئی اور مَیں نے ان سے کہا کہ مَیں نے ایسی ایسی خواب دیکھی ہے اور نتیجہ کے متعلق پوچھا کہ کب نکلنا ہے انہوں نے بتایا کہ کل نکلے گا پھر انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ غالباً آرٹ کا نتیجہ

---

[1] جماعت احمدیہ کا ایک مرکزی تعلیمی ادارہ جس میں مغربی علوم اور سائنس کے ساتھ اسلامی تعلیمات سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ (مرتب)

اچھا نہیں نکلے گا سائنس کے نتیجہ کے متعلق انہوں نے کہا کہ ستّر اسّی فیصدی کے قریب نکلے گا جب نتیجہ نکلا تو معلوم ہُوا کہ سائنس کا نتیجہ صرف ۴۱ فیصدی تھا اور آرٹ کا نتیجہ بھی ایسا اچھا نہیں نکلا مگر بہرحال سائنس کے نتیجہ سے اچھا تھا نتیجہ نکلنے کے بعد نہ صرف یہ خبر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تھی پوری ہوئی بلکہ اس کا یہ پہلو بھی ایک عجیب حکمت رکھتا ہے جو ماہرین تعبیر کے نزدیک خود خواب کی نسبت کم اہم نہیں ہوتا اور وہ یہ کہ پہلے مجھے خواب بھول گئی پھر ڈاکٹر عبدالاحد صاحب کو دیکھ کر جو سائنس کے انچارج تھے یاد آئی اور انہی سے میں نے یہ خواب بیان کی۔ یہ بھی خوابوں کا ایک پہلو ہوتا ہے کہ بعض دفعہ جس شخص کو دیکھ کر خواب یاد آئے وہ اس سے کسی رنگ میں تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ نتیجہ میں یہی ہُوا کہ سائنس جس کے متعلق خیال تھا کہ اس کا بہت اعلیٰ نتیجہ نکلے گا اس کا نتیجہ ہی خراب نکلا۔ اور امید سے بہت کم نکلا۔ خیال کیا جاتا تھا کہ اس سال ہمارے کالج کا لڑکا سائنس میں فسٹ یا سیکنڈ آئے گا۔ اور اسی طرح ایک دوسرا لڑکا بارھویں تیرھویں نمبر تک آجائے گا۔ لیکن جس کی نسبت یہ خیال تھا کہ فسٹ آئے گا وہ کہیں پیچھے رہا اور جس کی نسبت خیال تھا کہ وہ بارھویں یا تیرھویں نمبر پر آئے گا وہ تو بہت ہی نیچے چلا گیا"

(الفضل ۲۳ اگست ۱۹۴۶ء صفحہ ۱ کالم ۱-۲)

جماعت احمدیہ پر مستقبل قریب میں خطرناک حالات آنے کی پیشگوئی

(جولائی ۱۹۴۶ء کا ایک خطبہ) خطرات جو جماعت کے مستقبل کے متعلق مجھے نظر آ رہے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کا اظہار بھی مشکل ہے اور اُن کا اٹھانا بھی کسی انسان کی طاقت

میں نہیں محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے میں اس بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہوں۔ ورنہ کوئی انسان ایسا نہیں ہو سکتا جس کے کندھے اتنے مضبوط ہوں کہ وہ اس بوجھ کو سہار سکیں اور اُن تفکرات کا مقابلہ کر سکیں۔"

(الفضل ۲۱ر جولائی ۱۹۴۷ء صفحہ ۳ کالم ۲)

(مرتب) ہمیں خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جب مسجد اقصیٰ کے منبر سے یہ الفاظ فرمائے تو اکثر سننے والے . . . . ان اشاروں کو سمجھنے سے قاصر رہے کیونکہ اگلے ہی ماہ مسلمانوں کی جدید مملکت پاکستان مطلع سیاست پر ابھرنے والی تھی اور غلامی کی زنجیریں کٹنے والی تھیں اور اُن کی نگاہ میں قادیان کے بھارتی حدود میں شامل ہونے کا کوئی امکان نہ تھا لیکن اس کے بعد جب ریڈکلف ایوارڈ نے آئین وانصاف کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے قادیان اور اس کا ماحول پاکستان سے کاٹ کر ہندوستان میں شامل کر دیا اور ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کے انخلاء کے بعد قادیان پر لرزہ خیز حملہ ہوا اور وہ بالآخر نہایت بے بسی اور بے کسی کے عالم میں اپنا مرکز چھوڑ کر پاکستان میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہوئے تب وہ سمجھے کہ ہمارے محبوب آقا نے کتنی زبردست خبر ہمیں دی تھی۔

قادیان کے ہندوستان میں شامل ہونیکے متعلق الہام

حضرت امام جماعت احمدیہ نے وسط اگست ۱۹۴۷ء میں جبکہ ابھی ریڈکلف ایوارڈ کا فیصلہ نشر نہیں ہوا تھا ایک مجلس میں بتایا کہ:-

"آج عصر کے بعد مجھے الہام ہوا کہ:۔

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

اس الہام میں تبشیر کا پہلو بھی ہے اور انذار کا بھی۔ تفرقہ تو ایک رنگ میں پہلے ہو گیا ہے یعنی ہماری کچھ جماعتیں پاکستان کی طرف چلی گئی ہیں۔ اور کچھ ہندوستان کی طرف۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کے اکٹھا ہونے کی کوئی صورت پیدا کر دے اگر ہمارا قادیان ہندوستان کی طرف چلا جاوے تو اکثر جماعتیں ہم سے کٹ جاتی ہیں۔ کیونکہ ہماری جماعتوں کی اکثریت مغربی پنجاب میں ہے۔ اس لئے دوستوں کو اس معاملہ میں خاص طور پر دُعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔"

(الفضل ۱۸ راگست ۱۹۴۷ء صہ۲ کالم ۱)

(مرتب) اس الہام کے بعد ۱۷ راگست کو ریڈکلف ایوارڈ نے اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیا اور قادیان کی بستی بھارت کے علاقہ میں شامل کر دی گئی اور یہی الہام الٰہی کی تعبیر تھی جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جماعت کا عام رنگ میں دو مملکتوں میں بٹ جانا کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی کہ اس کی خبر دی جاتی یقیناً ان الفاظ میں قادیان کے بھارتی الحاق کی طرف اشارہ تھا جس سے جماعت کی مرکزی تنظیم خوفناک حد تک متاثر ہوئی اور مشرقی پنجاب کی احمدی جماعتوں کو دوسرے مسلمانوں کی طرح تارک وطن بن کر پاکستان آجانا پڑا۔

جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کی رہائی کے متعلق رؤیا

"میں نے دیکھا کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب

آئے ہیں اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے ہیں انہوں نے صرف قمیص پہنی ہوئی ہے تھوڑی دیر تک انہوں نے مجھ سے باتیں کیں اور پھر یہ نظارہ غائب ہو گیا۔

جو شخص قید میں ہو اس کے رہا ہونے کی دو ہی تعبیریں ہوتی ہیں۔ یا وفات اور یا پھر واقعہ میں رہا ہو جانا۔ گویا اس رؤیا کی ایک تعبیر تو اچھی ہے اور ایک منذر۔ دوستوں کو دعا کرنی چاہیئے کہ اس رؤیا کی اچھی تعبیر ظاہر ہو اور اللہ تعالےٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔"

(الفضل ۷؍اکتوبر ۱۹۴۷ء صٓ۳)

(مرتب) جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب جماعت احمدیہ کی ایک نامور شخصیت ہیں۔ آپ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں دفعہ ۳۰۲ کے تحت ۱۴ستمبر ۱۹۴۷ء کو نظر بند ہوئے اور کئی ماہ تک گورداسپور اور جالندھر کی جیل میں صبر آزما مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد اپریل ۱۹۴۸ء میں بین المملکتی معاہدہ کے مطابق جالندھر سے پاکستان منتقل ہوئے اور رہا کر دئے گئے۔

یاد رہے حضرت اقدس نے یہ خواب اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اُن ایام میں دیکھا جبکہ حضرت شاہ صاحب گورداسپور جیل میں اسیر تھے اور قادیان پر سخت حملہ ہو رہا تھا ایسے نازک وقت میں جبکہ قادیان کے باشندوں پر قیامت ٹوٹ رہی تھی اور صبح شام جان کے لالے پڑے ہوئے تھے قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے والے ایک شخص کی رہائی کی خبر دینا اور پھر چند ماہ بعد اس کا پورا ہو جانا کرامت نہیں تو اور کیا ہے ؟

میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم تاجر لائل پور کی وفات کے متعلق رؤیا

"میں نے دیکھا جبکہ میں کوئٹہ واپس آ چکا تھا کہ میاں محمد اسماعیل صاحب تاجر لائل پور مجھے ملے ہیں وہ نسبتاً کم عمر ہیں بلکہ ادھیڑ عمر سے بھی کم ہیں حالانکہ ان کی عمر اصل میں ستر، پچھتر سال کی تھی اور ان کے دائیں بائیں ان کے دو لڑکے کھڑے ہیں۔

میں نے دوسرے دن ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ڈویژنل آفیسر ریلوے کوئٹہ سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ محمد اسماعیل صاحب واقع میں آئے ہوئے ہیں اور ایک لڑکا بھی ان کے ساتھ ہے اور انہوں نے کہا کہ غالباً ایک اور لڑکا بھی آیا تھا جو واپس چلا گیا ہے مگر انہوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں۔ بیمار کو تندرست اور جوان دیکھنے کی تعبیر اکثر موت ہوتی ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔"

(الفضل ۱۹ ر دسمبر ۱۹۴۸ء صہ ۳ کالم ۳)

میجر محمود شہید کے مقدمۂ شہادت کے متعلق ایک رؤیا

"جب عزیزم میجر محمودؔ شہید ہوئے تو میں نے دیکھا جیسے ہمارے گھر کے پاس ایک مشتبہ شخص کو پکڑے ہوئے پولیس سوال کر رہی ہے اور شائد کچھ سختی بھی کر رہی ہے اور اس شخص کی آواز آ رہی ہے "قاضی" "قاضی" اور "رمضان" "رمضان" دوسرے دن پولیس کے کچھ افسر مجھے ملے جن میں سے دو کے نام سے پہلے قاضی آتا تھا تب میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا

کہ خدا تعالیٰ ہی رحم کرے شائد اس طرف اشارہ ہے کہ بعض پولیس کے افسر ہی اس کیس کو دبانے کی کوشش کریں گے اور اس طرح اس جرم میں شریک کار ہو جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہُوا اب تک اس کیس کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوئی اور نہ ہی سراغوں کا پیچھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

(الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۴۸ء صلا کالم ۱)

(مرتب) ڈاکٹر میجر محمود احمد ایک اعلیٰ فوجی افسر تھے جنہیں محض احمدی ہونے کی وجہ سے کوئٹہ میں ۳۰ راگست ۱۹۴۸ء کو شہید کر دیا گیا مرحوم کی درد انگیز شہادت پر اگرچہ پاکستانی پریس نے حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا کہ وہ قاتلوں کو جلد سے جلد کیفر کردار تک پہنچائے مگر افسوس یہ کیس ہمیشہ کے لئے داخل دفتر ہو گیا۔ چنانچہ فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ میں لکھا:

"مرزا بشیرالدین محمود احمد ۱۹۴۸ء کے موسم گرما میں بمقام کوئٹہ مقیم تھے ان کی موجودگی میں ایک نوجوان فوجی افسر میجر محمود جو احمدی تھا نہایت وحشیانہ طریقے سے قتل کر دیا گیا۔۔۔۔ ان کی نعش کے پوسٹ مارٹم معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جسم پر کُند اور تیز دھار والے ہتھیاروں سے لگائے ہوئے چھبیس ۲۶ زخم تھے۔۔۔۔ بے شمار عینی شاہدوں میں ایک بھی ایسا نہ نکلا جو ان "غازیوں" کی نشان دہی کر سکتا یا کرنے کا خواہشمند ہوتا جن سے یہ "بہادرانہ" فعل صادر ہُوا تھا لہذا اصل مجرم شناخت نہ کئے جا سکے اور مقدمہ بے سراغ ہی داخل دفتر کر دیا گیا۔" [1]

---

[1] ص۱۳-۱۴

سرگودہا کے ایک احمدی خاندان کے متعلق منذر رؤیا

"دسمبر (۱۹۵۱ء ناقل) کی بات ہے کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک احمدی زمیندار سرگودھا کے میرے سامنے آئے اور ساتھ ہی ان کے کوئی ان کے خاندان کا نوجوان بھی ہے وہ ان کا بیٹا ہے یا چھوٹا بھائی ہے خواب میں مَیں پورا امتیاز نہیں کر سکا اس کے بعد مَیں نے کچھ نظارہ دیکھا جو مجھے بھول گیا لیکن آنکھ کھلنے پر یہ اثر رہا کہ یہ خواب اس خاندان کے لئے منذر ہے۔

اس جلسہ پر جب سرگودہا کی جماعت ملاقات کر رہی تھی اور امیر ضلع سرگودہا اور ان کے ساتھ ان کے کچھ اور کارکن بیٹھے ہوئے مجھے جماعت کے افراد سے روشناس کرا رہے تھے تو ایک دوست جو مصافحہ کر کے گزرے تو ان کے کچھ دُور آگے چلے جانے کے بعد مجھے یاد آیا کہ انہی کے خاندان کے متعلق میری یہ رؤیا تھی اس پر مَیں نے مرزا عبدالحق امیر جماعت سرگودہا (مرزا عبدالحق امیر جماعت صوبہ پنجاب بھی ہیں مگر اس وقت بحیثیت امیر جماعت ضلع سرگودہا بیٹھے ہوئے تھے) سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے ان کا نام کیا بتایا ہے۔ کیا آپ نے ان کا نام چوہدری ہدایت اللہ بتایا ہے انہوں نے کہا ہاں یہی تھا۔ مَیں نے ان کو کہا کہ مَیں نے ان کے فلاں بھائی کے متعلق ایک رؤیا دیکھی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا بیٹا یا کوئی چھوٹا بھائی کھڑا ہے اور وہ نظارہ تو مجھے بھول گیا ہے مگر مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ رؤیا ان دونوں کے متعلق منذر ہے اس لئے آپ ان کو کہہ دیں کہ وہ کچھ صدقہ کر دیں۔ شائد اس طرح وہ ابتلا ٹل جائے۔ دوسرے دن شام کے قریب سیالکوٹ کی جماعت کی ملاقات ہو رہی تھی تو چوہدری غلام محمد صاحب پوہلہ امیر جماعت حلقہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کل کوئی خواب مرزا عبدالحق صاحب کو

سنائی تھی مَیں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا وہ پوری ہو گئی ہے اور آج ہی ایک واقعہ چوہدری ہدایت اللہ صاحب کے بھائی اور بھتیجے سے ایسا پیش آیا ہے جس سے وہ خاندان سخت ابتلا میں پڑ گیا ہے۔ ان کو پورا واقعہ یاد نہیں تھا۔ دوسرے دن یعنی جلسہ کے آخری دن جمعہ کو مرزا عبدالحق صاحب نے مجھے بتایا کہ مَیں نے چوہدری ہدایت اللہ صاحب کو بلا کر آپ کی خواب بھی سُنا دی اور کہہ دیا کہ اس کے متعلق آپ لوگ کچھ صدقہ کر دیں انہوں نے اسی وقت ایک آدمی اپنے بھائی کی طرف دوڑایا کہ تم کوئی بکرا ذبح کر دو۔ شائد کہ اس خواب کے اثر سے بچ جاؤ جب وہ شخص ان کو خبر دینے کیلئے پہنچا تو ایک ایسا واقعہ ہُوا (چونکہ مقدمہ عدالت میں ہے اس لئے تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں) جس کی وجہ سے چوہدری ہدایت اللہ صاحب کے وہ بھائی بھی اور ان کا بیٹا بھی ایک سنگین جرم میں ماخوذ ہو گئے جس جرم کا الزام ایک ایسے واقعہ کی بنا پر لگایا گیا جو اس خواب کے سنائے جانے کے سولہ سترہ گھنٹہ بعد ظہور میں آیا۔ اس طرح چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر اس رؤیا کا ایسی شان سے پورا ہونا ان لوگوں کے ایمان کی بہت بڑی زیادتی کا موجب ہُوا جنہوں نے وہ رؤیا مجھ سے سُنی تھی یا مجھ سے سننے والوں سے سُنی تھی۔

(الفضل ۲۷ جنوری ۱۹۵۲ء صہ کالم ۲)

خدائی نصرت و تائید کے متعلق حیرت انگیز پیشگوئی

۱۹۴۷ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک پاکستان کی حمایت دیکھ کر بعض غیر مسلم اخباروں نے لکھا کہ احمدی اس وقت تو پاکستان کی پُرزور تائید

کررہے ہیں مگر انہیں یاد نہیں رہا کہ افغانستان کی اسلامی مملکت نے کس طرح احمدیوں کو احمدیت کے جرم میں سنگسار کروا دیا تھا۔ جب حضور کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچی تو حضور نے اس طعن آمیز پراپیگنڈہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے نہایت پُرشوکت لہجہ میں فرمایا :-

"اگر ہم انصاف کا پہلو اختیار کریں گے اور اِس کے باوجود ہم پر ظلم کیا جائے گا تو ظالموں کا وہی حشر کرے گا جو امان اللہ کا ہُوا تھا۔ اگر ہم پہلے خدا پر یقین رکھتے تھے تو کیا اب چھوڑ دیں گے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے۔ وہ انصاف کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور ظالموں کو سزا دیتا ہے وہ اب بھی اسی طرح کرے گا جس طرح اس سے پیشتر وہ ہر موقعہ پر ہماری نصرت اور اعانت فرماتا رہا۔ اس کی پکڑ اس کی گرفت اور اس کی بطش اب بھی شدید ہے جس طرح کہ پہلے شدید تھی۔ کیا اب ہم نعوذ باللہ یہ سمجھ لیں گے کہ ہمارے انصاف پر قائم ہو جانے سے وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دیگا ہرگز نہیں۔

یہ احمدیت کا پودا کوئی معمولی پودا نہیں یہ اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور وہ خود اس کی حفاظت کرے گا اور مخالف حالات کے باوجود کرے گا دشمن پہلے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے مگر یہ پودا ان کی حسرت بھری نگاہوں کے سامنے بڑھتا رہا تاریکی کے فرزندوں نے پہلے بھی حق کو دبانے کی کوشش کی مگر حق ہمیشہ ہی اُبھرتا رہا اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح ہوگا یہ چراغ وہ نہیں جسے دشمن کی پھونکیں بجھا سکیں یہ درخت وہ نہیں جسے عداوت کی آندھیاں اکھاڑ سکیں۔ مخالف ہوائیں چلینگی طوفان آئیں گے مخالفت کا

له سابق شہنشاہ افغانستان جو نہایت گمنامی کی حالت میں ان دنوں اٹلی میں اپنی زندگی کے آخری دن بسر کر رہے ہیں (مرتب)

سمندر ٹھاٹھیں مارے گا اور لہریں اُچھالے گا مگر یہ جہاز جس کا ناخدا خود خدا ہے پار لگ کر ہی رہے گا۔" (الفضل ۱۲ رمئی ۱۹۴۷ء ص ۵)

(مرتب) حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ پیشگوئی کس شان سے ۱۹۵۳ء میں پوری ہوئی۔ اس کے متعلق ہمیں یہاں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں باب دوم میں ہم پاکستان اور جماعت احمدیہ کے خلاف منظم شورش کا پوری تفصیل سے ذکر کر آئے ہیں۔

سنہالیز زبان کی ترقی اور اس میں احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کے بارہ میں ایک عظیم الشان خبر

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی تحریر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اور اس میں یہ ذکر ہے کہ ہمارے سلسلہ کا لٹریچر سنہالیز زبان میں بھی شائع ہونا شروع ہو گیا ہے اور اس کے نتائج اچھے نکلیں گے۔ میں خواب میں کہتا ہوں کہ سنگھالیز زبان تو ہے یہ سنہالیز کیوں لکھا ہے پھر میں سوچتا ہوں کہ سنہالیز زبان کونسی ہے تو میرا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ شائد یہ ملائی زبان کی کوئی قسم ہے اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

عجیب بات یہ ہے کہ دوسرے ہی دن سیلون کے کسی نوجوان کا خط آیا کہ ہمارے ملک میں جو مبلغ آتے ہیں وہ انگریزی دان ہونے چاہئیں کیونکہ یہاں انگریزی کا زیادہ رواج ہے حتیٰ کہ گو نام کے طور پر ہماری زبان سنگھالی کہلاتی ہے لیکن درحقیقت انگریزی زبان کو سمجھنے والے زیادہ لوگ ہیں اور ہمارے مبلغ

سنگھالی سیکھ کر آتے ہیں انگریزی اچھی نہیں جانتے اور اسی زبان میں لٹریچر شائع ہوتا ہے میں نے سمجھ لیا کہ وہی خواب والا مضمون اس میں آیا ہے چنانچہ میں نے ان کو لکھا کہ اب انگریزی کی وسعت کو آپ ختم سمجھئے سنگھالی ترقی کریگی اور اسی میں ہمارا لٹریچر مفید ہوگا۔ کیونکہ یہی مجھے آج رؤیا میں بتایا گیا ہے اور آپ کے خط نے وہ مضمون میرے سامنے کر دیا ہے"

(الفضل ۲۴ دسمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲ خواب ۱)

(مرتب) اگر قلب و نظر میں بصیرت کی روشنی ہو تو تنہا یہ ایک رؤیا ہی اللہ تعالےٰ کی حقانیت اسلام کے دین حق ہونے اور حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منجانب اللہ ہونے کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے کیونکہ ان میں تین اہم خبریں دی گئی ہیں اور یہ تینوں خبریں نہایت شاندار رنگ میں پوری ہو چکی ہیں۔

اوّل:۔ بتایا گیا تھا کہ سنہالیز زبان کو عروج و اقتدار حاصل ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے چار سال بعد سیلون کی نئی برسرِ اقتدار حکومت نے ملک کی نہائی آبادی کے شدید احتجاج کو ٹھکراتے ہوئے ملک کی واحد سرکاری زبان سنہالیز کو قرار دے دیا یہ غیر متوقع انقلاب یقیناً خدائی تصرف کا نتیجہ تھا۔

دوم۔ بتایا گیا تھا کہ سنہالیز زبان میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر شائع ہونا شروع ہوگیا۔ یہ پہلو بھی غیر معمولی رنگ میں پورا ہوا۔ جب یہ خبر دی گئی اس وقت خود حضرت امام جماعت اس زبان کا صحیح تلفظ بھی نہ جانتے تھے اور افراد جماعت میں کوئی ایک شخص بھی اس زبان سے آشنا نہیں تھا۔ بایں ہمہ خدا تعالیٰ نے

جماعت احمدیہ کو ہی یہ اولیت بخشی کہ وہ سنہالیز میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا آغاز کرے سو خدا کے فضل سے چند سالوں کے اندر اندر "سیرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مؤلفہ حضرت امام جماعت احمدیہ) سورہ فاتحہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی شہرۂ آفاق تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے تراجم سنہالیز میں شائع ہو چکے ہیں۔ سورہ یٰسین اور چہل حدیث کے تراجم بھی طبع ہو چکے ہیں قرآن مجید کا اس زبان میں ترجمہ زیر نظر ہے۔

علاوہ ازیں ایک سنہلیز اخبار "دو نیا" جنوری ۱۹۵۵ء سے جاری ہے غرضکہ ملک میں سنہلیز لٹریچر کی اشاعت کا باقاعدہ ایک مستقل ادارہ قائم ہو چکا ہے۔ اس ادارہ کی بنیاد کا سہرا مبلغ سیلون مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر کے سر ہے اور اسکی مالی ذمہ داری سیلون کے مخلص فرد جناب ڈاکٹر سلیمان صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے اُٹھا رکھی ہے فجزاہم اللہ احسن الجزاء

سوم :۔ حضرت کو خبر دی گئی تھی کہ جماعت کا سنہالیز لٹریچر بہت مقبول ہو گا۔ سو خدا کے فضل سے سیلون کے ہر طبقہ میں ہمارے شائع شدہ اسلامی لٹریچر کو خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ خصوصاً ترجمہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی اشاعت نے تو ملک بھر میں تہلکہ ہی مچا دیا۔ اس شہرۂ آفاق کتاب کے ترجمہ کی اشاعت پر سیلون احمدیہ مشن ہاؤس میں ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی جس میں وزیر حکومت کے علاوہ ممبر آف پارلیمنٹ مسلمانوں کے عظیم لیڈر اور دیگر معززین ملک بھاری تعداد میں شریک ہوئے اور جماعت احمدیہ کے اس دینی کارنامہ کی دل کھول کر داد دی اور اقرار کیا کہ جماعت احمدیہ اور اس کے مبلغین نے یہ کام سرانجام دے کر ملک کی اہم خدمت سرانجام دی ہے اور اسلامی تعلیم کو پھیلانے اور اسلام کی ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں وزیر اعظم

سیلون نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا:۔

بدھسٹ اور سنہلیز ہونے کے لحاظ سے میں اس کتاب "ISLAM DHARMAYA" کے لئے مختصر پیغام بھیجنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ اس ملک کی تاریخ کے اس اہم دور میں سنہلی زبان میں اسلامی کتاب کا شائع ہونا باعثِ اطمینان ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے تعلقات بڑھیں گے یہ کتاب جو عام فہم زبان میں تیار کی گئی ہے یقیناً سنہلی زبان میں اسلامی لٹریچر کی ضرورت کو پورا کرنے والی ہوگی اور مجھے امید ہے کہ یہ بہت سے لوگوں تک پہنچے گی۔

کتاب کے مترجم مسٹر پی۔ انچ۔ ویدیگے نے اپنے خطاب میں مختصراً بتایا کہ جب وہ ترجمہ کر رہے تھے تو کئی غیر مسلموں نے ان کی شدید مخالفت کی مگر انہوں نے اس قومی اور مذہبی خدمت کو تکمیل تک پہنچانا ضروری سمجھا۔ اور اس کتاب کے مطالعہ کے بعد انہیں اس سے عقیدت ہوگئی جس کی وجہ سے اس کا ترجمہ بہت کم وقت میں ختم ہوا۔

اسی طرح سیلون ریڈیو سے بھی مسلسل کئی ایام تک جماعت احمدیہ کی اس عظیم الشان خدمت کے عام چرچے رہے حالانکہ چند دن قبل اس پر جماعت احمدیہ کے خلاف زبردست پراپیگنڈہ جاری تھا۔

بہرصورت جس پہلو سے بھی دیکھا جائے خدا کی بتائی ہوئی خبر غیر معمولی اور خارق عادت رنگ میں منصہ شہود پر ظاہر ہوئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

جماعت احمدیہ کے ہاتھوں عیسائی مشنوں کے ناکام رہنے کی عظیم الشان پیشگوئی

(حضرت امام جماعت احمدیہ کی سنہ ۱۹۲۰؍۱۹۲۱ء کی ایک رؤیا:)

میں نے دیکھا کہ میں لنڈن میں ہوں اور ایک ایسے جلسہ میں ہوں جس میں پارلیمنٹ کے بڑے بڑے ممبر اور نواب اور وزراء اور دوسرے بڑے آدمی ہیں۔ ایک دعوتی قسم کا جلسہ ہے اس میں میں بھی شامل ہوں مسٹر لائڈ جارج سابق وزیر اعظم اس میں تقریر کر رہے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے ان کی حالت بدل گئی۔ اور انہوں نے ہال میں ٹہلنا شروع کر دیا اور ایسی گھبراہٹ ان کی حرکات سے ظاہر ہوئی کہ سب لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کو جنون ہو گیا ہے سب لوگ قطاریں باندھ کر کھڑے ہو گئے ہیں اور وہ جلد جلد اِدھر اُدھر ٹہلتے ہیں۔ اتنے میں لارڈ کرزن صاحب نے آگے بڑھ کر ان کے کان میں کچھ کہا اور وہ ٹھہر گئے اور آہستہ سے لارڈ کرزن صاحب کو کچھ کہا انہوں نے باقی لوگوں سے جو اُن کے گرد تھے وہی بات کہی اور سب لوگ دوڑ کر ہال کے دروازے کی طرف چلے گئے اور باہر سڑک کی مشرقی جانب جھانکنا شروع کیا۔ ان کے اس طریق پر مجھے اور بھی حیرت ہوئی قاضی عبداللہ صاحب میرے پاس کھڑے ہیں۔

میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور یہ لوگ دروازے کی طرف کیوں دوڑے اور کیا دیکھتے ہیں۔ قاضی صاحب نے مجھے جواب دیا کہ مسٹر لائڈ جارج نے لارڈ کرزن سے یہ کہا ہے کہ میں پاگل نہیں ہوں بلکہ میں اس وجہ سے ٹہل

رہا ہوں کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے اور وہ ہٹتے ہٹتے اس جگہ کے قریب آگیا ہے۔ اور یہ لوگ اس بات کو سن کر دروازے کی طرف اس لئے دوڑے تھے کہ تا دیکھیں کہ لڑائی کا کیا حال ہے جب میں نے یہ بات ان سے سُنی تو میں دل میں کہتا ہوں کہ ان کو اس قدر گھبراہٹ ہے۔ اگر ان کو معلوم ہو کہ میں خود ان کے اندر موجود ہوں تو یہ مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کریں گے یہ خیال کر کے میں بھی دروازے کی طرف اسی طرح بڑھا جس طرح وہ لوگ دیکھنے کے لئے گئے تھے اور وہاں سے خاموشی سے سڑک کی طرف نکل گیا۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔"

(اخبار الفضل مورخہ ۲۴ر جون ۱۹۲۴ء ص۵ کالم ۱-۲)

(مرتب) جماعت احمدیہ کے مقابل عیسائی مشنوں کے پسپا ہونے کی یہ خبر آج سے چھتیس سال قبل کی ہے جبکہ بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے صرف گنتی کے چند مشن موجود تھے یا ابھی نئے نئے قائم ہوئے تھے اور غیر ملکی دنیا میں جماعت احمدیہ کی کوئی آواز نہ تھی اس کے برعکس کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے مشن پوری دنیا پر چھائے ہوئے تھے اور عیسائیت کے حلقہ اثر و اقتدار میں ہر لحظہ اضافہ ہو رہا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا دنیا کی تمام عیسائی حکومتیں پشت پناہ تھیں اور مسیحیت کی تبلیغ و اشاعت پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا تھا۔ تثلیث کی جنگ لڑنے والی ان عالمگیر مسیحی افواج کے برعکس توحید کے پرستار ہر طرح بے دست وپا تھے۔ اُن کی حکومتیں سسک رہی تھیں اور ترکی جس پر پورے عالم اسلام کو ناز تھا خود اتحادیوں کے ہاتھوں حصے بخرے ہو چکا تھا اور مسلمانوں کی واحد تبلیغی جماعت — جماعت احمدیہ کو اپنے ملک میں بھی کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی

اور اس کے جو چند ایک مشن بیرونِ ہند میں تھے وہ بھی انتہا درجہ کی ابتدائی حالت میں تھے۔ ایسے ناموافق بلکہ سراسر مخالف حالات میں کون کہہ سکتا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں قادیان ایسی گمنام بستی سے دین خدا کے وہ جانباز سپاہی نکلیں گے جو عیسائیت کے نظام تبلیغ واشاعت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور اس کے منادپسپا ہونے پر بھی مجبور ہونگے اور اپنی ہزیمت وشکست کا اقرار کرنے پر بھی ——————— مادیت پرست خدائی پیشگوئی کے اس اعلان کو دیوانوں کی بڑ قرار دے کر مسکرا دیئے اور غرور کے عالم میں اپنی کوششوں کو تیز سے تیز کر دیا مگر خدائی تقدیروں کو بدلنا دنیا کی کسی بڑی سی بڑی قوت کی بساط میں نہیں چنانچہ آج دولت و ثروت اور اقتدار کی بے پناہ قوتوں کے باوجود آج تک کئی مقامات پر عیسائی مشن مبلغین احمدیت کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بند ہو چکے ہیں اور قائم شدہ مشنوں میں بھی انتشار وتشتت کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں اور بعض جگہ تو وہ اپنی شکست کا کھلے بندوں اقرار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ کتاب کی ضخامت کے پیش نظر سینکڑوں اقتباسات میں سے مسیحی دنیا کے صرف چند تاثرات ذیل میں درج کرتا ہوں۔ قارئین ان کا ایک ایک لفظ پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی چھتیس سالہ رؤیا کا عملی ظہور کس حیرت انگیز رنگ میں ہوا ہے۔

۱۔ امریکہ کا مشہور بین الاقوامی حیثیت رکھنے والا مقتدر اور با اثر رسالہ لائف ۸ راگست ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"حال ہی میں کچھ عرصہ قبل دنیا میں تبلیغ اسلام کی کوئی منظم تحریک موجود نہ تھی.... لیکن موجودہ زمانے میں اب مسلمانوں کے اندر ایسے آثار ظاہر ہوئے ہیں کہ جن سے ایک خاص رجحان کی نشان دہی ہوتی ہے اور وہ رجحان یہ ہے

کہ مسلمانوں نے بھی اب عیسائیوں کی تبلیغی تنظیم اور اُن کے فنکارانہ اسلوب میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے ...

ان میں سب سے زیادہ پیش پیش ایک نیا فرقہ ہے جو جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے اس کا صدر مقام پاکستان میں ہے اور یورپ افریقہ امریکہ اور مشرقی ممالک میں اس کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں ......
قادیانی جماعت کا جس نے افریقہ کو خاص طور پر اپنی توجہ اور جدوجہد کا مرکز بنا رکھا ہے دعویٰ ہے کہ وہ اب تک وہاں ساٹھ ہزار حبشی باشندوں کو اسلام میں داخل کر چکی ہے... بعض علاقوں میں جہاں عیسائی مشنری اور مسلمان مبلغ آجکل ایک دوسرے کے بالمقابل اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف ہیں حالت یہ ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والے ایک شخص کے مقابلے میں دس حبشی اسلام قبول کرتے ہیں۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مغربی افریقہ میں اب اسلام کو واضح طور پر حبشیوں کا مذہب قرار دیا جاتا ہے جبکہ عیسائیت وہاں صرف سفید فام لوگوں کا مذہب بنکر رہ گئی ہے۔"

۲- نائیجیریا کا مشہور روزنامہ ٹائمز اپنی ۲۳ فروری ۵۵ء کی اشاعت میں "بشپ کا کلیسا کو اسلام کے خلاف زبردست انتباہ" کے عنوان سے رقمطراز ہے :-

"Bishop A.B. Akinyele, who is Incharge Ibadan Diocese, has warned the Anglican churches in his diocese against allowing the religion of Islam to appear as the true fulfilment of African religion. The Bishop was delivering his annual charge to the third session of the first Synod of the Anglican Churches of the Ibadan Diocese which has just ended here...

He said that Islam was making a strong bid to be regarded as the recognised religion of West Africa and that He had heard from more than one of the Diocese in the provinces that Islam was making great advance".

۳۔ نائیجیریا کے چوٹی کے اخبار Herald کا افتتاحیہ ۔ ۱

"If past attempts at reform have misfired, what of the ocular demonstration the changed position of our Muslim countrymen. They were the most backward community up to some thirty years ago, but since the Ahmadis started their progressive campaign wonderful changes have been wrought among them".

19 Aug. 1955

۴ ایک عیسائی مبصر اور سیرالیون امریکن مشن کے پادری مسٹر ویوڑدگار سیرالیون میں عیسائی مشنوں کی کس مپرسی کا مندرجہ ذیل الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہیں۔

" پورٹ لوکو میں انگریزی چرچ کے پیرو بہت کم ہیں حالانکہ یہ چرچ اس علاقہ میں بیسیوں سال سے کام کر رہا ہے اور امریکن مشن نے بھی لوگوں کو عیسائی بنانے کی بے حد کوشش کی ہے مگر جب ہم اس مشن کا معائنہ کرنے کے لئے گئے تو ہم نے دیکھا کہ یہ مشن اپنا کاروبار بند کر رہا تھا.... اسلام کی شریعت بہت اعلیٰ اخلاقی اصولوں پر مبنی ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مسیحیت اس کے مقابلہ پر شکست کھانے کے باوجود لڑتی رہے لڑائی ابھی تک جاری ہے لیکن حال میں احمدیہ تحریک کی طرف سے جو کمک اسلام کو پہنچی ہے اور جو رد کو پر کے علاقہ میں کافی مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے۔ وہ اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ شہر کابیہ میں امریکن مشن کا بند ہو جانا بھی اسی کشمکش کا نتیجہ ہے"۔

۵۔ چرچ مشنری سوسائٹی کے جنرل سکرٹری کا اقرار :۔

" اب کلیسا کو فتح نصیب لشکر یا نوآبادیاتی قوت سے تشبیہ دینے کی بجائے ایک ایسی مدافعانہ تحریک سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے جو دشمن کے علاقہ میں اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہو"

The Christran attiude to other religions By Mr. E C. Dewich

باب چہارم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشوف و الہامات جو غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے ذریعہ سے پورے ہوئے

آریہ سماج لاہور کے مقابل کامیابی کی خبر

فرمایا:۔ "رات میں نے ایک رؤیا دیکھی ہے اور اس کا سلسلہ قریباً ساری رات ہی قائم رہا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وفد گاڑی سے رہ گیا ۔ میں حیران ہوتا ہوں اور کہتا ہوں کہ وفد ۲۱ نومبر ۱۹۲۱ء دوپہر کو گیا ہے پھر کیسے گاڑی سے رہ گیا۔ اس سے بہت پریشانی سی معلوم ہوئی چونکہ میاں عبدالسلام (بن حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ) بھی ساتھ ہے وہ سامنے آتا ہے جب یہ نظارہ دیکھتا ہوں تو آخر میں زور سے کہتا ہوں۔ "سلام" اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے کہیں خدانخواستہ آپس ہی میں کوئی اختلاف نہ ہو گیا ہو مگر انجام خیر ہی ہے"۔ اس کے بعد شیخ صاحب (نواب دین صاحب افسر ڈاک ناقل) نے ڈاک کے خطوط پیش کرنے شروع کئے کوئی دس پندرہ خطوط کا جواب لکھوایا جا چکا تھا کہ لاہور سے ایک صاحب آئے اور انہوں نے وہاں کے حالات کے متعلق ایک تحریر حضور خلیفۃ المسیح میں پیش کی اور کہا آریوں نے تمام مسلّمہ فریقین شرائط کو توڑ دیا اور ان کے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ شیخ نواب الدین صاحب کہاں ہیں جنہوں نے شرائط طے کی تھیں آخر بڑی ردو کد کے بعد جب معلوم ہوا کہ آریہ صاحبان مسلّمہ اور فیصل کردہ نمائندگان جانبین کی شرائط کو ماننے سے صاف منکر ہیں تو ہماری طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ جن شرائط پر بھی آریہ صاحبان بحث کرنا چاہیں ہم بحث کریں گے۔ پہلی بحث ہوئی جس میں تمام مسلمانوں نے بڑے اللہ اکبر کے نعرے لگائے"

(اخبار الفضل مورخہ ۵ جنوری ۱۹۲۲ء صہ۹ کالم ۱ ۔ ۲)

(مرتب) یہ رؤیا آریہ سماج لاہور سے جماعت احمدیہ کے ایک مباحثہ سے تعلق

رکھتی ہے جو لاہور میں نومبر ۱۹۲۱ء کے آخری ہفتہ میں ہُوا۔ اگرچہ آریوں نے طے شدہ شرائط پر جھگڑا پیدا کر کے یہ کوشش کی کہ مناظرہ رُک جائے لیکن مبلغین سلسلہ نے اُن کی نئے سرے سے پیش کی ہوئی شرائط کو منظور کر لیا اور میدانِ مناظرہ میں نمایاں فتح حاصل کی۔

کانوائے پر حملہ کی خبر

۱۹۴۷ء میں جب قادیان کی آبادی محصور ہو گئی تو حضرت امام جماعت احمدیہ کی جدّوجہد سے پاکستان سے سینکڑوں ٹرک بھجوائے گئے تا مسلمان باشندوں کو پاکستان منتقل کر دیں اس سلسلہ میں اکتوبر کے ابتدائی ہفتہ میں بھی ۳۲ ٹرکوں پر مشتمل ایک کانوائے بھجوایا گیا جسے قادیان سے ۱۱میل کے فاصلہ پر بٹالہ شہر میں روک لیا گیا اور اس پر گولیوں کی بارش ہوئی جس سے متعدد پناہ گزین شہید اور بے شمار مجروح ہوئے۔

ایک رؤیا میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو بھی اس حملہ کی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"آج[1] صبح مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میاں بشیر احمد صاحب آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ بٹالہ کے پاس ان ٹرکوں پر جو آئے تھے حملہ ہُوا ہے وہاں سے آدمی آیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ وہ کپڑے مانگتے ہیں اور شائد چار سو کے قریب کپڑے تھے۔"

تھوڑی ہی دیر میں اس رؤیا کی تصدیق ہو گئی اور خبر آئی کہ بٹالہ میں ٹرکوں پر حملہ ہو گیا ہے اور وہاں سو آدمی سے زیادہ مارا گیا ہے کچھ ٹرکوں

---

[1] ۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء

ہیں اور کچھ ٹرکوں پر چڑھنے کی کوشش میں۔"

(الفضل ۷؍ اکتوبر ۱۹۴۷ء ص۳)

پاکستان کے ایک سابق گورنر کی مخالفت کے متعلق رؤیا

"اُنہی ایام میں مَیں نے دیکھا کہ پاکستان کے ایک صوبہ کے گورنر میرے گھر آئے ہیں اگر تعبیر نام سے لی جائے تو پھر تو خیر مبارک ہے لیکن اگر ظاہر سے تعبیر لی جائے تو علم تعبیر الرؤیا کے مطابق ایک غیر اور صاحب اقتدار شخص جب کسی کے گھر پر آئے تو اس کی دو نوں تعبیریں ہوتی ہیں یعنی یا اس سے کوئی بڑا خیر ملتا ہے اور یا کسی شر کا وہ موجب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اس رؤیا کے کوئی مہینہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ صاحب جن کو مَیں نے اپنے گھر پر آتے دیکھا تھا انہوں نے کسی موقعہ پر احمدیت کے خلاف بعض ناواجب کلمات کہے اور اس طرح وہ رؤیا انہوں نے پوری کر دی۔

(الفضل ۲۳؍ نومبر ۱۹۵۰ء)

پاکستان ایسے جمہوری ملک میں کسی صوبہ کے گورنر کو کھلے طور پر فرقہ وارانہ مباحث میں حصہ لینا ایک عجیب سا امر معلوم ہوتا تھا جو غیر معمولی طور پر وقوع آ گیا۔

مولوی ظفر علی خاں صاحب کے متعلق ایک رؤیا

"۱۵؍ اکتوبر کی رات کو مَیں نے دیکھا کہ میں گویا کسی پہاڑ پر ہوں اور وہاں مولوی ظفر علی صاحب اور مولوی اختر علی صاحب بھی ہیں انہوں نے بھی وہاں پر

کوئی مکان کرایہ پر لیا ہوا ہے اور مولوی اختر علی صاحب نے میری دعوت کی ہے۔ کچھ اور لوگوں کی بھی انہوں نے دعوت کی ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ایسے شدید دشمن کا دعوت کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ مگر میں نے دعوت قبول کرلی۔ اور اُن کے گھر پر چلا گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک کرسی پر مولوی ظفر علی صاحب بیٹھے ہیں لیکن کمزور معلوم ہوتے ہیں اور بڑھاپے کے شدید آثار اُن پر ظاہر ہیں۔ دونوں باپ بیٹا مجھ سے ملے اور پھر انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہمارا مکان چھوٹا ہے اگر آپ کہیں تو آپ کی کوٹھی میں ہی دعوت ہو جائے۔ میں نے خوشی سے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ میں بھی اور دوسرے مہمان بھی اور مولوی ظفر علی صاحب بھی اور مولوی اختر علی صاحب ہماری کوٹھی پر آگئے۔ وہاں ایک بڑا کمرہ ہے اس میں سارے بیٹھ گئے کہ یہیں کھانا کھایا جائے گا۔ اس کے بعد میں نہیں کہہ سکتا کہ میری آنکھ کھل گئی یا بعد کا نظارہ مجھے یاد نہیں رہا۔ بہرحال خواب اسی حد تک مجھے یاد ہے۔"

(الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء صہ ۵ کالم ۳-۴)

(مرتب) مولوی ظفر علی صاحب جن کا انتقال دو ایک سال پیشتر ہوا ہے برصغیر ہندو پاکستان کے مشہور صحافی ادیب طناز اور نغز گو شاعر تھے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت بڑے مداح تھے بلکہ خود آپ بھی اوائل میں احمدیت کی اسلامی خدمات کے معترف تھے۔ لیکن ۳۰-۱۹۲۹ء میں آپ نے بعض ...... مصلحتوں کی بناء پر جماعت احمدیہ کے خلاف ..... محاذ قائم کر لیا اور پھر جب تک با ہوش وحواس رہے احمدیت کی مخالفت کو فرض اوّلین سمجھتے رہے۔

وفات کے چند ماہ پیشتر آپ جب مری میں اپنی زندگی کے آخری دن گذار

رہے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو تبدیلی آب وہوا کی غرض سے طبّی مشورہ کے تحت کئی ماہ وہاں مقیم رہنا پڑا۔ دورانِ قیام میں حضرت نے یہ دیکھکر کہ مولوی ظفر علی صاحب سخت کس مپرسی کے عالم میں ہیں اُن کے علاج معالجہ کے لئے اپنے ایک خصوصی ڈاکٹر کو مقرر فرمادیا اور ادویہ اور انجکشن کے اخراجات اپنی گرہ سے ادا کئے۔ اس طرح ۱۹۵۱ءکا خواب ۱۹۵۶ء میں پوری شان سے پُورا ہُوا۔

وہ لوگ جنہیں ان ایام میں یہ نظارہ دیکھنے کا موقعہ ملا ہے شہادت دیتے ہیں کہ حضور کو خواب میں مولوی ظفر علی صاحب کی ہیئت کذائی بلکہ مکان تک کا جو نقشہ بتایا گیا تھا انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ ترین تفاوت کے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور بعد کو جب حضرت کی رؤیا کے الفاظ پڑھے تو بے حد تعجب ہُوا۔ [1]

---

[1] مرتب بھی اس خواب کے پورا ہونے کا عینی گواہ ہے۔

باب پنجم

جماعت احمدیہ کے بعض اندرونی اور بیرونی ابتلاؤں کے متعلق آسمانی انکشافات

باب پنجم

جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم وغیرہ کے متعلق رؤیا اور الہامات

پہلی خبر "صبح کے قریب میں نے دیکھا کہ ایک بڑا محل ہے اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں۔ اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں۔ تو ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے اور اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں. (اللہ رحم کرے) اور بعض کچی اینٹیں پکّی کی جائیں۔ اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں تا اس مکان کو بڑھایا جاوے اور وسیع کیا جائے۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا۔"

(رسالہ تشحیذ الاذہان ماہ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۶۱)

اس رؤیا کے مطابق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء ۱۹۱۴ء میں کھلم کھلا جماعت احمدیہ سے الگ ہو گئے۔

دوسری خبر "۸ مارچ ۱۹۰۷ء کی بات ہے کہ رات کے وقت رؤیا میں مجھے ایک کاپی الہاموں کی دکھائی گئی اس کی نسبت کسی نے کہا کہ یہ حضرت صاحب کے الہاموں کی کاپی ہے اور اس میں موٹا لکھا ہوا ہے عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ

تَکُمْ۔ یعنی کچھ بعید نہیں کہ تم ایک بات کو ناپسند کرو۔ لیکن وہ تمہارے لئے خیر کا موجب ہو۔

اس کے بعد نظارہ بدل گیا اور دیکھا کہ ایک مسجد ہے اس کے متولی کے برخلاف لوگوں نے ہنگامہ کیا ہے اور میں ہنگامہ کرنے والوں میں سے ایک شخص کے ساتھ باتیں کرتا ہوں باتیں کرتے کرتے اس سے بھاگ کر الگ ہو گیا ہوں اور یہ کہا کہ اگر میں تمہارے ساتھ ملوں گا تو مجھ سے شہزادہ خفا ہو جائے گا۔

اتنے میں ایک شخص سفید رنگ آیا ہے اور اس نے مجھے کہا کہ مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے تین درجے ہیں ایک وہ جو صرف نماز پڑھ لیں۔ یہ لوگ بھی اچھے ہیں۔

دوسرے وہ جو مسجد کی انجمن میں داخل ہو جائیں۔ تیسرا متولی۔ اس کے ساتھ ایک اور خواب بھی دیکھی۔ لیکن اس کے یہاں بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان دونوں رؤیا پر اگر کوئی شخص غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے بھی ایک سال اور چند ماہ پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس فتنہ خلافت کے متعلق خبر دے دی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب خلافت کا سوال ہی کسی کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا۔ اور انجمن کا کاروبار بھی ابھی نہیں چلا تھا۔ بہت تھوڑی مدت اس کے قیام کو ہوئی تھی اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایک دن یہ نوزائیدہ انجمن مسیح موعودؑ کی جانشین ہونے کا دعویٰ کرے گی بلکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ احمدیوں کے دماغ میں وہم کے طور پر بھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ حضرت صاحب فوت ہو نگے بلکہ ہر ایک

شخص باوجود اشاعت وصیت کے غالباً یہ خیال کرتا تھا کہ یہ واقعہ ہماری وفات کے بعد ہی ہوگا اور اس میں شک ہی کیا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کی موت کا وہم بھی نہیں کرسکتا اور یہی حال جماعت احمدیہ کا تھا پس ایسے وقت میں خلافت کے جھگڑے کا اس وضاحت سے بتا دینا اور اس خبر کا حرف بحرف پورا ہونا ایک ایسا زبردست نشان ہے کہ جس کے بعد متقی انسان کبھی بھی خلافت کا انکار نہیں کرسکتا کیا کوئی انسان ایسا کرسکتا ہے؟ کہ ایک واقعہ سے دو سال پہلے اس کی خبر دے اور ایسے حالات میں دے کہ جب کوئی سامان موجود نہ ہو اور وہ خبر دو سال بعد بالکل حرف بحرف پوری ہو اور خبر بھی ایسی ہو جو ایک قوم کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔

دیکھو ان دونوں رؤیا سے کس طرح ثابت ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ہوگا جو بظاہر خطرناک معلوم ہوگا لیکن درحقیقت نہایت نیک نتائج کا پیدا کرنے والا ہوگا چنانچہ خلافت کا جھگڑا جو ۱۹۰۹ء میں برپا ہوا گو نہایت خطرناک معلوم ہوتا تھا مگر اس کا یہ عظیم الشان فائدہ ہوا کہ آئندہ کے لئے جماعت کو خلافت کی حقیقت معلوم ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح کو اس بات کا علم ہوگیا کہ کچھ لوگ خلافت کے منکر ہیں اور آپ اپنی زندگی میں برابر اس امر پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلافت جماعت کے قیام کیلئے ضروری ہے اور ان نصائح سے گو بانیانِ فساد کو فائدہ نہ ہوا ہو۔ لیکن اس وقت سینکڑوں ایسے آدمی ہیں جن کو ان وعظوں سے فائدہ ہوا اور وہ اس وقت ٹھوکر سے اس لئے بچ گئے کہ انہوں نے مختلف فیہا مسائل کے متعلق بہت کچھ خلیفہؓ اولؓ سے سنا ہوا تھا۔

پھر دوسری رؤیا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسجد ہے اور اس کے متولی

کے خلاف کچھ لوگوں نے بغاوت کی ہے۔ اب مسجد کی تعبیر جماعت لکھی ہے پس اس رؤیا سے معلوم ہوا کہ ایک جماعت کا ایک متولی ہوگا (متولی اور خلیفہ بالکل ہم معنی الفاظ ہیں) اور اس کے خلاف کچھ لوگ بغاوت کریں گے اور اُن میں سے کوئی مجھے بھی ورغلانے کی کوشش کرے گا مگر میں ان کے پھندے میں نہیں آؤں گا اور ان کو صاف کہدوں گا کہ اگر میں تمہارے ساتھ ملوں گا تو شہزادہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات دیکھتے ہیں تو آپ کا نام شہزادہ بھی رکھا گیا ہے پس اس کے معنے یہ ہوئے کہ جو لوگ ان باغیوں کے ساتھ شامل ہوں گے ان سے حضرت مسیح موعودؑ ناراض ہوں گے (یعنی اُن کا یہ فعل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہوگا)

یہ تو اس فتنہ کی کیفیت ہے جو ہونے والا تھا لیکن ساتھ ہی بتا دیا کہ یہ فتنہ کون کرے گا اور وہ اس طرح کہ اس امر سے کہ متولی کے خلاف بغاوت کرنیوالوں سے شہزادہ ناراض ہو جائے گا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ متولی حق پر ہے اور باغی ناحق پر اور پھر یہ بتا کر کہ مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والے دوسرے دو گروہ ہوں یعنی عام نمازیوں اور انجمن والوں میں سے عام نمازی اچھے ہیں) بتا دیا کہ یہ فتنہ عام جماعت کی طرف سے نہ ہوگا اب ایک ہی گروہ رہ گیا یعنی انجمن۔ پس وہی باغی ہوئی۔ لیکن میری علیحدگی سے یہ بتا دیا کہ میں باوجود ممبر انجمن ہونے کے ان فتنہ پردازوں سے الگ رہوں گا۔ یہ رؤیا ایسی کھلی اور صاف ہے کہ جس قدر غور کرو اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خلافت کی صداقت کا ثبوت ایسے کھلے طور پر ملتا ہے کہ کوئی شقی ہی انکار کرے تو کرے" برکات خلافت

تقریر فرمودہ دسمبر ۱۹۱۴ء طبع اوّل صفحہ ۳۴-۳۵

تیسری خبر

"۱۹۰۹ء کی بات ہے ابھی مجھے خلافت کے متعلق کسی جھگڑے کا علم نہ تھا صرف ایک صاحب نے مجھ سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خلافت کے قریباً پندرھویں دن کہا تھا کہ میاں صاحب اب خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کچھ غور کرنا چاہیئے جس کے جواب میں میں نے ان سے کہا کہ یہ وقت وہ تھا کہ سلسلہ خلافت قائم نہ ہوا تھا جبکہ ہم نے بیعت کر لی تو اب خادم مخدوم کے اختیارات کیا مقرر کریں گے۔ جسکی بیعت کی اس کے اختیارات ہم کیونکر مقرر کر سکتے ہیں اس واقعہ کے بعد کبھی مجھ سے اس معاملہ کے متعلق کسی نے گفتگو نہ کی تھی اور میرے ذہن سے یہ واقعہ اتر چکا تھا کہ جنوری ۱۹۰۹ء میں میں نے یہ رؤیا دیکھی۔

"کہ ایک مکان ہے بڑا عالیشان سب تیار ہے لیکن اس کی چھت ابھی پڑنی باقی ہے کڑیاں پڑ چکی ہیں ان پر اینٹیں رکھ کر مٹی ڈال کر کوٹنی باقی ہے ان کڑیوں پر کچھ پھونس پڑا ہے اور اس کے پاس میر محمد اسحٰق صاحب کھڑے ہیں اور ان کے پاس میاں بشیر احمد اور نثار احمد مرحوم (جو پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی کا صاحبزادہ تھا) کھڑے ہیں میر محمد اسحٰق صاحب کے ہاتھ میں ایک ڈبیہ دیا سلائیوں کی ہے اور وہ اس پھونس کو آگ لگانی چاہتے ہیں میں انہیں منع کرتا ہوں کہ ابھی آگ نہ لگائیں نہیں تو کڑیوں کو آگ لگنے کا خطرہ ہے ایک دن اس پھونس کو جلایا تو جائیگا ہی لیکن ابھی وقت نہیں بڑے زور سے منع کر کے اور اپنی تسلی کر کے میں وہاں سے لوٹا ہوں لیکن تھوڑی دُور جا کر میں نے پیچھے سے کچھ آہٹ سُنی اور منہ پھیر کر کیا دیکھتا ہوں کہ میر محمد اسحٰق صاحب دیا سلائی کی تیلیاں نکال کر اس کی ڈبیہ سے جلدی جلدی رگڑتے ہیں وہ نہیں جلتیں پھر اور نکال کر ایسا ہی کرتے

ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلد اس پھونس کو آگ لگا دیں میں اس بات کو دیکھ کر واپس بھاگا کہ ان کو روکوں لیکن میرے پہنچتے پہنچتے انہوں نے آگ لگادی تھی میں اس آگ میں کود پڑا اور اُسے میں نے بجھا دیا لیکن تین کڑیوں کے سرے جل گئے۔

یہ خواب میں نے اُسی دن دوپہر کے وقت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو سنائی جو سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ یہ خواب تو پوری ہوگئی ہے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میر محمد اسحٰق صاحب نے چند سوالات لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کو دیئے ہیں جن سے ایک شور پڑ گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو رؤیا لکھکر دی اور آپ نے وہ رقعہ پڑھ کر فرمایا کہ خواب پوری ہوگئی ہے اور ایک کاغذ پر مفصل واقعہ لکھ کر مجھے دیا کہ پڑھ لو۔ جب میں نے پڑھ لیا تو لے کر پھاڑ دیا.... چنانچہ یہ رؤیا حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور ان سوالات کے جواب میں بعض آدمیوں کا نفاق ظاہر ہوگیا اور ایک خطرناک آگ لگنے والی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس وقت اپنے فضل سے بجھا دی۔ ہاں کچھ کڑیوں کے سرے جل گئے اور اُن کے اندر ہی اندر یہ آگ دہکتی رہی۔ اس خواب میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ پھونس آخر جلا ہی دیا جائے گا اور بعد میں ایسا ہی ہوا۔" (برکات خلافت طبع اول صفحہ ۳۹-۴۰)

"ابھی کسی جلسہ وغیرہ کی تجویز نہ تھی ہاں خلافت کے متعلق فتنہ ہو چکا تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک جلسہ ہے اور اس میں حضرت خلیفہ اول کھڑے تقریر کر رہے ہیں اور تقریر مسئلہ خلافت پر ہے اور جو لوگ آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ اُن میں سے کچھ مخالف بھی ہیں۔ مَیں آیا اور آپ کے دہنے کھڑا ہوگیا اور کہا کہ حضور کوئی فکر نہ کریں ہم لوگ پہلے مارے جائیں گے تو پھر کوئی شخص حضور تک پہنچ سکے گا ہم آپ کے خادم ہیں۔

چنانچہ یہ خواب حضرت خلیفہ اول کو سنائی۔ جب جلسہ کی تجویز ہوئی اور

احباب بیرونجات سے مسئلہ خلافت پر مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور چھوٹی مسجد کے صحن میں حضرت خلیفہ اول کھڑے ہوئے کہ تقریر فرمائیں تو میں آپ کے بائیں طرف بیٹھا تھا۔ آپ نے اس رؤیا کی بناء پر مجھے وہاں سے اٹھا کر دوسری طرف بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی تقریر کے بعد مجھے بھی کچھ بولنے کے لئے فرمایا اور میں نے بھی ایک مضمون جس کا مطلب اس قسم کا تھا کہ ہم تو آپ کے بالکل فرمانبردار ہیں۔ بیان کیا۔

(برکات خلافت طبع اول صفحہ ۱۲)

چوتھی خبر "ایک سال کا عرصہ ہوا مجھے بتایا گیا تھا کہ ایک شخص محمد احسن نامی نے قطع تعلق کر لیا ہے۔ پھر ابھی چند دن ہی ہوئے جبکہ مولوی محمد احسن ابھی امروہہ ہی میں تھے اور میری طرف فضل عمر فضل عمر کر کے ان کی طرف سے خط آئے ہے تھے اور مجھے لکھتے تھے کہ مجھ میں اور آپ میں جو اختلاف ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ میں ہوتا تھا اور پھر یہ بھی لکھا تھا کہ خدا تعالے نے آپ کا نام اولوالعزم رکھا ہے امید ہے کہ آپ مجھ سے اس اختلاف کی وجہ سے ناراض نہیں ہوں گے۔

" انہی دنوں میں میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مولوی محمد احسن صاحب کی نسبت خط آیا ہے کہ مر گئے ہیں اور مرنے کی ایک تعبیر مرتد ہونا بھی ہے۔"

میں نے یہ رؤیا لوگوں کو سنادی تھی اور اس بات کے ایک گواہ اِس وقت بھی موجود ہوں گے۔" (ذکر الٰہی صفحہ ۱۵-۱۶ طبع اول)

پانچویں خبر " میں نے متواتر رؤیا میں دیکھا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب میرے پاس آئے ہیں اور وہ نہایت محبت اور اخلاص سے مجھے ملے ہیں۔ اس خواب کے مطابق ظاہری رنگ میں مولوی محمد علی صاحب آئیں یا نہ آئیں اس کی یہ تعبیر تو ظاہر ہی ہے کہ اللہ تعالے اُن کے ہمراہیوں یا اُن کے خاندان کے لوگوں میں سے بعض کو کھینچ کر ہماری طرف لائے گا۔ اور وہ خواہ کتنا ہی شور مچائیں

فتح ہماری ہی ہو گی۔" (الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء ص۵ کالم ۱)

(مرتب) اس رؤیا کے بعد خدا تعالےٰ نے چند سالوں کے اندر اندر مولوی محمد علی صاحب کے مندرجہ ذیل رفقاء کو حضرت کے قدموں میں ڈال دیا۔

۱۔ میاں محمد صادق صاحب سابق جنرل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب سابق مہتمم اشاعت انجمن اشاعت اسلام لاہور

۳۔ سید امجد علی شاہ صاحب۔

چھٹی خبر } اپنی کامیابی کی خبر جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ فرمایا:۔" خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میں کامیاب کروں گا" (الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء ص۲ کالم ۳)

۲۔" جو قبا مجھے خدا تعالےٰ نے پہنائی ہے وہ میں کبھی نہیں اُتاروں گا خواہ ساری دنیا اس کے چھیننے کے درپے ہو جائے پس میں اب آگے ہی بڑھونگا خواہ کوئی میرے ساتھ آئے نہ آئے مجھے خدا تعالےٰ نے بتایا ہے کہ ابتلاء آئیں گے مگر انجام اچھا ہو گا۔ پس کوئی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے خواہ وہ کوئی ہو انشاء اللہ تعالےٰ میں کامیاب رہوں گا اور مجھے کسی کے مقابلہ کی خدا کے فضل سے کچھ بھی پرواہ نہیں ہے"۔ برکات خلافت

(تقریر فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء طبع اول ص۲۲)

" تم مجھے کُند تلوار خیال کر لو مگر میں جس کے ہاتھ میں ہوں وہ بہت بڑا شمشیرزن ہے اور اس کے ہاتھ میں میں وہ کام دے سکتا ہوں جو نہایت تیز تلوار کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں دے سکتی ..... خدا کا عفو بہت وسیع ہے اور اس کا رحم بے اندازہ پس اس کے رحم سے فائدہ اُٹھاؤ اور اس کے غضب کے بھڑکانے کی جرأت نہ کرو مسیح موعود کا کام ہو کر رہے گا کوئی

(ضمیمہ الفضل مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء ص۱۲۔ اشتہار " کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے)

طاقت اس کو روک نہیں سکتی مگر تم کیوں ثواب سے محروم رہتے ہو"
(القول الفصل طبع اول ص ۴۶ مطبوعہ ۳۰ جنوری ۱۹۱۵ء)

(مرتب) ۱۹۱۴ء ۔ ۱۹۱۵ء کی یہ خبریں کس طرح حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئیں ۔ اس کا اعتراف اکابر غیر مبایعین کے قلم سے پڑھئے :۔

"میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے اور قادیان مرکز نہ ہوتا اور کوئی مبہم پیشگوئی جس سے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا جا سکے اور انصار اللہ پارٹی اُن کی پشت پر نہ ہوتی تو پھر ہم دیکھ لیتے کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہوجاتے" (پیغام صلح ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

ساتویں خبر "کل میں نے اپنے رب کے حضور میں نہایت گھبرا کر شکایت کی کہ مولا میں اِن غلط بیانیوں کا کیا جواب دُوں جو میرے برخلاف کی جاتی ہیں اور عرض کی کہ ہر ایک بات حضور ہی کے اختیار میں ہے اگر آپ چاہیں تو اس فتنہ کو دُور کر سکتے ہیں تو مجھے ایک جماعت کی نسبت بتایا گیا کہ "لَیُمَزِّقَنَّھُمْ" یعنی اللہ تعالٰے ضرور اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلاء ہیں لیکن انجام بخیر ہوگا"
(ضمیمہ الفضل مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء ص ۱۲ و اشتہار "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے")

ابتلاؤں میں کامیابی کے متعلق ایک پُرانا رؤیا

۱۹۱۳ء میں حضور کو آئندہ آنے والے ابتلاؤں کے متعلق شملہ میں مندرجہ ذیل رؤیا دکھایا گیا :۔

"مجھے شملہ میں رؤیا میں دکھایا گیا کہ ہم کچھ آدمی ہیں جنہیں پہاڑ پر جانا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں جنات ہیں جو نظر تو نہیں آتے لیکن ہمارے راستہ میں رکاوٹ

ڈالنا چاہتے ہیں۔ مَیں اپنے ساتھیوں کو کہتا ہوں کہ وہ تم کو راستہ سے ہٹائیں گے لیکن تم ہرگز نہ ہٹنا اور یہ کہتے آگے بڑھتے جانا کہ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" چنانچہ جس وقت ہم چلے ہیں تو انہوں نے روک ڈالنی شروع کردی ہی مگر نظر نہیں آتے۔ جب ہم نے کہا کہ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" تو وہ بھاگ گئے اور ہمارے راستہ سے روک ہٹ گئی۔

اس رؤیا کے بعد جب میں شملہ سے آیا تو اس ٹریکٹ کے ذریعہ سے حملہ ہوا۔ اور حملہ کرنے والے پوشیدہ رہے۔ اس کے جواب میں جو ٹریکٹ لکھا گیا اسکے ٹائٹل پر یہی الفاظ لکھوائے گئے کہ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" شائع ہوتا ہے"

(اخبار الفضل مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۱۶ء صلا کالم ۱)

(مرتب) یہ رؤیا ۱۹۱۲ء کی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے جو تائید و نصرت فرمائی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور نے فروری ۱۹۵۳ء میں فرمایا تھا:۔

"آپ بھی دعا کرتے رہیں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہے کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے چھوڑ دیا تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دیگا۔ ساری دنیا چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائینگے تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا"

(الفاروق لاہور ۴ر مارچ ۱۹۵۳ء صلا)

انگریزی حکّام کی اُٹھائی ہوئی تحریک کے متعلّق ۱۹۳۴-۳۵ء کی خبریں

(۱) "باوجودیکہ ہم تشدّد نہ کریں گے اور نہ سول نافرمانی - باوجودیکہ ہم گورنمنٹ کے قانون کا احترام کریں گے - باوجود اس کے ہم اُن تمام ذمہ واریوں کو ادا کرینگے جو احمدیت نے ہم پر عائد کی ہیں اور باوجود اس کے ہم اُن تمام فرائض کو پورا کریں گے جو خدا اور اس کے رسول نے ہمارے لئے مقرر کئے ہیں - پھر بھی ہماری (تحریک جدید کی - ناقل) سکیم کامیاب ہو کر رہے گی کشتیٔ احمدیت کا کپتان اس مقدس کشتی کو پُر خطر چٹانوں میں سے گزارتے ہوئے سلامتی کے ساتھ اُسے ساحل پر پہنچا دے گا"

"بہر حال جماعت احمدّیہ جلد یا بدیر اس معاملہ میں غالب آکر رہے گی اور اپنی صداقت دنیا سے منوا کر رہے گی" (الفضل ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء صہ کالم ۳)

(۲) "میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تو میں نے دیکھا کہ چوہدری ظفراللہ خاں صاحب آئے ہیں (وہ اس وقت تک انگلستان سے واپس نہیں آئے تھے) اور میں قادیان سے باہر پرانی سڑک پر اُن سے ملا ہوں وہ ملتے ہی پہلے مجھ سے بغلگیر ہو گئے - اس کے بعد نہایت جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینہ کے اوپر کے حصے پر بوسے دینے شروع کئے ہیں اور نہایت رقّت کی حالت اُن پر طاری ہے اور وہ بوسے بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور روح آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے یا کہا کہ خاص میری ذاتی قربانی چاہی ہے

اور میں نے دیکھا کہ اُن کے چہرہ پر اخلاص اور رنج دونوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ اوّل تو اس میں چوہدری صاحب کے اخلاص کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ کیا ہے کہ انشاء اللہ جس قربانی کا اُن سے مطالبہ کیا گیا خواہ کوئی ہی حالات ہوں وہ اس قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ دوسرے یہ کہ ظفر اللہ خاں سے مراد اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنیوالی فتح ہے اور ذات سے قربانی کی اپیل سے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آیت مراد ہے کہ جب خدا تعالےٰ کی مدد اور نصرت سے اپیل کی گئی تو وہ آگئی اور سینہ اور کندھوں کو بوسہ دینے سے مراد علم اور یقین کی زیادتی اور طاقت کی زیادتی ہے اور آقا کے لفظ سے یہ مراد ہے کہ فتح اور ظفر مومن کے غلام ہوتے ہیں۔ اور اُسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اور جسم اور روح کی قربانی سے مراد جسمانی قربانیاں اور دعاؤں کے ذریعہ سے نصرت ہے جو اللہ تعالےٰ کے بندوں اور اس کے فرشتوں کی طرف سے ہمیں حاصل ہونگی۔" (الفضل ۹ نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۵)

(۳) " اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس فتنہ کے نتائج جماعت کے لئے بہت زیادہ کامیابی اور ترقیات کا موجب ہونگے۔" (الفضل ۱۷ فروری ۱۹۳۵ء صفحہ ۲ کالم ۱)

(۴) " خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے۔ جو تعلیم مجھے دی ہے۔ وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اُس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں اُس کے مقابلہ میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں اُن کی شکست کو اُن کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں۔ اُتنی ہی

نمایاں مجھے اُن کی موت دکھائی دیتی ہے۔" (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۵ کالم ۲)

(مرتب) یاد رہے کہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں (جبکہ قادیان میں ایک مخصوص جماعت کی کانفرنس منعقد ہوئی) پنجاب کی انگریزی حکومت نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء دفعہ ۳ (۱) ڈ کے تحت (جو سول نافرمانی اور حکومت کو تہ و بالا کر دینے والی تحریکات کے سدباب کے لئے بنایا گیا تھا) ایک سراسر ناجائز اور ظالمانہ حکم جاری کیا — یہ تھی وہ انتہائی خلاف عقل و فہم کارروائی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور پر نور کو مندرجہ بالا خبریں دی گئیں۔ چنانچہ ان آسمانی اطلاعات کے مطابق انگریزی حکومت کو نہ صرف جنگ عظیم ثانی کی شکل میں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا بلکہ اس کے معاً بعد انہیں اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے سرزمین ہند ہمیشہ کیلئے چھوڑ دینا پڑی اور اس طرح زمین فی الحقیقت اُن کے پاؤں سے نکل گئی۔ اس شاندار عملی تعبیر کے علاوہ آج تک متعدد واقعات و شواہد اس کی تصدیق میں ایسے پیدا ہوئے کہ یہ حیرت انگیز الفاظ اسلام کی سچائی کا چمکتا ہوا نشان بن گئے۔

"تحریک جدید" کی سکیم جس کا ذکر حضور نے مندرجہ الفاظ میں فرمایا ہے انگریزی حکومت کے پیدا کردہ مخالف ماحول کے اخلاقی اور روحانی مقابلہ کے لئے حضور پر القاء ہوئی تھی اُس سکیم میں جماعت سے سادہ زندگی۔ دعا۔ وقف زندگی بیرونی ممالک میں تبلیغ وغیرہ امور پر مشتمل انیس ۱۹ اہم مطالبات کئے گئے تھے۔ یہ وہی تحریک ہے جس کا ذکر باب دوم میں کیا جا چکا ہے اور جو ایک مستقل تنظیمی، تربیتی اور تعلیمی ادارہ کی شکل میں قائم ہے اور دنیا بھر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا بھاری فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرتوں کا یہ نشان کتنا ایمان افروز ہے کہ جہاں ۱۹۳۴ء سے قبل جماعت احمدیہ کے صرف چند مشن تھے وہاں اب تحریک جدید کے ذریعہ سے دنیا بھر میں درجنوں مشن کھل چکے ہیں۔

۱۹۳۷ء کے دورِ ابتلاء کی قبل از وقت اطلاع

"میں نے آج رؤیا میں دیکھا ہے کہ میں ایک گھر میں ہوں جو قادیان کا ہی ہے وہاں

بہت سے احمدی مرد اور عورتیں جمع ہیں عورتیں ایک طرف ہیں غالباً برقع وغیرہ پہن کر بیٹھی ہیں یا اوٹ ہے میں نے اُس طرف دیکھا نہیں لیکن ایک طرف مرد ہیں اور ایک طرف عورتیں۔ چوہدری مظفر الدین صاحب جو کچھ عرصہ پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے ہیں اور اب بنگال میں مبلغ ہو کر گئے ہیں وہ اور ایک اور آدمی گھبرا کر کھڑے ہوئے جلدی جلدی بلند آواز سے میری توجہ کو ایک طرف پھرانا چاہتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ دیکھئے کیا ہے۔ وہ دیکھئے کیا ہے وہاں ایک چوہیا دوڑی جا رہی ہے لوگ اُسے مار رہے ہیں اور میری توجہ اس طرف ہے لیکن چوہدری صاحب اور ان کا ایک ساتھی مجھے دوسری طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور آوازیں دے رہے ہیں ان کے توجہ دلانے پر میں نے اس طرف دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ ایک جگہ سے دیوار شق ہے اور ایک چوہیا وہاں سر کے بل لٹکی ہوئی ہے۔"

"چوہدری صاحب جب مجھے وہ مری ہوئی چوہیا دکھا رہے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی بہت سے چوہے مرے پڑے ہیں چوہے سے مراد منافق بھی ہوتا ہے اور طاعون بھی۔ بس اس خواب کا اشارہ کسی ایسے فتنہ کی طرف بھی ہو سکتا ہے جو گھبراہٹ کا موجب ہو یا منافقوں سے ہمارا مقابلہ آپڑے اور اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے"[1]

ابتلاء کے متعلق بذریعہ رؤیا اطلاع

آٹھ نو سال ہوئے میں نے رؤیا دیکھی کہ مصری صاحب پر کوئی ابتلاء آیا ہے اور اُن کے دل میں بہت سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں اور بعض دفعہ انہیں یہ بھی خیال آتا ہے کہ وہ قادیان سے چلے جائیں میں نے اس پر رؤیا میں انکی دعوت کی اور انہیں نصیحت کی کہ ان باتوں کا نتیجہ اچھا نہیں اس سے ایمان بالکل جاتا رہے گا۔ چنانچہ رؤیا میں انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں واقعہ میں میرے دل میں وساوس پیدا ہو گئے تھے اور میں

[1] الفضل ۲۴ را پریل ۱۹۳۶ء صہ۳ کالم ۱ تا ۳ دتہ ۳۔

چاہتا تھا کہ قادیان سے چلا جاؤں" [1]

مصری "تحریک" کے انجام کے متعلق خبر

(۱) "زمین بدل سکتی ہے آسمان بدل سکتا ہے سمندر خشک ہو سکتے ہیں۔ پہاڑ اڑ سکتے ہیں مگر جو بات نہیں ٹل سکتی اور کبھی نہیں ٹل سکتی وہ یہ ہے کہ ہم ہی کامیاب ہونگے بظاہر حالات حملے کتنے ہی سخت ہوں بظاہر حالات .... طاقتیں کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہوں یہ خدا کی تقدیر ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا" [2]

خدا تعالیٰ مجھے تسلی دیتا ہے ان چند روز میں اس کثرت سے مجھے الہام اور رؤیا ہوئے

(۲) "ابھی چند روز ہوئے کہ مجھے الہام ہوا جو اپنے اندر دعا کا رنگ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ "اے خدا میں چاروں طرف سے مشکلات میں گھرا ہوا ہوں تو میری مدد فرما۔"

اور پھر اُسکے تین چار روز بعد الہام ہوا جو گویا اُسکا جواب ہے کہ "میں تیری مشکلات کو دُور کر دُوں گا" [3]

پیشگوئیاں گذشتہ دو سال میں پوری ہو گئے۔

۱۹۵۶ء کی "تحریک" کے متعلق رؤیا و کشوف

"مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ امّ طاہرؓ اور امۃ الحیؓ مرحومہ دونوں گھر میں آئی ہیں اور امّ المومنین کے پاس بیٹھی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے حیا کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے دونوں مجھ سے کچھ جھینپتی ہیں امۃ الحی مرحومہ تو اتنے میں کھسک کر کسی اور طرف چلی گئیں مَیں نے غالباً ان کو دیکھا نہیں مگر امّ طاہر کو دیکھا ہے اسپر مَیں نے ان سے پوچھا کہ امۃ الحیؓ کہاں ہے انہوں نے کچھ ایسا جواب دیا کہ پتہ نہیں کہاں ہے یا یہیں ہونگی اسی قسم کا مشتبہ سا جواب ہے میں امۃ الحی کی تلاش میں گھر کے دوسرے کمروں کی طرف چل پڑا ہوں۔ آخر امۃ الحی کو ڈھونڈ لیا۔ اتنے عرصہ میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ امۃ الحیؓ وہاں سے اُٹھ کر پھر کہیں اِدھر اُدھر ہو گئی ہیں۔ اسپر مَیں نے کہا اب امۃ الحی کہاں گئی ہیں تو

---

[1] الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۶ کالم ۲-۳ [2] الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۴ کالم ۲ [3] الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۰ کالم ۴

نہ معلوم اُمِّ طاہر نے یا کسی اور نے جواب دیا کہ وہ اپنی اماں کے ہاں ملنے گئی ہیں اسپر مَیں نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ آیا میں وہاں ملنے کے لئے آجاؤں یا تم یہاں ملنے کیلئے آؤ گی اس شخص نے واپس آکر جواب کہ امۃ الحی کی طبیعت بیمار ہو گئی ہے اور کچھ دمہ یا دمہ کشی کی سی شکایت بتائی کہ ایسی انکی حالت ہے سانس کچھ رکتا ہے اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں ان کو دیکھ بھی آؤں اور کوئی ہومیو پیتھک دوا بھی ان کے لئے لے جاؤں .....

جب میں اُٹھا تو اُس وقت بلند آواز سے میری زبان پر قرآن کریم کی یہ دعا جاری ہوئی دوائی کی پڑیا میرے ہاتھ میں تھی اور میں گھر کی طرف جارہا تھا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ:۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ؀ بار بار اور متواتر باچشم گریاں نہایت بلند آواز سے میں یہ پڑھتا چلا جاتا تھا“ [۱]

دوسری جنگ

”فرمایا ”۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء (ناقل) کو مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھا جو کسی آئندہ زمانہ میں آنیوالے بڑے انقلاب پر دلالت کرتا ہے۔

مَیں نے دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں چھ سات اور آدمی بھی گھوڑوں پر سوار ہیں وہ جرنیل معلوم ہوتے ہیں اور کسی احمدی لشکر کی کمان کرتے معلوم ہوتے ہیں مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ صداقت کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور اُن راہوں سے دُور جا پڑے ہیں جس پر مَیں نے جماعت کو پختہ کیا ہے اور جماعت کو غلط راستہ پر چلا رہے ہیں مَیں نے ان کو نصیحت کی وہ مجھے پہچان گئے ہیں لیکن میری دخل اندازی کو ناپسند کرتے ہیں (یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی آئندہ زمانہ ہے صدیوں بعد کا۔ میں گویا دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آیا ہوں) اسی بحث مباحثہ میں انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے اور چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیں تا کہ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ میری تعلیم کیا تھی اور وہ لوگوں کو کدھر لے گئے ہیں اس وقت میرے ہاتھ میں ایک تلوار ہے جو بہت لمبی ہے عام تلواروں سے دو تین گنے لمبی۔ مگر میں اُسے نہایت آسانی سے چلا رہا ہوں ہم سب ایک خاص جہت کی طرف گھوڑے بھی دوڑائے جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں گو وہ کئی ہیں لیکن اُن کا مقابلہ خوب کر رہا ہوں اور ان کے کندھوں پر مَیں نے کئی کاری

---

[۱] الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء صفحہ ۲

ضربیں لگائی ہیں بعض چھچلتی ہوئی ضربیں میرے جسم پر بھی لگی ہیں لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اسی طرح لڑتے ہوئے ہم ایک مکان کے پاس پہنچے اور گھوڑوں سے اُتر اس کے اندر داخل ہو گئے اس مکان کے باہر احمدی لشکر کا ایک حصہ کھڑا معلوم ہوتا ہے میں نے اس مکان میں پہنچ کر ان لوگوں کو پھر سمجھانا شروع کیا اور بتایا کہ اسلام کی صحیح تعبیر وہ نہیں جو وہ کر رہے ہیں اور یہ کہ وہ اس راہ سے دُور چلے گئے ہیں جس پر میں نے انہیں ڈالا تھا اور چونکہ تشریح کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا ان کا رویہ نادرست ہے اور اُن کو توجہ کرنی چاہیئے مگر اس تمام تقریر کا ان پر کچھ اثر نہیں ہُوا۔ اور وہ اپنی ضد پر مصر رہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری بات ماننے میں اپنی لیڈری کو خطرہ میں پاتے ہیں اور اس لئے اپنی ضد پر پختہ ہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اب جبکہ وہ ایک نئے طریق پر جماعت کو ڈال چکے ہیں مجھے بھی ان کی بات مان کر اُس کی تصدیق کر دینی چاہیئے جب میں سمجھا کر تھک گیا تو میں نے ایک دروازہ جو صحن کی طرف کھُلتا ہے اور اس جہت کے مخالف ہے جس طرف وہ لوگ بیٹھے ہیں کھولا اور اس ارادہ سے باہر نکلا کہ اب میں خود جماعت سے خطاب کروں گا۔ جب میں نے وہ دروازہ کھولا تو اپنی طرف کا دروازہ جلدی سے اُن لوگوں نے کھول دیا اور باہر کھڑی ہوئی فوج کو حکم دیا کہ مجھے قتل کر دیں جب مَیں دروازہ کھول کر نکلا تو میں نے دیکھا کہ مکان کی کرسی اونچی ہے اور صحن تک چار پانچ سیڑھیاں اُتر کر جانا پڑتا ہے اور سیڑھیوں کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی پردہ کی دیوار ہے جس کے ساتھ فوج قطار در قطار صحن میں کھڑی ہے اور اُن کا سینہ تک کا جسم دیوار سے باہر نظر آتا ہے اور پوری طرح مسلح ہے جس وقت میں نکلا تو اس وقت یُوں معلوم ہُوا کہ تین چار آدمی میرے ساتھ بھی ہیں میں نے ایک دو سیڑھی اُتر کر فوج کی طرف مُنہ کیا اُس وقت دیوار کے ساتھ کی قطار نے بھی میری طرف مُنہ کیا اور اُن جرنیلوں کے حکم کے ماتحت مجھ پر حملہ کرنا چاہا اس وقت میں نے سینہ تان دیا اور ان لوگوں سے کہا سپاہیو تمہارا اصل کمانڈر میں ہوں (میں خواب میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ میں دوبارہ دنیا میں آیا ہوں یہ لوگ مجھے پہچانتے نہیں اس لئے میں اپنا تعارف اُن سے کرا دوں تو وہ سمجھ جائیں کہ میں کون ہوں) کیا تم اپنے کمانڈر پر حملہ کرنے کی جرأت کرو گے؟ اس سے سپاہی کچھ گھبرا سے گئے اور حملہ میں متردد ہو گئے مگر دوسری طرف

سے اُن کے جرنیل ان کو انگیخت کرتے چلے گئے تب مینے اپنے دونین ساتھیوں سے کہاکہ وہ نعرۂ تکبیر بلند کریں۔ انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگایا لیکن فوج کے ہجوم اور افراد کی بھنبھناہٹ کی وجہ سے آواز میں گونج نہیں پیدا ہوئی پھر بھی کچھ لوگ متأثر ہوئے اسپر پھر مینے کہاکہ سپاہیو! میں تمہارا کمانڈر ہوں تمہارا فرض ہے کہ میری اطاعت کرو اور میرے پیچھے چلو۔ تب مینے ان میں سے کچھ اور چہروں پر شناخت اور اطاعت کا اثر دیکھا اور اُن سے کہاکہ بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگاؤ اور پھر اپنی عادت کے خلاف نہایت بلند آواز سے پکارا" اللّٰہُ اکبَر" جب مینے یہ نعرہ لگایا تو گویا ساری فوج کے دل ہل گئے اور سب نے نہایت زور سے گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح اَللّٰہُ اکبَر کہا اور ساری فضا ان نعروں سے گونج گئی تب مینے انہیں کہا میرے پیچھے چلے آؤ اور خود آگے کو چل پڑا۔ اس وقت مینے دیکھاکہ تمام فوج میرے پیچھے قطاریں باندھ کر چل پڑی اس وقت ان میں جوانی اور رعنائی اپنی پوری طاقت پر معلوم ہوتی ہے ان کے بھاری قدم جو وہ جوش سے زمین پر مارتے تھے یوں معلوم ہوتا تھاکہ زمین کو ہلا رہے ہیں اور زمین پر ایک کامل سکوت کے درمیان اس فوج کے قدموں کی آواز جو میرے پیچھے چلی آرہی تھی عجیب موسیقی سی پیدا کر رہی تھی میں سڑک پران کو ساتھ لئے ہوئے چلا گیا یہ سڑک ایک ٹیلے کے گرد خم کھاکر گزرتی تھی جب اس ٹیلہ کے پاس سے وہ سڑک مڑی تو مینے دیکھاکہ کوئی ڈیڑھ منزل کے قریب بلندی پر ایک وسیع کمرہ ہے اور اس کے اندر بہت سے لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ بھی احمدی فوج کے آدمی ہیں اور گویا اس جھگڑے کے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں میرے ہمراہیوں میں سے ایک شخص دوڑ کر اوپر چڑھ گیا اور اوپر جاکر جو ان کا افسر دروازہ پر کھڑا تھا اسے اس نے سمجھانا شروع کردیاکہ یہ جماعت کے کمانڈر ہیں اور انہوں نے جرنیلوں کی غلطی کی وجہ سے خود کمان سنبھال لی ہے اور گویا دوبارہ دنیا میں آگئے ہیں وہ شخص جسے مینے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ چوہدری مولا بخش صاحب مرحوم سیالکوٹی ہیں (ڈاکٹر میجر[1] شاہ نواز صاحب کے والد) اس سے کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ درست ہے تو ہمیں پہلے کیوں اطلاع نہیں دی گئی مینے اپنے ساتھی کو روکا اور چوہدری صاحب سے کہاکہ افسر میں ہوں یہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں کہ کب اور کس طرح اطلاع دی جائے (اس وقت مینے جرنیلوں سے

---

[1] اس مضمون کی اشاعت کے وقت ڈاکٹر صاحب کیپٹن تھے مگر اس کے بعد میجر ہو گئے۔

جھگڑے کی تفصیل سے بچنے کے لئے مختصر جواب دیا ہے) پھر کہا کہ میں سیالکوٹ جا رہا ہوں وہاں ہمارے کچھ دوست ہیں آپ لوگ بھی اس فوج میں آملیں چوہدری صاحب مرحوم نے اس پر فوری رضامندی کا اظہار کیا اور کمرہ میں ٹھہری ہوئی فوج کو چلنے کا حکم دیا تب میں اس فوج کے پیچھے چل پڑا جو میرے ساتھ تھی اور جسے مینے گفتگو کے وقت آگے چلنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس وقت مینے دیکھا کہ ایک اور فوج بھی مجھ سے آملی ہے اور پہلی فوج اور اس کے بعد آنے والی فوج کے درمیان میں چلا جا رہا ہوں اور سیالکوٹ کی فوج کا انتظار کرتا جاتا ہوں اس وقت میرے دل میں خیال ہے کہ اس فتنہ و فساد سے محفوظ ہونے یا ہو جانے کی صلاحیت سیالکوٹ کی اس احمدی فوج میں ہے جو سیالکوٹ میں ہے اور میں جب وہاں پہنچ جاؤں گا تو انکی مدد سے اس فتنہ کو دُور کر دوں گا۔"[1]

(مرتب) اس خواب میں اس تحریک کی متعدد تفصیلات موجود ہیں بالخصوص دو باتیں تو ایسی واضح ہیں کہ ان سے اس کی تعیین کرنے میں کوئی الجھاؤ نہیں رہ جاتا۔

اوّل ۔ خواب میں بتایا گیا ہے کہ اس کے اٹھنے اور فرو ہونے کا سیالکوٹ سے گہرا تعلق ہوگا۔

دوم ۔ حضرت اقدس نے یکم اپریل ۱۹۴۶ء کو اس خواب کی تعبیر میں یہ تحریر فرمایا کہ :۔

"عجیب بات ہے کہ کوئی پندرہ سولہ سال یا زیادہ کا عرصہ گذرا ہے کہ مینے ایک دفعہ پہلے بھی دیکھا تھا کہ دنیا میں فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور میں اُسے دُور کرنے کیلئے دوبارہ دنیا میں آیا ہوں اور توحید پر تقریر کر رہا ہوں اور لوگ میری بات کسان لیے ہیں اس وقت خواب ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ ایک سو ستائیس کا ہے .....

اس کی تشریح معین نہیں اللہ تعالےٰ اسے اپنے وقت پر ظاہر کر دے گا۔"[2]

یہ خدائی تفہیم ایک کلید ہے جس سے اس تحریک کی پوری طرح نشان دہی ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش ۱۲۵۰ھ (مطابق ۱۸۳۵ء) میں ہوئی جس کے ٹھیک ۱۲۶ سال بعد ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں یہ تحریک اٹھی اور ۱۹۵۷ء میں اس نے بالکل دم توڑ دیا۔

"چند دن ہوئے مینے ایک رؤیا دیکھا جس کا مجھ پر اثر ہے اور اس سے مجھے خیال آیا کہ جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاؤں کہ وہ ہمیشہ اصل مقصود کو مدنظر رکھیں۔

---

[1] [2] الفضل یکم اپریل ۱۹۴۶ء صفحہ ۴

یئنے دیکھا کہ ایک پہاڑی کی چوٹی ہے جس پر جماعت کے کچھ لوگ ہیں میری ایک بیوی اور بعض بچے بھی ہیں وہاں جماعت کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت ہے جو آپس میں کبڈی کھیلنے لگے ہیں جب وہ کھیلنے لگے تو کسی نے مجھے کہا یا یونہی علم ہوُا کہ انہوں نے شرط یہ باندی ہے کہ جو جیت جائے گا خلافت کے متعلق اس کا خیال قائم کیا جائے گا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس فقرہ کا مطلب یہ تھا کہ جیتنے والے جسے پیش کریں گے وہ خلیفہ ہوگا یا یہ کہ اگر وہ کہیں گے کہ کوئی خلیفہ نہ ہو تو کوئی بھی نہ ہوگا۔ بہرحال جب مینے یہ بات سُنی تو میں اُن لوگوں کی طرف گیا اور مینے اُن نشانوں کو جو کبڈی کھیلنے کے لئے بنائے جاتے ہیں مٹا دیا۔ اور کہا کہ میری اجازت کے بغیر کون یہ طریق اختیار کر سکتا ہے یہ بالکل ناجائز ہے اور میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا اس پر کچھ لوگ مجھ سے بحث کرنے لگے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اکثریت پہلے صرف ایک تلعب کے طور پر یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کون جیتتا ہے اور خلیفہ کی تعیین کرتا ہے اور کم لوگ تھے جو خلافت کے ہی خلاف تھے مگر میرے دخل دینے پر جو لوگ پہلے خلافت کے مؤید تھے وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے گویا میرے روکنے کو انہوں نے اپنی ہتک سمجھا نتیجہ یہ ہوُا کہ میرے ساتھ صرف تین چار آدمی رہ گئے اور دوسری طرف ڈیڑھ دوسو۔ اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ گویا احمدیوں کی حکومت ہے اور میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے خونریزی کے ڈر سے بھی میں پیچھے قدم نہیں ہٹا سکتا اس لئے آؤ ہم ان پر حملہ کرتے ہیں وہ مخلصین میرے ساتھ شامل ہوئے مجھے یاد نہیں کہ ہمارے پاس کوئی ہتھیار تھے یا نہیں مگر بہرحال ہم نے اُن پر حملہ کیا اور فریق مخالف کے کئی آدمی زخمی ہو گئے اور باقی بھاگ کر تہ خانوں میں چھپ گئے اب مجھے ڈر پیدا ہوُا کہ یہ لوگ تو تہ خانوں میں چھپ گئے ہیں ہم ان کا تعاقب بھی نہیں کر سکتے اور اگر یہاں کھڑے رہتے ہیں تو یہ لوگ کسی وقت موقع پا کر ہم پر

حملہ کر دیں گے اور چونکہ ہم تعداد میں بالکل تھوڑے ہیں ہمیں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اور اگر ہم یہاں سے جائیں تو یہ لوگ پشت پر سے آکر حملہ کر دینگے پس میں حیران ہوا کہ اب ہم کیا کریں۔ میری ایک بیوی بھی ساتھ ہیں اگرچہ یہ یاد نہیں کہ کونسی۔ اور ایک چھوٹا لڑکا انور احمد بھی یاد ہے کہ ساتھ ہے میرے ساتھی ایک زخمی کو پکڑ کر لائے ہیں جسے میں پہچانتا ہوں اور جو اس وقت وفات یافتہ ہے اور با اثر لوگوں میں سے تھا میں اسے کہتا ہوں کہ تم نے کیا یہ غلط طریق اختیار کیا اور اپنی عاقبت خراب کر لی۔ مگر وہ ایسا زخمی ہے کہ مر رہا ہے مجھے یہ درد اور گھبراہٹ ہے کہ اس نے یہ طریق کیوں اختیار کیا مگر جواب میں اس کی زبان لڑکھڑائی اور وہ گر گیا۔ اتنے میں پہاڑی کے نیچے سے ایک شور کی آواز پیدا ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ تکبیر کے نعرے بلند کئے جا رہے ہیں میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کیا شور ہے تو اس نے بتایا کہ یہ جماعت کے غرباء ہیں ان کو جب خبر ہوئی کہ آپ سے لڑائی ہو رہی ہے تو وہ آپ کی مدد کے لئے آئے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ جماعت تو ہمیشہ غرباء سے ہی ترقی کیا کرتی ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ غرباء میرے ساتھ ہیں مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ تکبیر کے نعرے خاموش ہو گئے اور مجھے بتایا گیا کہ آنے والوں سے فریب کیا گیا ہے انہیں کسی نے ایسا اشارہ کر دیا ہے کہ اب خطرہ نہیں اور وہ چلے گئے ہیں کوئی مجھے مشورہ دیتا ہے کہ ہمارے ساتھ بچے ہیں اس لئے ہم تیز نہیں چل سکیں گے آپ نیچے جائیں آپ کو دیکھ کر لوگ اکٹھے ہو جائیں گے اور آپ اس قابل ہونگے کہ ہماری مدد کر سکیں۔ چنانچہ میں نیچے اترا ہوں اور غرباء میں سے مخلصین کی ایک جماعت کو دیکھتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ تا مخلصین اکٹھے ہو جاویں تم اوپر جاؤ اور عورتوں اور بچوں کو بحفاظت لے آؤ۔ اس پر وہ جاتے ہیں اتنے میں میں

دیکھتا ہوں کہ پہلے مرد اُترتے ہیں اور پھر عورتیں۔ لیکن میرا لڑکا انور احمد نہیں آیا پھر ایک شخص آیا اور مَیں نے اس کو کہا کہ انور احمد کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ بھی آ گیا ہے پھر جماعت میں ایک بیداری اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ چاروں طرف سے لوگ آتے ہیں اُن جمع ہونے والوں میں سے مَیں نے شہر سیالکوٹ کے کچھ لوگوں کو پہچانا ہے۔ اُن لوگوں کے ساتھ کچھ وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو باغی تھے اور میں انہیں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں اتحاد کے ذریعہ طاقت دی تھی اگر تم ایسے فتنوں میں پڑے۔ تو کمزور ہو کر ذلیل ہو جاؤ گے کچھ لوگ مجھ سے بحث کرتے ہیں مَیں اُنہیں دلائل کی طرف لاتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ اس سے جماعت کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ البتہ اُس کے وقار کو جو صدمہ پہنچے گا اُس کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور تم ذمہ وار ہو گے۔ اس پر بعض لوگ کچھ نرم ہوئے ہیں لیکن دوسرے اُنہیں پھر ورغلا دیتے ہیں۔ اور اسی بحث مباحثہ میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اِس رؤیا کے کئی حصوں سے معلوم ہوتا ہے یہ واقعات میری وفات کے بعد کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور اِس موقعہ پر اس رؤیا کا آنا شائد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مجھے جماعت کو آئندہ کے لئے ہوشیار کر چھوڑنا چاہیئے کیونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں نیز اس رؤیا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ تعلق رکھنے والے خواہ تھوڑے ہوں ... غالب آئیں گے انشاء اللہ"[۵]

(مرتب) ۱۹۳۵ء کی اس حیرت انگیز رؤیا میں مندرجہ ذیل امور کی واضح اطلاعات دی گئی تھیں۔

(۱) حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ ایک پہاڑی کی چوٹی پر مقیم ہونگے کہ آپ پر اچانک

---

[۵] ۱۷ر جنوری الفضل ۱۹۳۵ء صٓ کالم ۱-۲-۳۔

ایک تحریک کا انکشاف ہو گا۔

(۲) یہ تحریک آئندہ خلافت کے متعلق ہو گی۔

(۳) ابتدائے خلافت سے متعلق یہ کشمکش محض کھیل قرار دی جائے گی۔ اور جماعت کے افراد اسے کوئی خاص اہمیت نہ دیں گے لیکن حضور اپنی خدا داد فراست کی بدولت اسے فوراً بھانپ لیں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ حضور کو نظام حق کے استحکام کی توفیق بخشے گا۔

(۵) جماعت حضور کے اشارہ پر مجتمع ہو جائے گی۔

(۶) جماعت محفوظ رہے گی۔

(۷) ایک رؤیا میں چھ عظیم الشان خبروں کا اجتماع خدا تعالیٰ کی صفت علیم و خبیر کا ایک عظیم معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

چوتھی خبر

"میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کمرے میں دو چار پائیاں بچھی ہوئی ہیں جن میں سے ایک پر میں بیٹھا ہوں اور مسجد کی کھڑکی میں سے مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب مرحوم آئے ہیں لیکن بڑھاپے کی شکل میں نہیں بلکہ جوانی کی شکل میں ہیں اور داڑھی مونچھیں منڈی ہوئی ہیں۔ اور سر پر پگڑی کی بجائے ٹوپی ہے خواب میں میں مولوی صاحب کے آنے پر تعجب نہیں کرتا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور اب کیسے آگئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مولوی صاحب قادیان سے چلے گئے تھے اور اب واپس آگئے ہیں"۔[1]

(مرتب) حضرت اقدس نے اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے ۲۱ر جون ۱۹۴۶ء کے الفضل میں ہی تحریر فرمایا:۔

---

[1] (الفضل ۲۱ر جون ۱۹۴۶ء ص کالم ۱-۲-۳-۴ و صفحہ ۲ کالم ۱-۲)

مولوی صاحب کی جوانی کی شکل دکھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب اُن کے کسی بچے کے متعلق ہے ممکن ہے کہ انکے کسی بچے میں کمزوری پیدا ہو اور اُسکی اصلاح ہو جائے

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؓ سلسلہ کے نہایت عالی مرتبہ بزرگ اور مقتدر عالم تھے مگر افسوس خواب کے مطابق اس تحریک میں انکے ایک عزیز بھی ملوث ہو گئے جس کا ۱۹۴۶ء میں جبکہ یہ رؤیا دکھایا گیا ہرگز کوئی امکان نہ تھا۔

پانچویں خبر "بعض اشخاص سے جنہوں نے باوجود سفر اور بیماری کے نیش زنی سے پرہیز نہیں کیا۔ لیکن تھوڑے بہت تو ساری قوم میں ہی مجرم ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص گروہ ہی جیتے گا۔ اور وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ میری بیماری کی وجہ سے اُنہیں سر اُٹھانے کا موقع مل گیا ہے ناکام و نامراد ہوں گے اور خدا تعالیٰ مخلص حصہ کا ساتھ دے گا۔ اور دن اور رات کے کسی حصہ میں بھی اُن کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔"[لہ]

(مرتب) یہ پیشگوئی بھی جو حضور نے سفر یورپ کے دوران میں فرمائی تھی بعد کو نہایت شان سے پوری ہوئی۔

چھٹی خبر "میں نے دیکھا کہ ایک اشتہار ہے جو کسی شخص نے لکھا ہے۔ جو مجھے خواب کے بعد یاد رہا ہے مگر میں اس کا نام نہیں لینا چاہتا صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ اشتہار ہمارے کسی رشتہ دار نے دیا ہے مگر اس کی رشتہ داری میری بیویوں کے ذریعہ سے ہے اس اشتہار میں میرے بعض بچوں کے متعلق تعریفی الفاظ ہیں اور اُن کی بڑائی کا اس میں ذکر کیا گیا ہے میں رؤیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض ایک چالاکی ہے درحقیقت

لہ (الفضل یکم مئی ۱۹۵۵ء ص۲ کالم ۱)

اس کی غرض جماعت میں ایک فتنہ پیدا کرنا ہے اگر کوئی غیر کی تعریف کرے تو وہ سمجھتا ہے کہ جماعت میں بیداری پیدا ہو جائے گی یا مجھے خیال آجائے گا کہ اس ذریعہ سے جماعت میں فتنہ پیدا کیا جا رہا ہے اور میں اس کو روکنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اگر میرے بعض بچوں کا نام لے کر ان کی تعریف کی جائے تو تعریف کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح میری توجہ اس کے فتنہ کی طرف نہیں پھرے گی اور میں یہ کہوں گا کہ اس میں تو میرے بیٹوں کی تعریف کی گئی ہے اس میں فتنہ کی کونسی بات ہے اسی نقطہ نگاہ سے اس نے اشتہار میں میرے بیٹوں کی تعریف کی ہے لیکن رؤیا میں مَیں کہتا ہوں کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا چاہے تم کتنے ہی چکر دیکر بات کرو ظاہر ہے کہ تم جماعت میں اس سے فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہو اور تمہاری غرض یہ ہے کہ میں بھی دنیا داروں کی طرح اپنے بیٹوں کی تعریف سنکر خوش ہو جاؤں گا اور اصل بات کی طرف میری توجہ نہیں پھرے گی پس رؤیا میں مَیں نے اس اشتہار پر اظہار نفرت کیا۔ اور مَیں نے کہا کہ میں اس قسم کی باتوں کو پسند نہیں کرتا مجھے وہ بیٹے بھی معلوم ہیں جن کی نام لے کر اس نے تعریف کی ہے اور وہ مجھے لکھنے والا بھی معلوم ہے لیکن میں کسی کا نام نہیں لیتا۔" [۱]

یہ خبر بھی پوری ہوئی کیونکہ بعض لوگوں کی طرف سے جو اس تحریک سے متاثر تھے حضور کے بعض صاحبزادگان کی تعریف کر کے اُسے ہوا دینے کی کوشش بھی کی گئی تھی (مرتب)

ساتویں خبر مَیں نے دیکھا کہ ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں مَیں ہوں اور کچھ اور دوست ہیں۔ میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آمنے سامنے دو زانو بیٹھے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو ہندوستانی معلوم ہوتا

---

[۱] (الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۵۶ء ص۴)

ہے اُس نے آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت لی کہ میں کچھ سُنانا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے اس نے اپنے فارسی اشعار سُنانے شروع کئے۔"

"پھر ایک فارسی نظم پڑھنی شروع کی جس میں احمدیہ جماعت مخاطب تھی۔ اشعار کا مطلب یہ تھا کہ اے احمدیو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور تقویٰ طہارت اور پرہیزگاری کا مادہ اس میں رکھا اور اگر وہ غلطی کر بیٹھے تو توبہ اور استغفار اور خدا سے معافی مانگنے کی طاقت اور رغبت اس میں پیدا کی۔ لیکن لومڑی میں اس نے یہ خصلتیں نہیں رکھیں میں دیکھتا ہوں کہ ایک لومڑی تمہارے اندر داخل ہو گئی ہے اور بہت ہی توبہ۔ استغفار اور انابت الی اللہ کا اظہار کرتے ہوئے تمہارے اندر رسوخ پیدا کر رہی ہے اور تم اس کے اظہار خیالات پر خوش ہو۔ حالانکہ تم نہیں سوچتے کہ جو مادہ خدا تعالیٰ نے اس میں پیدا ہی نہیں کیا اس کا اظہار اس سے کس طرح ہو سکتا ہے یہ مادہ تو انسانوں میں پیدا کیا گیا ہے اگر انسان ایسی باتیں ظاہر کریں تو تم دھوکے میں آ سکتے ہو کہ شاید یہ وہی ہو لیکن اگر ایک لومڑی ایسی باتیں کرے تو پھر دھوکا لگنا ممکن ہی کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ جو چیز خدا تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کی وہ اس سے کس طرح ظاہر ہو سکتی ہے۔

اس وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمثیلی زبان میں جماعت میں پیدا ہونیوالے کسی فتنہ کا ذکر کر رہا ہے اور بتاتا ہے کہ عارضی طور پر تبدیلی ظاہر کرنے والوں کو مستقل اور مجرب لوگوں پر ترجیح کس طرح دی جا سکتی ہے وہ تبدیلی کتنی بھی شاندار نظر آئے۔ بہرحال اس میں منافقت[1] کا امکان موجود ہے لیکن ایک مستقل وفاداری اور نیکی خواہ بظاہر چھوٹی ہی نظر آئے وہ زیادہ قابل اعتبار ہے

---

[1] الفضل ۵ اکتوبر ۱۹۵۲ء ص ۳ تواب ۲

آٹھویں خبر "...... میں صرف خلیفہ ہی نہیں بلکہ پسر موعود بھی ہوں میرے ساتھ معاملات الہام کے مطابق ہونگے نہ کہ تاریخ کے مطابق.
گو ممکن ہے آپس میں تھوڑی بہت مشابہت باقی رہے"۔ ۵؎

(مرتب) حضور کی یہ پیشگوئی سنہ ۱۹۵۶ء میں جس شاندار طریق سے پوری ہوئی۔ آج اُس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نویں خبر "مَیں نے خواب میں ایک عورت کے متعلق دیکھا کہ اس نے مجھ پر مسمریزم کا عمل کیا ہے اور اس کا اثر مجھ پر ہو گیا ہے لیکن جب میں اس کی اس حرکت سے واقف ہو جاتا ہوں تو میں اُسے کہتا ہوں کہ تُو نے میری بے خبری کے عالم میں مجھ پر مسمریزم کا عمل کیا تھا اب مجھے خبر ہو چکی ہے اور اب میں تیرا مقابلہ کروں گا۔ اب تو مجھ پر عمل کر کے دیکھ لے۔
پھر میں اسے خواب میں ہی کہتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کھانا کھانے اور بھول جاتے کہ آپ نے کھانا کھایا ہے یا نماز پڑھتے تو بھول جاتے کہ آپ نے نماز پڑھی ہے یا نہیں پڑھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس جادو کا اثر تھا جو یہودیوں نے آپ پر کیا تھا۔ ہم جادو کے تو قائل نہیں ہاں یہ ایک تدبیر تھی جو کی گئی اور مکر السیٔہ بھی ایک قسم کا جادو ہی ہوتا ہے۔ خواب میں مَیں نے اس عورت سے یہی کہا کہ تو مجھ پر اب جادو کر لے تو جانوں۔ چنانچہ اس نے مجھ پر توجہ کی تو اس کا کوئی اثر نہ ہوا اس کے بعد مَیں نے اس کی انگلی پر توجہ کی تو وہ اکڑ گئی۔ پھر ایک مرد

۵؎ الفضل ۳۰ر جولائی سنہ ۱۹۵۶ء کالم ۲ ص ۲۔

آیا اور اس نے اس کی انگلی کو ٹھیک کرنا چاہا لیکن وہ ٹھیک نہ ہوئی میں نے اس مرد سے خواب میں کہا کہ اب یہ انگلی ٹھیک نہیں ہوگی اس عورت نے بے خبری کے عالم میں مجھ پر توجہ کر لی تھی اب مجھے علم ہو گیا ہے۔ اب میں نے بھی اس پر توجہ کی ہے اور تم میں یہ طاقت نہیں کہ میری توجہ کے اثر کو زائل کر سکو۔"[۱]

(مرتب) یہ رؤیا اس تحریک کے بالکل ابتدائی ایام میں شائع ہوئی جبکہ یہ اصحاب حضور کی علالتِ طبع کی وجہ سے اپنی کامیابی کا پورا پورا یقین رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور کو نئی قوت و شوکت عطا فرمائی۔

دسویں خبر

"میں کمزور اور بوڑھا ہوں لیکن میرا خدا کمزور اور بوڑھا نہیں . . . . پہلے بھی اس کی مدد مجھے حاصل تھی اب بھی اس کی مدد مجھے حاصل رہے گی . . . . خدا تعالیٰ ہزاروں آدمی مجھے دے گا۔ اور مجھے توفیق بخشے گا کہ میرے ذریعہ سے پھر سے جماعت جوان سال ہو جائے آپ میں سے ہر مخلص کے لئے دعا اور کمزور کے لئے رخصتی سلام۔"[۲]

(مرتب) یاد رہے خدا تعالیٰ نے اس ہنگامے کے بعد جماعت کو حیرت انگیز ترقی بخشی ہے چنانچہ اس برصغیر میں سینکڑوں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے غیر ممالک میں چار نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ دو جرمنی میں۔ ایک سکینڈے نیویا میں اور ایک فلپائن میں۔ فلپائن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے درجنوں افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ایک معقول طبقہ احمدیت میں خاص دلچسپی لے رہا ہے۔ اسی طرح ڈچ گی آنا میں بھی بیسیوں افراد نے احمدیت قبول کی۔

---

[۱] الفضل ۸ راگست ۵۶ء ص ۳ کالم ۳۔ [۲] الفضل ۴ راگست ۵۶ء ص ۴ کالم ۲

علاوہ ازیں جنوبی روڈیشیا۔ نیا سالینڈ۔ بلجیم۔ کانگو۔ جنوبی ہندوستان اور جزائر لکادیپ اور مالدیپ میں اسلام کی ترقی کے روشن امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

گیارھویں خبر "میں نے دیکھا کہ اماں جی بھی اس دنیا میں آئی ہوئی ہیں اور فرشتے سارے قرآن میں سے وہ آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں جو قرآن شریف میں یہودیوں اور منافقوں کے لئے آئی ہیں اور جن میں یہ ذکر ہے کہ اگر تم کو مدینہ سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی مدینہ سے نکل جائیں گے اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم بھی تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑائی کریں گے لیکن قرآن کریم منافقوں سے فرماتا ہے کہ نہ تم یہودیوں کے ساتھ مل کر مدینہ سے نکلو گے اور نہ ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو گے یہ دونوں جھوٹے وعدے ہیں اور صرف یہودیوں کو انگیخت کرنے کے لئے اور فساد پر آمادہ کرنے کے لئے ہیں اس آخری حصہ پر فرشتے زیادہ زور دیتے ہیں۔"[1]

(مرتب) یہ رؤیا بھی واضح شکل میں پوری ہوئی جس کی تصدیق بالآخر لاہور کے ایک اخبار نے اپنے ۱۷ جنوری ۱۹۵۷ء کے الشیوع میں بھی کر دی تھی۔[1]

---

[1] الفضل ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء صٓ

باب ششم

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے وہ کشوف و الہامات جو بعض ملکی۔ قومی یا بین الاقوامی واقعات کے ذریعہ سے پورے ہوئے

جنگِ عظیم (اوّل) کے متعلق رؤیا

(۱) (۱۹۰۸ء / ۱۹۰۹ء کی ایک رؤیا)

فرمایا "مجھے ایک اور رؤیا دکھایا گیا . . . کوئی میرے کان میں کہتا ہے:-

Hearken I tell thee in thy ears that the earth would be shaken for thee to one they donot care for me for a thread.

" Three to one".

. . . . . ولایت میں گھوڑوں پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر ہمارے گھوڑے سے فلاں گھوڑا جیت گیا تو ہم ایک کے مقابلہ میں تین دیں گے یا اس طرح کچھ اور۔ غرض اس رؤیا کا مطلب یہ کہ میرے کان میں آواز آئی کہ سُن میں تیرے کان میں تجھے ایک بات بتاؤں اور وہ یہ کہ زمین ہلائی جائے گی . . . . . کیونکہ لوگ میرے کلام کو بالکل چھوڑ چکے ہیں اور میں اس بات پر شرط لگانے کے لئے بھی تیار ہوں کہ اگر کوئی میرے مقابلہ میں ایک چیز پیش کرے تو میں اس سے تگنی پیش کردوں گا کہ لوگ میری اتنی بھی پرواہ نہیں کرتے جتنی تاگے کی۔" [1]

(اس خواب کا اوّلین ظہور پہلی جنگ عظیم کے رنگ میں ہُوا۔ جسے بلا مبالغہ زبردست سیاسی زلزلے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے)

---

[1] لیکچر "ذکر الٰہی" فرمودہ ۲۷ ردسمبر ۱۹۱۶ء طبع اوّل صفحہ ۴۲-۴۵

(۲) جب گزشتہ جنگ ہوئی۔ اور بلجیم پر حملہ ہُوا۔ تو مجھے یاد ہے اس وقت بھی اللہ تعالےٰ نے مجھ پر بعض غیب کی خبروں کا انکشاف کیا تھا۔ مثلاً میں نے دیکھا کہ ایک طرف انگریز اور فرانسیسی ہیں اور دوسری طرف جرمن۔ اور دونوں میں فٹ بال کا میچ ہو رہا ہے۔ جرمن فٹ بال کو لاتے لاتے گول کے قریب پہنچ گئے مگر گول ہو نہیں سکا اتنے میں پھر اتحادی ٹیم نے طاقت پکڑ لی اور انہوں نے فٹ بال کو دوسری طرف دھکیل دیا۔ جرمن یہ دیکھ کر واپس دوڑے اور انگریز بھی فٹ بال کو لیکر دوڑنے لگے مگر جب وہ گول کے قریب پہنچ گئے۔ تو وہاں اُنہوں نے کچھ گول گول سی چیزیں بنا لیں۔ جس کے اندر وہ بیٹھ گئے اور باہر یہ بیٹھ گئے۔ بعینہ اسی طرح جرمن لشکر نے جب حملہ کیا۔ تو وہ پیرس تک پہنچ گیا۔ مگر پھر اُسے واپس لوٹنا پڑا۔ اور جب سرحد پر واپس لوٹ آیا تو وہاں اُس نے ٹرینچز Trenches بنا لیں۔ اور اُس کے اندر بیٹھ گئے اور اس طرح چار پانچ سال تک وہاں لڑائی ہوتی رہی"[۱]

ہندوستان پر طاعون کے حملے کی خبر

"میں نے جو آج یہ خطبہ پڑھا۔ یہ ایک رؤیا کی بنا پر پڑھا ہے۔ جو میں نے پرسوں دیکھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا پر کوئی اور عذاب آنے والا ہے اور قریب کے زمانہ میں آنے والا ہے میں نے دو نظارے دیکھے ہیں۔ اول میں نے ایک مریض کو دیکھا جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ طاعون کا مریض ہے۔ پھر ایسا معلوم ہُوا کہ ہم کچھ آدمی ایک گلی میں سے گذر رہے ہیں ہمیں ایک شخص کہتا ہے پرے ہٹ جاؤ۔ یہاں سے بھینسیں گذرنے والی ہیں۔ ایسا معلوم ہُوا کہ گویا گلی کے پاس ایک کھلا میدان ہے جس کے

---

[۱] الفضل ۵ ماہ جون ۱۹۴۰ء صفحہ ۹ کالم ۲

ارد گرد احاطہ کے طور پر دیوار ہے اور ایک طرف دروازہ بھی ہے جس کو کواڑ نہیں ہیں اور مَیں اور میرے ساتھی اس دروازہ میں داخل ہو گئے۔ ہم نے گلی میں سے گذرنے والی بھینسوں کو دیکھا کہ وہ مارنے والی بھینسوں کی طرح گردن اُٹھا کر دوڑتی چلی آتی ہیں۔ مَیں نے انتظار کیا کہ وہ گذر جائیں، لیکن اتنے میں ہمیں بتایا گیا کہ وہ اس گلی سے نہیں دوسری سے گذر گئیں۔

تعبیر الرؤیا میں بھینس کی تعبیر وبا یا بیماری ہوتی ہے اور طاعون سے مراد بھی عام بیماری یا کوئی وبا ہوتی ہے اور طاعون بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب اس رنگ میں کوئی اور نشان ظاہر ہو گا"[1]

(مرتب) جس وقت یہ رؤیا دیکھی گئی حکومت ہند نے اپنے ماہرین فن کی رپورٹوں کی بناء پر اعلان کیا کہ امسال طاعون کا کوئی اندیشہ نہیں لیکن اس کے بعد یہ وبا اس شدت سے ملک بھر میں پھیلی کہ گذشتہ دس پندرہ سالوں کے ریکارڈ مات ہو گئے۔

(پہلی) تحریک حریت کشمیر کے متعلق رؤیا و کشوف

خطہ کشمیر جو اس وقت بین الاقوامی سیاست کی توجہ کا خصوصی مرکز بن چکا ہے قدرت کی دلفریب رعنائیوں کے باعث فردوس ارضی کہلاتا ہے لیکن قسام ازل کی بے پناہ فیاضی کے باوجود ایک لمبے عرصہ سے انسانیت سوز مظالم کا نشانہ بنا ہُوا ہے۔

انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں جب ہندوستان پر برطانوی تسلط ہُوا تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے مخصوص سیاسی مصالح کی بناء پر کشمیر کی حسین وادی

---

[1] (اخبار الفضل مورخہ ۲۵/۲۹ اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۴ کالم ۲-۳
(نیز الفضل ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۷ کالم ۲ ایضاً الفضل ۲ ستمبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۶ کالم ۲

ایک ڈوگرہ سردار راجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ فروخت کردی اور چالیس لاکھ نفوس بھیڑ بکریوں کی طرح غلام بننے پر مجبور ہو گئے۔ انسانیت کی اس شرمناک تجارت کی توثیق کے لئے ایک تحریری معاہدہ نامہ بھی ہوا جسے "میثاق امرتسر" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو مظلوموں اور بےکسوں کے لئے ایک مضطرب اور حساس دل عطا فرمایا ہے۔ حضور اوائل خلافت میں کئی بار کشمیر تشریف لے گئے اور ہر دفعہ کشمیریوں کی اندوہناک حالت پر افسردہ خاطر ہو کر لوٹے۔ حزن و غم کا یہ طوفان حضور کے دل و دماغ میں پوری طرح موجزن تھا کہ اپریل ۱۹۳۱ء میں ریاستی جبر و تشدد کا ایک نہایت تاریک دور شروع ہوا۔ جبکہ کشمیر کے ڈوگرہ حکام نے ریاست کے بتّیس لاکھ مسلمانوں کو بالکل بے دست و پا کر کے ان کے دین و مذہب میں صریح مداخلت شروع کر دی ڈوگرہ راج کی ان چیرہ دستیوں کا بے نقاب ہونا ہی تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (جو پہلے سے کشمیریوں کی غلامانہ کیفیت کو بدلنے اور ان کو انسانی حقوق دلانے کا پختہ عزم کر چکے تھے۔ اور مناسب موقعہ کی انتظار میں تھے) یکایک میدان عمل میں آ گئے اور مسلم زعما کو ایک زوردار مضمون کے ذریعہ سے توجہ دلائی کہ وہ فوراً ایک کانفرنس بلا کر اس سوال پر غور کریں کہ کشمیر کے باشندوں کو جائز حقوق کیسے دلائے جا سکتے ہیں "[۵] اس مخلصانہ اپیل نے ملک کے طول و عرض میں زلزلہ پیدا کر دیا اور مسلمانوں کے مشہور لیڈر جن میں شاعر مشرق سر محمد اقبال۔ نواب صاحب کنج پورہ۔ سر ذوالفقار علی خان۔ خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ سشن جج۔ سید محسن شاہ ایڈووکیٹ۔ خواجہ حسن نظامی۔ سید حبیب مدیر اخبار "سیاست"۔ مولنا حسرت موہانی۔

---

۵ انقلاب ۱۶ رجون ۱۹۳۱ء و الفضل ۱۶ رجون ۱۹۳۱ء

خاص طور پر قابل ذکر ہیں

۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں جمع ہوئے اور ایک "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور علامہ مشرق کی تجویز پر آپ سے اس کی زمام قیادت ہاتھ میں لینے کی درخواست کی گئی جسے آپ نے (اس مخصوص روحانی مقام کے باوجود جو لاکھوں کی جماعت کے دینی پیشوا ہونے کی حیثیت سے آپ کو حاصل تھا) محض اخوت اسلامی کے تقاضوں کے پیش نظر قبول فرمائی۔

جس وقت آپ نے یہ کٹھن کام اپنے ذمہ لیا اس وقت کشمیری باشندوں کی حالت کس قدر دردانگیز تھی اس کا نقشہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس اول کی روداد میں بایں الفاظ کھینچا گیا۔

"ریاست میں اس وقت تک نہ پریس کی اجازت ہے نہ تقریر کی اجازت ہے نہ اجتماع کی ہے اور کوئی ایسی صورت نہیں کہ جس سے پُرامن طریق سے رعایا حکومت تک اپنے خیالات پہنچا سکے۔ اسی طرح مذہبی آزادی جو کہ تہذیب کا پہلا رکن ہے اس سے بھی کشمیر محروم ہے چنانچہ اگر کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کی جائداد ضبط کر لی جاتی ہے اور بیوی بچوں سے اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے نیز زمین کے مالکانہ حقوق سے بھی وہ لوگ محروم ہیں کیونکہ زمینداروں کو خود اپنی زمین پر مالکانہ حقوق نہیں دیئے جاتے اور ریاست اپنے آپ کو پورے کشمیر کی زمین کی مالک سمجھتی ہے اسی طرح باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے مسلمانوں کو ملازمت میں نہایت ہی قلیل حصہ دیا جاتا ہے جو تین فیصدی ہے"۔

اس افسوسناک صورت حال کے مقابل حکومت ہند (۱۹۴۷ء سے قبل کی حکومت ہند مراد ہے) ریاستی معاملات میں دخل دینے کے لئے تیار نہ تھی اور مہاراجہ کے

مقرر کئے ہوئے ہندو افسر چھوٹے سے بڑے طبقہ تک ملک کی عظیم اکثریت کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے اور خود ہندوستانی مسلمان ایک دوسری حکومت کے ماتحت اقلیت کی صورت میں زندگی بسر کر رہے تھے اور بظاہر کامیابی کی کوئی کرن نظر نہ آتی تھی اور مسلمان بے حد مایوس اور نا امید نظر آتے تھے:

یہ وہ حالات تھے جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد رؤیا کے ذریعہ سے متواتر خبر دی کہ اس تحریک میں خدائی مشیت کام کر رہی ہے اس لئے ریاست کا تشدد برطانوی حکومت کی بے نیازی۔ اور ہندو سرمایہ کی فراوانی اس کے شاندار نتائج میں حائل نہیں ہو سکتی۔

اس تعلق میں چند رؤیا درج ذیل کی جاتی ہیں :-

پہلا رؤیا } "میں نے خود بھی خواب دیکھا ہے کہ ایک مجلس ہے جس میں بہت سے معززین جمع ہیں میں ان کے سامنے کشمیر کے حالات بیان کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ حالات امید افزا ہیں اور درمیانی روکیں کوئی ایسی روکیں نہیں۔ اور انہیں تحریک کرتا ہوں کہ آپ لوگ اگر کچھ رقم خرچ کریں تو آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کے ساتھ ہی اُن لوگوں میں حرکت شروع ہوئی اور حاضرین ایک دوسرے کے کان میں باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کاغذ پھرایا جانے لگا گویا وہ چندہ کرنے لگے ہیں میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی ہے کہ بعض اوقات جو مایوسی کی گھڑیاں آتی ہیں۔ وہ حقیقی نہیں بلکہ درمیانی روکیں ہیں اور مسلمان اگر مالی قربانی کریں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔"[۱]

دوسرا رؤیا } "میں جمعہ کے بعد رات کو بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور غالباً نصف شب کے بعد کا وقت تھا

---

[۱] الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۶ کالم ۱-۲۔

کمزوری اور کمردرد کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اور مَیں جاگ رہا تھا کہ جاگتے ہوئے
بیٹھے یہ نظارہ دیکھا کہ میری کوئی بیوی والدہ ناصر احمد یا والدہ طاہر احمد غالباً والدہ ناصر احمد
ہیں کسی شخص نے آکر دستک دی ہے انہوں نے دریافت حال کیا تو اس شخص نے
ایک چیز انہیں دی کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب نے بھجوائی ہے اُنہوں نے لاکر
مجھے دی کہ غلام نبی صاحب گلکار (جو کشمیر کی جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں) یہ قدرتی
برف لائے ہیں۔ کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب نے دی ہے وہ برف ایک سفید تولئے
میں لپٹی ہوئی ہے اور دو سیر کے قریب ہے اور اُس کی شکل ایک بڑی اینٹ
کے مشابہ ہے میں کشف کی حالت میں اُس برف کو پکڑتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں
کہ اتنی دُور سے اتنی برف کس طرح محفوظ پہنچ گئی تولیہ بھی بالکل خشک ہے اور اس
میں برف پگھلنے کی وجہ سے نمی تک نہیں آئی۔ اس کے بعد یکدم حالت بدل گئی۔
میں سمجھتا ہوں۔ اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ ہمارے قلوب کو اللہ تعالیٰ کسی اپنے
پیارے بندے کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے ٹھنڈک پہنچائے گا۔ ولی اللہ کا بھیجنا
غلام نبی صاحب کا لانا۔ رشیدہ بیگم (جو میری بڑی بیوی کا نام ہے) کا پکڑنا اور محمود
کے ہاتھ میں دینا ایک عجیب پُرمعنی سلسلہ ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں
قدرتی برف سے یہ مراد ہے کہ یہ سامان تسکین کے غیب سے پیدا ہوں گے۔"[1]

(مرتب) مندرجہ بالا الٰہی خبروں میں بتایا گیا تھا کہ حالات امید افزا ہیں اور یہ کہ
تحریک حریت کشمیر میں خدائی مشیت کام کر رہی ہے جو پردہ غیب سے کامیابی کے سامان
پیدا کرے گی۔

چنانچہ غیر آئینی[2] ذرائع سے نہیں بلکہ ملکی اور ریاستی قوانین کی حدود میں رہتے

---

[1] (الفضل ۱۸ر نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۶ کالم ۱)
[2] یاد رہے حکومت وقت کے قانون کی پابندی جماعت احمدیہ کے نزدیک اسلام کا اساسی عقیدہ ہے جس کی سختی سے پابندی کرنا ہر احمدی اپنا اوّلین فرض سمجھتا ہے۔ منہ

ہوئے صرف چند سالوں میں ہی فضا یکسر بدل گئی۔

کشمیر میں محبوس انسانیت نے آزادی کا سانس لینا شروع کر دیا۔

اہلِ کشمیر کو شہریت کے اکثر ابتدائی حقوق دئے گئے یعنی تعلیمی مراعات فصلوں پر قبضہ اور اپنے تناسب کے مطابق ملازمتیں اور تقریر و تحریر میں آزادی وغیرہ۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کشمیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسمبلی قائم ہوئی اور مسلمانوں کے لئے ریاستی سیاست میں حصہ لینے کی راہیں کھل گئیں۔[1]

دوسری عالمگیر جنگ عظیم کے متعلق حیرت انگیز خبریں

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعت احمدیہ پر دوسری عالمگیر جنگ عظیم کے متعلق اس درجہ کثرت سے تفصیلی انکشافات فرمائے کہ اپنے ہی نہیں بیگانے بھی حیران رہ گئے بلکہ کئی برطانوی افسروں نے اعتراف کیا کہ ان امور کا قبل از وقت بتا دینا یقیناً ایک غیر معمولی بات اور خارق عادت امر ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ سے متعلق الٰہی خبروں کی تفصیل بیان کرنے سے پیشتر اس ہولناک جنگ کے اہم واقعات کی تاریخیں درج کرنا ضروری ہے تا آئندہ اوراق میں بیان شدہ رؤیا و کشوف کی واقعاتی ترتیب مستحضر ہو جائے اور اس باب کی افادیت میں اضافے کا باعث بن سکے۔

دوسری عالمگیر جنگ کے اہم واقعات

سنہ ۱۹۳۹ء (یکم ستمبر) جرمنی کا پولینڈ پر حملہ۔

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "سلسلہ احمدیہ" صفحہ ۴۰۲-۴۰۹ (مولفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب)

سنہ ۱۹۳۹ء (۳ ستمبر) برطانیہ اور فرانس کا جرمنی کے خلاف اعلان جنگ۔

سنہ ۱۹۴۰ء (۲۸ مارچ) اتحادی ملکوں کی سپریم وار کونسل کا فیصلہ۔ کہ ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر دشمن سے صلح نہیں کریں گے۔

" (۹ اپریل) ڈنمارک اور ناروے پر جرمن کی چڑھائی۔

" (۱۵ اپریل) برطانوی فوجیں ناروک کے پاس اُتریں۔

" (۱۰ مئی) جرمنی نے ہالینڈ بلجیم اور لکسمبرگ پر چڑھائی کر دی۔ برطانوی اور فرانسیسی دستے بلجیم میں داخل ہو گئے۔ مسٹر چمبرلین کے مستعفی ہونے پر مسٹر چرچل وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

" (۲۸ مئی) بلجیم دستوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ڈنکرک سے برطانوی سپاہیوں کی پسپائی

" (۳ جون) پیرس پر بمباری۔

(۱۱ جون) اٹلی کا اعلان جنگ برطانیہ اور فرانس کے خلاف۔

(۱۴ جون) جرمن کا پیرس میں داخلہ۔

(۱۶ جون) حکومت فرانس نے متحدہ قومیت کے حقوق کی برطانوی پیشکش مسترد کر دی۔

(۲۵ جون) فرانس اور جرمنی میں صلح

(۵ جولائی) فرانس کی پٹیان گورنمنٹ نے انگریزوں سے تعلقات منقطع کر لئے۔

(۱۶ اگست) انگریزوں نے برطانوی شمالی لینڈ خالی کر دیا۔

(۱۴ ستمبر) ہندوستانی فوجیں مصر پہونچیں۔

(۱۵ ستمبر) لنڈن پر پہلا ہوائی حملہ۔

سنہ ۱۹۴۱ء (۲۲ر جنوری) جنرل ویول نے طبروق پر قبضہ کر لیا۔

" (۲ر فروری) الا غالیہ تک پیش قدمی

" (۵ر فروری) بن غازی پر قبضہ۔

(۳ر اپریل) انگریزوں نے بن غازی خالی کر دیا۔

(۶ر اپریل) عدیس ابابا پر انگریزی فوج کا قبضہ۔

(۱۳ر اپریل) طبروق کا محاصرہ۔

(۳ر مئی) عراق میں رشید علی کی بغاوت۔

(۱۰ر مئی) روڈلف ہیس سکاٹ لینڈ میں اُترا۔

(۲۰ر مئی) بحیرہ روم میں جرمنوں کا کریٹ پر حملہ۔

(۲۷ر مئی) جرمن کا ایتھنز پر قبضہ۔

(۱ر جون) انگریزی فوج کریٹ سے واپس بلا لی گئی۔

(۱۴ر اگست) مسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ کے میثاق اوقیانوس پر دستخط۔

(۲۰ر اکتوبر) جرمن کے ہراول دستے ماسکو سے ۶۵ میل دُور رہ گئے۔

(۷ر دسمبر) جاپان نے پرل ہاربر میں امریکی بحری بیڑے اور ہوائی اڈوں پر بم برسائے۔

(۸ر دسمبر) برطانیہ اور برطانوی نوآبادیات اور امریکہ کا جاپان کے خلاف اعلان جنگ۔ چین نے جرمنی۔ جاپان اور اٹلی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

(۱۱ر دسمبر) امریکہ نے جرمنی اور اٹلی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

(۱۷ر دسمبر) انگریزوں کا بن غازی پر دوبارہ قبضہ۔

سنہ ۱۹۴۲ء (۳ر جنوری) ۲۶ قوموں نے محوری طاقت کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

سنہ ۱۹۴۲ء (۸ر جنوری) جرمن جنرل کی دو میل تک الاغیلہ کی طرف پسپائی۔
(۲۳ جنوری) جاپانیوں نے رنگون پر ہوائی حملے کئے۔
(۲۱ر جون) جرمنوں کا ٹوبرگ (شمالی افریقہ) پر قبضہ۔
(یکم جولائی) جرمن العالمین پہنچ گئے۔
(۳ر نومبر) مصر میں محوری طاقتوں کی پسپائی شروع ہوگئی۔
(۱۳ر نومبر) برطانیہ کا طبروق پر قبضہ۔
(۲۰ر نومبر) انگریزی فوج نے بن غازی پر قبضہ کرلیا۔
(۱۵ر دسمبر) برطانیہ نے الاغیلہ پر قبضہ کر لیا۔
(۲۰ر دسمبر) کلکتہ پر پہلا جاپانی ہوائی حملہ۔
سنہ ۱۹۴۳ء (۲۹ر مارچ) برطانیہ نے گابز اور الحمامہ پر قبضہ کرلیا۔
(۱۲ر مئی) محوری طاقتوں کی شمالی افریقہ میں منظم مزاحمت کا خاتمہ جرمن کمانڈر کو ہندوستانی فوج نے پکڑ لیا۔
(۹-۱۰ر جولائی) جزیرہ سسلی پر حملہ۔
(۱۷ر اگست) مسینا پر قبضہ سسلی میں لڑائی بالکل بند ہوگئی۔
(۸ر ستمبر) اٹلی کے بلا شرط ہتھیار ڈالنے کا اعلان۔
سنہ ۱۹۴۴ء (۱۰ر نومبر) مسٹر چرچل کا اعلان۔ جرمن چند ہفتوں سے برطانیہ پر راکٹ بم گرا رہے ہیں۔
(۲۲ر نومبر) اتحادی فوجیں جرمنی میں دریائے اور کے کنارے پہنچ گئیں۔
سنہ ۱۹۴۵ء (۲۵ر اپریل) ہٹلر کی طرف سے ہتھیار ڈالنے کی پیشکش۔
(۲۹ر اپریل) ہٹلر کے مرنے کی خبر مسولینی کو اطالوی عدالت کے حکم سے گولی کا نشانہ بنا کر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

۱۹۴۵ء (۷ رمئی) اتحادیوں کے آگے جرمنوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔اور دوسری عالمگیر جنگ کا خاتمہ ہُوا۔[ل]

پہلی خبر } "چند سال ہوئے مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں گھر کے اُس حصہ میں ہوں جو مسجد مبارک کے اوپر کے صحن کے ساتھ ہے مَیں نے مسجد میں شور سُنا اور باہر نکل کر دیکھا کہ لوگ اکٹھے ہیں۔اُن میں سے ایک میرے اُستاد بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب بھی ہیں سب لوگ مغرب کی طرف اُنگلیاں اُٹھا اُٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ دیکھو مغرب سے سورج نکل آیا اور وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اب قیامت آ گئی۔مَیں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت پہاڑیاں گر رہی ہیں درخت ٹوٹ رہے ہیں اور شہر ویران ہو رہے ہیں اور ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہے کہ تباہی آگئی قیامت آگئی میں بھی یہ نظارہ دیکھتا ہوں تو کچھ گھبرا سا جاتا ہوں مگر پھر میں کہتا ہوں مجھے اچھی طرح سورج دیکھ تو لینے دو۔میں خواب میں خیال کرتا ہوں کہ قیامت کی علامت صرف مغرب سے سورج کا طلوع نہیں بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور علامات کا پایا جانا بھی ضروری ہے چنانچہ اُن دوسری علامات کو دیکھنے کے لئے میں مغرب کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو وہاں بعض ایسی علامتیں دیکھتا ہوں جو قیامت کے خلاف ہیں اور غالباً سورج کے پاس چاند ستارے یا نور دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں یہ قیامت کی علامت نہیں دیکھو فلاں فلاں علامتیں اس کے خلاف ہیں۔میرا یہ کہنا ہی تھا کہ مَیں نے دیکھا سورج غائب ہو گیا اور دنیا پھر اپنی اصلی حالت پر آ گئی"۔[لہ]

(مرتب) یہ رؤیا دوسری عالمگیر جنگ سے تین برس پہلے کی ہے۔غور فرمایئے اس میں جنگ کی قیامت خیز تباہ کاریوں کا کتنا جامع نقشہ کھینچا گیا ہے۔

[ل] ماخوذ از الفضل ۱۶/۱۸ مئی ۱۹۴۵ء۔

[لہ] ر الفضل ۱۷ر فروری ۱۹۳۵ء صلا کالم ۱-۲۔

دوسری خبر (۲۴-۲۵ مئی ۱۹۴۰ء کا کشفی نظارہ)

"اب بھی مَیں سفر سے واپسی پر ریل میں آ رہا تھا۔ کہ میں نے (جنگ کے سلسلہ میں۔ ناقل) پھر دُعا کرنی شروع کر دی۔ دُعا کرتے کرتے چند سیکنڈ کیلئے غنودگی کا ایک جھٹکا آیا۔ جیسا کہ الہام کے وقت غنودگی آتی ہے کشفی حالت میں ایک بادشاہ میرے سامنے سے گزار اگیا۔ پھر الہام ہُوا

ایب ڈِی کیٹڈ "Abdicated"

میں اس کی تعبیر یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو کوئی بادشاہ ہے جو اس جنگ میں معزول کیا جائے گا یا کسی معزول بادشاہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ دوبارہ دنیا میں کوئی تغییر پیدا کرے گا"[1]

(مرتب) انگریزی میں (Abdicated) کا لفظ ابتدائً فقط اصولی یا باقاعدہ دستبرداری کے معنوں میں مستعمل تھا لیکن بعد کو اس کا اطلاق فرائض منصبی سے عملاً محرومی پر بھی کیا جانے لگا۔[2]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ الہام اپنے دونوں معنوں میں ایک بار نہیں متعدد بار پورا ہُوا۔ چنانچہ لیوپولڈ (شاہ بلجیم) کیرول (شاہ رومانیہ) بورس (شاہ بلغاریہ) اور رضا شاہ پہلوی (شاہ ایران) کی دستبرداری الہام الٰہی کی صداقت کے ناقابل تردید شواہد ہیں۔

تیسری خبر "مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوں اور مُنہ مشرق کی طرف ہے۔ میرے سامنے حکومت برطانیہ کی خفیہ خط وکتابت

---

[1] الفضل ۲۸ جون ۱۹۴۰ء صفحہ ۲ کالم ۱
[2] ملاحظہ ہو۔ "Webster's New International Dictionary" اور "A New English Dictionary on Historical Principals"

پیش کی جا رہی ہے۔ ایک کے بعد دوسری چٹھی میرے سامنے آتی ہے۔ یہ چٹھیاں انگریزی حکومت کی طرف سے فرانسیسی حکومت کے نام پر ہیں۔ ایک چٹھی میرے سامنے آئی جس میں حکومت برطانیہ نے فرانسیسی حکومت کو لکھا ہے کہ ہمارا ملک سخت خطرہ میں پڑ گیا ہے جرمن اُس پر حملہ آور ہونے والا ہے اور قریب ہے کہ اُسے مغلوب کرلے۔ اس لئے ہم آپ سے چاہتے ہیں کہ انگریزی حکومت اور فرانسیسی حکومت کا الحاق کر دیا جائے۔ یہ چٹھی پڑھ کر میں بہت گھبرایا اور قریب تھا کہ میری آنکھ کُھل جاتی کہ یکدم ایک آواز آئی کہ یہ چھ ماہ پہلے کی بات ہے۔ ؎

(مرتب) یہ رؤیا جنگ کے اعلان سے ایک ماہ قبل کی ہے جس میں مندرجہ ذیل نہایت عظیم الشان خبریں بتائی گئی تھیں۔

(۱) جرمن اور انگریزوں میں نہایت خونریز جنگ ہوگی۔

(۲) فرانس اس جنگ میں انگریزوں کا حلیف ہوگا۔ اور شکست کھائے گا۔

(۳) وہ شکست اس نوعیت کی ہوگی کہ وہ انگریزوں سے قطع تعلق کرکے غنیم سے صلح کا معاہدہ کرنے پر تیار ہو جائے گا۔

(۴) اس وقت برطانیہ جرمنی کی وجہ سے سخت خطرہ میں گھرا ہوا ہوگا۔

(۵) اس نازک موقعہ پر برطانیہ فرانس کو حکومتی الحاق کی پیشکش کرنے پر مجبور ہوگا۔

(۶) اس پیشکش کے پورے چھ ماہ بعد برطانوی حکومت کی حالت بدل جائیگی۔

رؤیا کے یہ سبھی پہلو نہایت حیرت انگیز رنگ میں پورے ہوگئے۔

(۱) ہٹلر کے بیانات سے معلوم ہوتا تھا کہ جرمنی برطانیہ سے الجھنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ برطانیہ یورپین ریاستوں کے بارہ میں کوئی دخل نہ دے اور اب تک عملاً یہی کچھ ہوا۔ جرمنی نے آسٹریا۔ سوڈیٹن لینڈ اور

؎ الفضل ۲۸؍ جون ۱۹۴۰ء صفحہ ۳ کالم ۲-۳)

پھر پورے چیکوسلواکیہ کو ہڑپ کر لیا۔ لیکن محوری اور اتحادی طاقتوں میں کوئی کشمکش نہ ہوئی مگر جب جرمنی یکم ستمبر ۳۹ء کو پولینڈ پر حملہ آور ہوا تو پولینڈ سے معاہدہ کی وجہ سے برطانیہ کو مجبوراً جنگ میں شامل ہونے کا فیصلہ کرنا پڑا حالانکہ برطانوی وزراء یہ اظہار کر چکے تھے کہ برطانیہ پر جرمن حملے کا کوئی امکان نہیں اور اسی لئے وہ کچھ تیاری نہ کر پائے تھے کہ دھر لئے گئے چنانچہ مسٹر چرچل نے کنیڈین پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ:-

"ہمیں جنگ میں بالکل عدم تیاری کی حالت میں شامل ہونا پڑا۔ کیونکہ ہم پولینڈ سے یہ کہہ چکے تھے کہ اگر اس پر حملہ ہوا تو ہم اس کا ساتھ دیں گے" (لنڈن ٹائمز ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۱ء)

پس انگریزوں کا جرمن کے خلاف اعلان جنگ ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے جس کی پیشتر ازیں کوئی توقع نہ تھی۔

(۲) جرمنی کے حملہ پولینڈ نے خود فرانس کو بھی چوکنا کر دیا چنانچہ وہ اپنے حالات کا جائزہ لینے کے بعد برطانیہ کا حلیف بن گیا اور دونوں حکومتوں نے ۳ر ستمبر ۳۹ء کو متحدہ نعرہ جنگ بلند کر دیا۔

۲۸ر مارچ ۱۹۴۰ء کو فرانس اور برطانیہ کی حکومتوں نے یہ معاہدہ کیا کہ وہ ایک دوسرے سے دوستانہ منظوری حاصل کئے بغیر حملہ آور سے مصالحت کی کوئی گفتگو نہ کریں گے۔ اس معاہدے پر چند دن گذرے تھے کہ حالات نے یکدم پلٹا کھایا۔ نازی فوجیں نہایت برق رفتاری سے آگے بڑھیں اور انہوں نے اپریل کے پہلے ہفتہ میں ڈنمارک اور ناروے پر قبضہ کر لیا اور پھر چند دن بعد ہالینڈ اور بلجیم بھی نازیت کی آغوش میں آ گئے اور تقریباً ساڑھے تین لاکھ اتحادی فوجیں بلجیم سے ملحق فرانسیسی بندرگاہ ڈنکرک کے مقام پر اپنے پورے فوجی سامان کے

ساتھ محاصرہ میں آگئیں۔ برطانیہ اور فرانس کی یہ نازک حالت دیکھی تو اٹلی نے بھی ان کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اس طرح یہ دونوں ملک بیک وقت دو اطراف سے گھر گئے فرانس کو شکست ہوئی اور اس کا ایک بڑا حصہ جرمنوں کے قبضہ میں آ گیا۔

(۳) لیکن ابھی فرانس میں زندگی کی رمق باقی تھی اس لئے ۱۲ ؍ جون ۱۹۴۰ء کو جب فرانس موسیو رینو نے تورس (Tours) سے ملاقات کی تو دوران گفتگو میں اگرچہ صلح کا ذکر بھی آیا لیکن اس وقت تک عام تاثر یہی تھا کہ فرانسیسی بہرحال جنگ جاری رکھیں گے خواہ انھیں شمالی افریقہ کے مقبوضات سے جاری رکھنی پڑے۔ اس ملاقات میں امریکہ سے استمداد کا فیصلہ بھی ہؤا۔ لیکن اس فیصلہ کے تیسرے ہی دن وزیر اعظم فرانس نے برطانوی حکومت کو پیغام بھیجا کہ امریکہ کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں پہنچا اس لئے اسے ۲۸ ؍ مارچ ۱۹۴۰ء کے میثاق سے آزاد کر دیا جائے۔ چونکہ فرانسیسی دارالحکومت اس وقت بورڈو منتقل ہو چکا تھا اس لئے یہ پیغام بھجوا کر موسیو رینو بورڈو کے لئے روانہ ہونے والے تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ فرانس کی حکومت تبدیل ہو گئی ہے اور نئی حکومت کا صدر مارشل پٹیان کو تجویز کیا گیا ہے اور اس کا بڑا مقصد صلح ہے۔"

ٹائمز ۲۶ ؍ جون ۱۹۴۰ء

غرضکہ فرانسیسی حکومت چاہتی تو امریکہ سے دوبارہ گفت و شنید کر سکتی تھی اور شمالی افریقہ سے جنگ جاری رکھنا تو اس کے لئے ہر طرح ممکن تھا لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور صلح کر لی۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رؤیا کے عین مطابق تھا۔

(۴) فرانس کا یوں جرمنی سے مصالحت کر لینا برطانیہ پر بجلی بن کر گرا کیونکہ

اب وہ میدان جنگ میں یکہ وتنہا رہ گیا۔ ڈنکرک کے مقام پر اس کی فوجیں جنگی اسلحہ چھوڑ کر بڑی مشکل سے بھاگ کر لنڈن پہنچی تھیں اور حالت اس درجہ نازک ہوگئی تھی کہ جرمنی کو یقین تھا کہ برطانیہ کو صلح کی درخواست کئے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں۔ اسی لئے جرمنی نے دو ماہ تک برطانیہ پر حملہ کی دھمکیوں پر ہی اکتفا کرتے ہوئے کوئی عملی اقدام کرنے سے عمداً گریز کیا۔

(۵) جب حالات اس درجہ نازک ہوگئے تو خواب کے عین مطابق برطانوی حکومت نے ۱۷؍ جون سنہ ۱۹۴۰ء کی شام کو فرانسیسی حکومت کو الحاق کی تجویز بھیجی کہ ان الفاظ میں اعلان کیا جائے کہ:۔

"موجودہ دنیا کی سب سے زیادہ خطرناک حالات کے وقت دولت مشترکہ اور جمہوریت فرانس کی حکومتیں حریت و انصاف سے مدافعت کے لئے ایک مشترکہ محاذ کی خاطر اس ظالمانہ نظام کے خلاف جو بنی نوع کو ذلت اور غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتا ہے ناقابلِ تفریق اتحاد اور ناقابلِ تسخیر عزم کا اعلان کرتی ہیں"

یونین کے متعلق الفاظ کا متن یہ تھا۔

"The two Governaments declare that France and Great Britain shall no longer be two nations, but one France British Union. The consititutionof the union will provide for joint orgons of defence, forcign, finaneial and eenomic policies. Every citizen of

France will enjoy immediately citizenship of Great Britain every British subject will become a citizen of france."

یعنی دونوں حکومتیں یہ اعلان کرتی ہیں کہ فرانس اور برطانیہ اب سے دو قومیں نہیں بلکہ ایک ہی قوم "فرینکو برٹش یونین" کے نام سے ہو گی اور یونین کا دستور دفاع۔ امور خارجہ۔ مالی اور اقتصادی پالیسی کے مشترکہ وسائل و ذرائع مہیا کرے گی ہر ایک فرانسیسی شہری فوراً برطانوی شہریت کا حقدار ہو جائے گا اور ہر ایک برطانوی رعیت فرانس کا شہری بن جائے گا۔

پھر ۱۸ رجون کو وزیر اعظم برطانیہ نے دارالعوام میں کہا۔

"ممبروں نے وہ تاریخی اعلان پڑھ لیا ہو گا جس میں بہت سے فرانسیسیوں کی نیز ہمارے دلوں کی خواہش پر ہم نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ فرانس کی تاریخ میں سب سے زیادہ تاریک گھڑی کے وقت ایک مشترک شہریت کی یونین بنا دی جائے" (لنڈن ٹائمز ۱۹ رجون سنہ ۱۹۴۰ء)

غرضکہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت جو کچھ بتایا تھا وہ لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس مقام پر خدائی نشان کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ:۔

(۱) برطانیہ جیسی عظیم الشان حکومت کے لئے جس کے مقبوضات اس وقت تک دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے اور ہندوستان کی چالیس کروڑ آبادی اس کی محکوم تھی ایسا اعلان ایک پست ذہنیت کا آئینہ دار تھا جسکی ہرگز توقع نہ کی جا سکتی تھی۔

(ب) برطانیہ نے ایک ایسی قوم سے الحاق کی اپیل کی جس میں پہلی عالمگیر جنگ کے بعد انگریزوں سے شدید نفرت کے جذبات اُبھر آئے تھے۔

چنانچہ مولف کتاب "پیرس کے آخری ایام" نے بالوضاحت لکھا ہے کہ فرانسیسیوں کے بعض طبقات میں تو ہمیشہ انگلینڈ کے متعلق نفرت پائی جاتی تھی جس پر پہلی جنگ عظیم کے بعد تخفیف اسلحہ کی برطانوی پالیسی نے جلتی آگ پر تیل کا کام دیا۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ایک مشہور فرانسیسی ہنری بیرو نے لکھا کہ انگلستان کو غلام بننے پر مجبور کرنا چاہیے نیز لکھا:-

I hate England by instinct and by tradation.

یعنی میں فطری و روایتی دونوں اعتبار سے انگلستان سے متنفر ہوں۔

(Last days of Paris) (پیرس کے آخری ایام ص ۱۳۷-۱۳۸)

(ج) یہ اپیل ایک ایسے وقت میں کی گئی جبکہ پولینڈ اور پھر بلجیم کے معاملہ میں برطانیہ کو سخت ہزیمت اُٹھانا پڑی تھی اور فرانسیسی دماغ میں یہ احساس عام تھا کہ انگریزی فوجیں میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئی ہیں اور انہیں ایک خونخوار دشمن کے مُنہ میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

برطانوی الحاق کی اپیل کا تجزیہ اگر اس ماحول کی روشنی میں کیا جائے تو بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں برطانوی پیشکش اپنی نوعیت میں واحد مثال ہے جس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔

(د) خواب سے مترشح ہوتا ہے کہ الحاق کی خواہش کا اظہار برطانوی حکومت کی طرف سے فرانسیسی مشورہ یا منظوری کے بغیر ہوگا حالانکہ ایسے اہم معاملات میں کوئی بڑی سے بڑی حکومت بھی از خود اعلان کرنے کی جرأت نہیں کرسکتی لیکن برطانوی

حکومت نے فرانسیسی حکومت کی منظوری کے بغیر یونین کا اعلان شائع کر دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہر رنگ میں فرانس کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھنا چاہتی تھی کیونکہ یورپ میں اس کا کوئی حلیف نہ تھا اور اس کی حالت اس حد تک کمزور ہو چکی تھی کہ مسٹر چرچل کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ اگر ہمیں انگلستان چھوڑنا پڑا تو ہم کینیڈا سے اپنی جنگی مہم کا آغاز کریں گے۔ اس لئے خلاف دستور اور خلاف توقع برطانوی حکومت نے فرانس سے پیشکش کی لیکن فرانس نے اسے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا کیونکہ اس کے خیال میں دونوں متحد ہو کر بھی جنگ جاری نہ رکھ سکتے تھے اور اس قسم کی یونین کا قیام سرے سے ہی عبث و فضول تھا لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض خواب پورا کرنے کے لئے واقع ہوا۔

(۷) خواب میں آپ پر انکشاف فرمایا گیا تھا کہ یہ چھ ماہ پہلے کی بات ہے یعنی اس کے بعد برطانیہ کی حالت سدھر جائے گی۔ چنانچہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے رؤیا بیان کرتے ہوئے اس فقرہ کے متعلق فرمایا:۔

"اس میں بتایا گیا ہے کہ چھ ماہ کے بعد تک یہ مصیبت ٹل جائے گی۔" [۱]

خدا کی شان دیکھو ٹھیک چھ ماہ بعد ۱۹ر دسمبر ۱۹۴۰ء کو مسٹر چرچل نے دارالعوام میں یہ اعلان کیا " اگر ہم اپنی اس حالت پر نگاہ ڈالیں جو مئی اور جون میں تھی تو ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہو سکتا جو کرسمس منانے کے لئے شکریہ کے جذبات کے ساتھ نہ جائے اب ہم پہلے سے محفوظ ہو گئے ہیں اور ہم نے ایک ایسی حالت سے ترقی کی جبکہ دنیا میں بہت سے لوگوں کے علاوہ ہمارے بہت سے بہترین دوست بھی اس بات سے مایوس ہو چکے تھے کہ ہم مقابلہ جاری رکھ سکیں گے لیکن ہم نے اپنے تئیں بچا لیا اور ہمارے مقابلہ کی طاقت بھی بڑھ گئی اور ہم نے نہ صرف اپنے آپ کو اپنے جزیرے میں محفوظ کر لیا بلکہ اُن ذمہ واریوں کو پورا کرنے کیلئے

[۱] الفضل ۱۸ر جون ۱۹۴۰ء

بھی اپنا ہاتھ بڑھایا جو ہم پر سمندر پار ممالک کی نسبت جو ہم پر اعتماد رکھتے ہیں عائد ہوتی ہیں" (لنڈن ٹائمز ۱۹ ار دسمبر ۱۹۴۵ء)

مسٹر چرچل کے اس اعلان کی مزید وضاحت کے لئے لارڈ ہالی فاکس کا وہ بیان قابل مطالعہ ہے جو انہوں نے امریکہ کے سکرٹری آف سٹیٹ (مسٹر کارڈل ہل) سے پہلی ملاقات کے بعد برطانوی قونصل کی حیثیت سے پریس کے سامنے دیا۔ یاد رہے لارڈ ہالی فاکس ڈنکرک اور سقوط فرانس کے وقت برطانیہ کے فارن سکرٹری تھے۔ آپ نے بتایا:۔

"انگلستان میں کسی کو اس امر میں شک نہیں تھا کہ جرمن موسم بہار میں سخت حملہ کریں گے۔ ہمیں جرمنی کی طاقت اور تجاویز کے متعلق کوئی دھوکہ نہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ کامیاب نہیں ہونگے اس کے متعلق کوئی غلطی نہیں کھانی چاہیئے اب انگلستان نہایت اچھی حالت میں ہے اور خاص طور پر ڈنکرک کے بعد کی حالت کے مقابلہ میں ہم خوب تیار ہو چکے ہیں جب تاریخ لکھی جائیگی تو اس وقت یہ معلوم ہوگا کہ ہٹلر نے جون ۱۹۴۰ء میں جنگ کو ہار دیا تھا جبکہ وہ فرانس کی شکست کے بعد کی ہماری حالت سے فائدہ نہ اُٹھا سکا۔ انگلستان اس وقت انتہائی درجہ کمزور تھا۔ اور جرمنی اگر جلدی سے حملہ کر دیتا تو وہ انگلستان میں داخل ہو سکتا تھا۔" (سنڈے ٹائمز ۲۶ جنوری ۱۹۴۱ء)

یہ تو انگلستان کے مدبرین کی رائے ہے فرانس کے جنگی افسر تو مئی جون میں برملا یہ اظہار کر چکے تھے کہ

"انگلستان کی تین ہفتوں کے اندر اندر مرغی کی طرح گردن مروڑ دی جائے گی۔" (ٹائمز ۳۱ دسمبر ۱۹۴۱ء)

وہ لوگ جو خدا اور اس کی صفت تکلم کے ظہور سے بیگانہ محض ہیں خدائے قادر کے

اُس بھاری نشان پر غور کرتے ہوئے پوری سنجیدگی سے سوچنا چاہئے کہ اگر ہم پر کوئی علیم وخبیر اور متصرّف بالا رادہ ہستی موجود نہیں تو ہندوستان کی ایک مختصر سی بستی میں رہنے والے انسان کو کس نے بتا دیا کہ معرکہ جنگ کے دوران میں انگلستان نہایت درجہ نازک حالت میں مبتلا ہو جائے گا لیکن چھ ماہ کے بعد اس کے قدم مضبوطی سے جم جائیں گے اور وہ دشمن کے مقابلہ میں پیٹھ ٹھونک کر کھڑا ہو جائے گا اور پھر کونسی ثوت تھی جس نے چھ ماہ کے بعد حالات کا نقشہ بدل ڈالا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب انگلستان اس خطرناک سیاسی بحران سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکا تھا تو کس نے چرچل اور لارڈ ہالی فاکس جیسے عظیم سیاسی لیڈروں کو مجبور کیا کہ وہ ٹھیک چھ ماہ کے بعد اس جنگی راز کا افشا کر کے پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کردیں[۵]

چوتھی خبر } "مَیں نے رؤیا دیکھا میرے سامنے کچھ کاغذات پیش کئے گئے ہیں جو پٹیالہ گورنمنٹ کے متعلق ہیں اور اُن کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ حرکات انگریزوں کے خلاف کر رہی ہے اور انگریز پہلی دوستی کے لحاظ کی وجہ سے کچھ کر نہیں سکتے اور میں خواب میں ہی گھبراتا ہوں کہ اب کیا بنے گا تو میرے دل میں ڈالا جاتا ہے کہ یہ صرف ایک سال کی بات ہے سال کے اندر اندر یہ حالت بدل جائے گی"

(مرتب) یہ رؤیا کس شان سے پوری ہوئی اس کی تفصیل حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قلم ہی سے پڑھئے۔ فرماتے ہیں:۔

"فرانس کی شکست سے (جو اسے پٹیالہ گورنمنٹ کی انگریزی معاہدہ کے خلاف.

---

۵ جنگ عظیم ثانی سے متعلق حضرت کے الہامات وکشوف کی تشریح اکثر و بیشتر مولنا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لنڈن مبلغ بلاد عربیہ۔ اور مولنا محمد یعقوب صاحب فاضل طاہر کی تالیف گذشتہ موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئیاں" سے ماخوذ ہے۔

جرمنی سے مصالحت کر لینے کے باعث ہوئی۔ ناقل) ٹھیک ایک سال کے بعد عراق میں جرمنوں نے بغاوت کرائی اور ایسے نازک حالات پیدا ہو گئے کہ خطرہ تھا کہ ہفتہ عشرہ میں ہی جنگ ہندوستان آ پہنچے گی۔ اور اس بغاوت کے سلسلہ میں شام کی فرانسیسی حکومت نے جرمنوں کو مدد دی اور اس طرح انگریزوں کے لئے جو پہلے فرانس کے ساتھ اس وجہ سے جنگ نہ کرنا چاہتے تھے کہ دنیا میں ان کی بدنامی ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ اپنے سابق حلیف کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اس کا مقابلہ کرنے کا موقعہ خود بخود پیدا ہو گیا اور انہیں فرانس کو نوٹس دینا پڑا اور جب پھر بھی فرانس کے رویہ میں تبدیلی نہ ہوئی تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔ دیکھو کس طرح یہ رؤیا ایک سال کے اندر اندر پورا ہو گیا ورنہ اُس وقت دونوں کی طرف سے اعلان ہوتے تھے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتے" [1]

پانچویں خبر "جب ہرہیس انگلستان اُترا۔ میں سندھ میں تھا۔ رات کو مَیں نے ریڈیو پر خبریں سُنیں۔ اُن میں اُس کے اُترنے کا کوئی ذکر نہ تھا یوں وہ اُتر چکا تھا۔ رات کو مَیں نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا جرمن لیڈر ہوائی جہاز سے انگلستان میں اُترا ہے۔ صبح مَیں نے بعض دوستوں کو خطوط لکھے تو ان میں اس کا ذکر کر دیا کیونکہ صبح کی خبروں میں ریڈیو پر یہ خبر بھی آگئی تھی۔" [2]

(مرتب) روڈلف ہیس (Rodalf Hess)، جو ۱۰ مئی ۱۹۴۱ء کو انگلستان کے ساحل پر پیرا شوٹ کے ذریعہ اُترا اور اُترتے ہی گرفتار کر لیا گیا مشہور نازی لیڈر اور ہٹلر کا دست راست تھا جو مدتوں ہٹلر کا پرائیویٹ سیکرٹری اور محافظ خصوصی بھی رہا اور نازی پارٹی کے سیاسی محکمے کا افسر اعلیٰ بھی۔

---

[1] [2] الفضل ۹ نومبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۴ کالم ۱-۳

چھٹی خبر "جس دن جنگ کا آغاز ہوا۔ اور ہم کو اس کی اطلاع آئی۔ اس سے پہلی رات مجھے جنگ کا نظارہ خواب میں دکھایا گیا۔ مگر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اس نے خواب کا نظارہ مجھے مقامی ماحول میں دکھلایا۔ اسی رنگ کے نظارے مجھے پہلے بھی دکھائے جا چکے ہیں۔ مجھے دکھایا گیا کہ ہمارے باغ اور قادیان کے درمیان جو تالاب ہے۔ اس میں قوموں کی لڑائی ہو رہی ہے مگر بظاہر چند آدمی رسہ کشی کرتے نظر آتے ہیں۔ کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر یہ جنگ یونان تک پہنچ گئی۔ تو اس کے بعد یکدم حالات متغیر ہونگے اور جنگ بہت اہم ہو جائیگی اس کے بعد میں نے دیکھا کہ یکدم اعلان ہوا ہے کہ امریکہ کی فوج ملک میں داخل ہو گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ امریکہ کی فوج بعض علاقوں میں پھیل گئی ہے مگر وہ انگریزی حلقہ اثر میں آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی۔"[۵۱]

(مرتب) یہ رؤیا دو زبردست غیبی خبروں پر مشتمل ہے:۔

اوّل:۔ یونان کے میدانِ جنگ بننے کے بعد نہایت اہم تغیرات ہونگے۔ جن سے لڑائی نئی کروٹ بدلے گی چنانچہ یونان تک جنگ پہنچنے کے بعد ہی جرمنی نے اُس کے خلاف اعلانِ جنگ کیا (۲۲ جون ۱۹۴۱ء) اور پھر دسمبر ۱۹۴۱ء میں جاپان اور امریکہ بھی میدانِ کارزار میں کود پڑے اس طرح جنگ کے شعلے مشرق سے لے کر مغرب تک اور نئی دنیا سے پرانی دنیا تک پہنچ گئے اور جنگ ہر جہت سے عالمگیر صورت اختیار کر گئی۔

دوم:۔ اس رؤیا میں بتایا گیا تھا کہ "امریکہ کی فوج بعض علاقوں میں پھیل گئی ہے مگر وہ انگریزی حلقہ اثر میں آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی۔"[۵۲]

---

۵۱ الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۲ کالم ۳)

۵۲ امریکہ کی جنگ میں شمولیت کا فوری سبب یہ پیدا ہوا کہ جاپان نے ۷ دسمبر ۱۹۴۱ء کو بحر الکاہل میں اس کے مقبوضہ جزائر پرل ہاربر پر حملہ بول دیا اس لئے امریکہ جو اس وقت تک خاموش بیٹھا تھا آناً فاناً شریک جنگ ہو گیا۔

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دسمبر ۱۹۴۱ء کے جلسہ سالانہ پر رؤیا کے اس حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس خواب کا ایک پہلو تو وہ تھا کہ بعض انگریزی جزیروں میں امریکنوں نے اپنے لئے فوجی اڈے حاصل کئے تھے مگر ایک پہلو اس کا اب ظاہر ہو رہا ہے کہ امریکن حکومت بھی انگریزوں کے ساتھ مل کر برسرِ جنگ ہے اور اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ بالکل ممکن ہے کہ امریکن فوجوں کو ہندوستان میں بھی لانا پڑے"۔ لہ

چنانچہ حالات نے جلد ہی ایسا پلٹا کھایا کہ خود انگریز ہی امریکی فوجوں کو ہندوستان میں آنے کی دعوت دینے پر مجبور ہوئے۔

ساتویں خبر

"ایک اور خواب میں نے پچھلے سال دسمبر ۱۹۴۰ء کو ناقل) دیکھا تھا ... میں شملہ میں چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کے مکان پر تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک بڑا ہال ہے جس کی سیڑھیاں بھی ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ملک ہے مگر نظر ہال آتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ سیڑھیوں میں سے اٹلی کی فوج لڑتی آ رہی ہے اور انگریزی فوج دبتی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ اطالوی فوج ہال کے کنارے تک پہنچ گئی جس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ انگریزی علاقہ شروع ہوتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قادیان نزدیک ہی ہے اور میں بھاگ کر یہاں آیا ہوں مجھے میاں بشیر احمد صاحب ملے ہیں میں اُن سے اور بعض اور دوستوں سے کہتا ہوں۔ کہ اٹلی کی فوج انگریزی فوج کو دباتی چلی آ رہی ہے اگرچہ ہماری صحت اور بینائی وغیرہ ایسی تو نہیں کہ فوج میں باقاعدہ بھرتی ہو سکیں۔ مگر بندوقیں ہمارے پاس ہیں آؤ ہم لے کر چلیں۔ دُور کھڑے ہو کر ہی فائر کریں گے۔ چنانچہ ہم جاتے

لہ الفضل ۱۷؍ جنوری ۱۹۴۲ء

ہیں اور دُور کھڑے ہو کر ہی فائر کرتے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ انگریزی فوج اٹلی والوں کو دبانے لگی ہے اور اُس نے پھر انہی سیڑھیوں پر واپس چڑھنا شروع کر دیا ہے جن پر سے وہ اُتری تھی اس وقت میں دل میں سمجھتا ہوں کہ دو تین بار اسی طرح ہُوا ہے۔ چنانچہ یہ خواب لیبیا میں پورا ہو چکا ہے جہاں پہلے دشمن مصر کی سرحد تک پہنچ گیا تھا مگر انگریزوں نے پھر اُسے پیچھے ہٹا دیا پھر دشمن نے انگریزوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور اب پھر انگریزوں نے اُن کو پیچھے ہٹا دیا ہے اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی مثال کہیں تاریخ میں نہیں ملتی کہ چار دفعہ ایسا ہُوا ہو کہ پہلے ایک قوم دوسری کو ایک سرے سے دباتی ہوئی دوسرے سرے تک جا پہنچی ہو اور پھر وہ اُسے دبا کر اسی سرے تک لے گئی ہو اور ایک مرتبہ پھر وہ اُسے دبا کر وہیں پہنچا آئی ہو۔ اور چوتھی دفعہ پھر وہ اُسے دبا کر واپس لے گئی ہو۔" [1]

(مرتب) لیبیا کے محاذِ جنگ کا یہ نقشہ ایسا مکمل اور بعد کو پیش آنے والے واقعات سے اس درجہ مطابقت رکھتا ہے کہ عقل ورطہ حیرت میں پڑ جاتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء کو اس عظیم الشان رؤیا کی واقعاتی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تاریخ میں اس بات کی کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ کوئی دشمن کسی ملک میں اتنی دُور تک آگیا ہو اور پھر دوسری فوج نے اسے پیچھے دھکیل دیا ہو مگر لیبیا کی لڑائی میں تین دفعہ ایسا ہو چکا ہے اور تینوں دفعہ ایک فریق نے یہی سمجھا کہ اس نے دوسرے کو تباہ کر دیا ہے پہلے ۱۹۴۰ء میں اطالوی فوجیں آگے بڑھیں اور انہوں نے انگریزی فوجوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ ۱۹۴۰ء کے آخر میں پھر

---

[1] الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۴۲ء صہ کالم ۲-۳

انگریزی فوجیں آگے بڑھیں اور اطالوی فوجیں شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئیں ۱۹۴۱ء میں دشمن پھر آگے بڑھا اور انگریزی فوجوں کو دھکیلتا ہوا مصر کی سرحد پر لے آیا۔ ۱۹۴۱ء کے آخر میں انگریز پھر آگے بڑھے اور دشمن کی فوجوں کو شکست دیتے ہوئے کئی سو میل تک لے گئے جون ۱۹۴۲ء میں پھر دشمن کی فوجیں انگریزی فوجوں کو دھکیل کر مصر کی سرحد پر لے آئیں اور اب ۱۹۴۲ء کے آخر میں پھر انگریزوں نے بڑھنا شروع کر دیا ہے ان تینوں دفعہ دشمن کو شکست بھی ایسی خطرناک ہوئی ہے کہ یہ خیال نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ دوبارہ حملہ کر کے کامیاب ہو جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا کہ وہ دوبارہ آگے بڑھا اور اس نے انگریزوں کو پیچھے ہٹا دیا... گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رؤیا مجھے دکھایا گیا تھا وہ متواتر پورا ہوا لڑائی کا میدان مجھے دکھایا گیا تھا اُسکا محل وقوع مجھے دکھایا گیا تھا اُسکی شکل وصورت مجھے بتا دی گئی تھی اور یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ اس جگہ اس قسم کی جنگ ہو گی کہ کبھی تو انگریزی فوج دشمن کو دھکیلتی ہوئی دُور تک لے جائے گی اور کبھی دشمن اسے دھکیل کر اس کے ملک میں گھس آئے گا چنانچہ یہ تمام باتیں پوری ہو چکی ہیں۔" [۱]

آٹھویں خبر "دوران جنگ میں حضور کو دکھایا گیا کہ انگلستان کی حفاظت کا انتظام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے امریکہ سے ۲۸۰۰ جہاز آ رہے ہیں اور میں اُن کی وجہ سے دیکھتا ہوں کہ اب برطانیہ کے لئے خطرہ نہیں۔ چنانچہ جس قدر جہازوں کا آپ کو رؤیا میں علم دیا گیا بالکل اسی قدر یعنی ۲۸۰۰ جہازوں کے بھیجے جانے کا امریکہ سے تار آیا تھا۔ [۲]

(مرتب) یہ خبر جون ۱۹۴۰ء میں ہو بہو پوری ہوئی۔

---

[۱] الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۴-۵ [۲] الفضل ۵ ماہ فروری ۱۹۴۱ء صفحہ ۴ کالم ۲

نویں خبر "فرمایا" اسی طرح ابھی گزشتہ دنوں میں سندھ میں تھا۔ کہ مجھے انگریزی میں ایک الہام ہوا جس کا مفہوم یہ تھا کہ انگریزی فوج کی صف توڑ کر جرمن فوج اندر داخل ہوگئی ہے۔ دوسرے ہی دن میں نے میاں بشیر احمد صاحب کو بھی ایک خط میں اس خواب کی اطلاع دے دی۔ اور غالباً چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی خواب لکھ دی۔ اس کے بعد یہ خبر آگئی جو ریڈیو پر ہم نے خود بھی سن لی کہ طبرق کے مقام پر انگریزی صفوں کو چیر کر جرمن فوج آگے بڑھ گئی ہے۔" [۱]

دسویں خبر "جاپان کی جنگ ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ کہ میں نے گزشتہ ہفتہ میں جمعرات یا جمعہ کی رات کو ایک رؤیا دیکھا جسکی تعبیر میں تو کچھ اور کرتا رہا۔ مگر بعد میں جب اُس جنگ کا آغاز ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی تعبیر اور تھی۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک کوٹھڑی میں ایک شخص بیٹھا ہے اور وہ کچھ کاغذات جلا رہا ہے اور میں رؤیا میں ہی ایک اور شخص سے کہتا ہوں کہ یہ شخص نہایت ضروری کاغذات جلا رہا ہے۔ [۲]

"جب بھی حکومتوں کی آپس میں جنگ چھڑتی ہے تو چونکہ ہر ملک میں دوسرے ملک کے سفیر ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ سفیر اس وقت ضروری کاغذات جلا دیتے ہیں تاکہ وہ کاغذات دوسری حکومت کے قبضہ میں نہ آئیں۔......

..چنانچہ پہلے دن جب جنگ کی خبر شائع ہوئی تو ساتھ ہی یہ خبر آئی کہ جاپانی سفارت خانہ میں جاپانیوں کو کاغذ جلاتے دیکھا گیا ہے....بہرحال اس جنگ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے یہ نظارہ دکھا کر مجھے بتایا کہ اب کوئی نئی حکومت جنگ میں شامل ہونے والی ہے اور اس کے سفارت خانوں میں ضروری

---

[۱] الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۴۲ء صفحہ ۹ کالم ۲۔ [۲] الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۲ کالم ۲۔

کاغذات جلائے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہُوا"۔ ؎

گیارھویں خبر } "اب بھی اٹلی پر جب انگریزی حملہ ہوا تو اس سے ایک دن پہلے رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑا ہوں اور وہاں پاس ہی ایک دوسرا مُلک نظر آتا ہے جو بہت لمبا سا ہے وہاں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کھڑے ہیں اور بڑے زور شور سے انگریزوں کی مدد کے لئے فوج میں بھرتی ہونے کے متعلق تقریر کر رہے ہیں۔ خواب میں مَیں کہتا ہوں کہ مولوی عبدالکریم صاحب تو فوت ہو چکے ہیں معلوم ہوتا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی ہوگی کہ میں لوگوں کے سامنے بھرتی کے متعلق تقریر کروں۔ اور اس اجازت کے بعد وہ تقریر کر رہے ہیں غرض وہ بڑے زور شور۔ سے تقریر کر رہے ہیں اتنے میں مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اِس علاقہ کی ایک نوک سے فوج سے بھری ہوئی لاریاں اتنی کثرت سے دوسرے ملک میں داخل ہونی شروع ہوگئیں کہ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ ان لاریوں سے تمام تو بھر گیا ہے بے تحاشا ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری موٹر دوڑی چلی جاتی تھی اس خواب کے دوسرے دن ہی اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوگئی کہ انگریزوں نے اٹلی پر حملہ کر دیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ تین چار دن کے بعد انگلستان کے اخبار ٹائمز کا ایک فقرہ "سول" وغیرہ انگریزی اخبارات میں نقل کیا گیا کہ جس طرح فوجوں سے بھری ہوئی لاریاں اٹلی میں داخل ہوئی ہیں اس کا اگر کسی نے اندازہ لگانا ہو تو وہ لنڈن کے کسی چوک کا اندازہ لگالے جب وہاں موٹریں اور لاریاں کسی وجہ سے رُک جاتی ہیں تو اجازت ملنے پر کس طرح ایک دوسری کے پیچھے بھاگتی چلی جاتی ہیں جو حالت ایسے موقعہ پر لنڈن کے کسی چوک میں موٹروں اور لاریوں کی کثرت اور ان کے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگنے کی ہوتی ہے اس کو اگر کوئی سوگنا بڑھا کر سوچے تو وہ اندازہ لگا سکتا

؎ "ایضاً"

ہے کہ اٹلی میں ہماری فوجوں سے بھری ہوئی لاریاں کس کثرت اور کتنی بڑی تیزی کے ساتھ داخل ہوئیں ..... یہی نقشہ مَیں نے اپنے دوستوں کے سامنے کھینچا تھا حالانکہ اس وقت تک ابھی یہ خبر شائع نہیں ہوئی تھی کہ اتحادیوں نے اٹلی پر حملہ کر دیا ہے۔" [۱]

بارھویں خبر ۱۹۴۳ء میں حضور نے رؤیا میں دشمن کی فوجیں پیچھے ہٹتی ہوئی اور اٹلی کی شکست دیکھی تھی جو لفظاً لفظاً پوری ہوگئی۔ [۲]

تیرھویں خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جہاں اس عالمگیر جنگ کے متعدد پہلوؤں کی خبر دی وہاں یہ بھی بتایا گیا کہ اتحادی جیتیں گے اور محوری طاقتیں شکست کھا جائیں گی۔

چنانچہ حضور نے اپریل ۱۹۴۴ء میں اپنی ایک مفصل رؤیا کے آخری حصہ کی تفصیل ان الفاظ میں بیان فرمائی :-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر ایک بجلی کی طرح ساری برٹش ایمپائر میں پھیل گئی ہے کہ ملکہ دریا کے پار ہو گئی ہے اور جرمن سپاہی اس کو پکڑ نہیں سکے۔ اور اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں سب ملکوں کی آواز سن سکتا ہوں اور مَیں نے سنا۔ انگلستان۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ افریقہ سب جگہ کے برطانوی باشندے خوشی سے تالیاں پیٹ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب انگریزی قوم جیت گئی اور جرمن ہار گئے۔ اُس وقت خواب میں مجھ پر ایسا اثر ہُوا کہ اس احساس سے کہ میری طاقت سے یہ تغیّر پیدا ہُوا ہے مَیں نے بھی بے تحاشا تالی پیٹ دی" [۳]

(مرتب) محوری طاقتوں کی ناکامی اور اتحادیوں کی کامیابی کے متعلق یہ رؤیا اتنے

---

[۱] الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۲ کالم ۲۔ [۲] الفضل ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۱ کالم ۱۔
[۳] الفضل ۲۰ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ ۳ کالم ۲-۳

واضح اور نمایاں ہیں کہ ہمیں مزید تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔

چودھویں خبر دوسری جنگ عظیم سے متعلق متعدد خدائی نشانوں کا تذکرہ کرنے کے بعد بالآخر ہمیں یہ بتانا ہے کہ جنگ عین اسی سال اسی مہینہ اور اسی تاریخ کو ختم ہوئی جس کی حضور اقدس نے القاء الٰہی کے مطابق ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۳ء میں تعیین فرما دی تھی۔ چنانچہ حضور نے ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"اس ہفتے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت کا نشان اس رنگ میں دکھایا ہے کہ یورپ کی جو ابتدائی اور اصلی جنگ تھی وہ ختم ہو چکی ہے اس جنگ کے متعلق میں نے بارہا بیان کیا تھا کہ قرآن مجید سے اور خدا تعالیٰ کے فعل سے جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ جنگ ۱۹۴۵ء کے شروع میں ختم ہو جائے گی یعنی اپریل ۱۹۴۵ء یا جون ۱۹۴۵ء تک۔ یہ بات خدا تعالیٰ نے ایسے عجیب رنگ میں پوری فرمائی ہے کہ اس پر حیرت آتی ہے۔ آج ہی لاہور سے ایک طالب علم نے لکھا ہے کہ گزشتہ سال میڈیکل کالج لاہور کے کچھ طالب علم جب آپ سے ملنے آئے تھے تو ان میں سے ایک نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ جنگ کب ختم ہو گی۔ اور آپ نے اسے یہ جواب دیا تھا کہ جو کچھ میں قرآن مجید سے اور خدا تعالےٰ کے کلام اور اس کے فعل سے سمجھتا ہوں یہ جنگ اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہو جائے گی وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات اسی وقت نوٹ کر لی تھی اور اب میں نے وہ تحریر اس لڑکے کو جس نے یہ سوال کیا تھا دکھا دی ہے کہ تمہارے سامنے یہ گفتگو ہوئی تھی دیکھ لو اب وہ بات پوری ہو گئی ہے عجیب بات یہ ہے جو نہایت حیرت انگیز ہے کہ گذشتہ الہامات تو الگ رہے میرے اس استدلال کی بنیاد کہ جنگ اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہو جائے گی۔ اس بات پر تھی کہ اللہ تعالےٰ

کی طرف سے تحریک جدید[۱] کے بواعث کے نتیجہ میں یہ جنگ پیدا کی گئی ہے چنانچہ اس مضمون کے متعلق کثرت سے میرے خطبات موجود ہیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہماری جماعت کو جو تکالیف[۲] دی گئی ہیں ان کے نتیجہ میں اسے یہ ابتلاء پیش آیا ہے اور تحریک جدید کے ساتھ اس کی وابستگی

حاشیہ

۱ تحریک جدید کے قیام و آغاز کے بواعث کے متعلق قبل ازیں بتایا جا چکا ہے کہ اکتوبر ۳۴ء میں جب انگریزی حکومت نے احرار کو آلہ کار بنا کر جماعت احمدیہ کا قافیہ حیات تنگ کر دیا تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ تحریک القا ہوئی جس کے دور اول میں حضور نے مخلصین جماعت سے دس سالہ قربانیوں کا مطالبہ فرمایا۔ یہ دعویٰ کہ گورنمنٹ انگریزی کی ایذا رسانیوں کے نتیجہ میں جنگ عظیم کا ظہور ہوا بظاہر محض ایک بے جا تعلی یا خوش فہمی نظر آتی ہے لیکن ہمارا یقین ہے کہ اگر قارئین حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل پیشگوئی کو (جو حضور نے جنگ عظیم کے آغاز سے چار سال قبل فرمائی) مطالعہ فرمائیں گے تو انہیں بھی لازماً اس دعویٰ کی تائید میں ہمارا ہم نوا بننا پڑے گا۔

۲ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء کو قادیان کے جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ پرشوکت پیشگوئی فرمائی

" حکومت کے افسروں کو پولیس اور سول کے حکام کو .... معلوم ہونا چاہیئے ہمیں جوش آتا ہے اور آئے گا مگر وہ دل میں رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی۔ ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہونگے مگر زبانیں خاموش رہیںگی۔ ہاں ایک اور ہستی ہے جو خاموش نہ رہے گی وہ بدلہ لے گی... حکومتوں سے بھی۔ اور افراد سے بھی۔ کوئی بڑے سے بڑا افسر کوئی بڑے سے بڑا لیڈر کوئی بڑے سے بڑا جتھا اور کوئی بڑی سے بڑی حکومت اسکی گرفت سے بچ نہ سکے گی۔ حکومت انگریزی بہت بڑی اور بہت طاقتور حکومت ہے مگر جو اس کے غدار اور فرض ناشناس حاکم ہیں انہیں وہ خدا کی گرفت سے نہیں بچا سکتی۔ وہ ایسے حکام کو بم کے گولوں سے بچانے کا انتظام

ہے[۵]۔ چنانچہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ جنگ اپریل ۱۹۴۵ء کے آخر میں ختم ہو جائے گی یہ اسی بنا پر کہا تھا کہ تحریک جدید کا آخری سال وعدوں کے لحاظ سے تو ۱۹۴۴ء میں ختم ہوتا ہے لیکن جہاں تک سارے ہندوستان کے لئے چندوں کی ادائیگی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۹)

کر سکتی ہے اور وہ احمدیوں نے چلانے نہیں۔ مگر ہیضہ۔ قولنج اور طاعون کے حملہ سے وہ کسی کو نہیں بچا سکتی اور نہ کوئی اور طاقت ہے جو خدا کی گرفت سے بچا سکے۔ اگر یہی حالت جاری رہی اور کسی دن بددعا نکل گئی تو حکومت دیکھ لے گی کہ اپنے تمام سامانوں اور اپنی تمام طاقتوں کے باوجود ان کو بچا نہ سکے گی۔ ہمارا خدا ظلم اور ناانصافی کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ہمارے زخمی قلوب اور اُن میں جو جذبات ہیں اُن کو دیکھتا ہے۔ پھر ہمارے صبر کو دیکھتا ہے۔ آخر وہ ایک دن اپنا فیصلہ نافذ کرے گا۔ اور پھر دنیا دیکھ لے گی۔ کہ کیا کچھ رونما ہوتا ہے۔" (الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء ص۵)

[۵] حضرت اقدس یہی مضمون ایک دوسرے انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"جب یہ جنگ شروع ہوئی تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ یہ جنگ تحریک جدید کا ایک ظہور ہے اور اس کے خاتمہ سے تعلق رکھتی ہے اور یہ خیال ایسا میخ کی طرح گڑا ہوا تھا کہ متعدد دفعہ اس کے متعلق بیان کر چکا ہوں۔" (الفضل ۲۴ مئی ۱۹۴۵ء)

اس تعلق میں ۱۹۴۲ء۔ ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۴ء کے تین بیانات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) "میرا اپنا خیال بھی بعض پیشگوئیوں کے مطابق یہی ہے کہ ۱۹۴۴ء میں جنگ ختم ہو جائیگی اور ۱۹۴۴ء میں ہی تحریک جدید ختم ہوتی ہے اور چونکہ بعض دفعہ جزو بھی ساتھ ہی شامل ہوتا ہے اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ ۱۹۴۵ء میں بھی چند ماہ تک یہ جنگ چلی جائے۔" (الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۴۲ء ص۶)

(۲) "اب تحریک جدید کا نواں سال ہے ۱۹۴۴ء تحریک جدید کا دسواں سال ہوگا اور ۱۹۴۵ء اس کا خاتمہ ہے جو ایسا ہی ہوگا جیسے رمضان کے بعد عید آتی ہے پس میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۵ء اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک خاص سال ہوگا۔" (الفضل ۷ فروری ۱۹۴۳ء ص۳)

(۳) "آج سے دو تین سال پہلے جبکہ جنگ کا پہلو انگریزوں کے خلاف تھا اسی وقت میں نے اس بات کا اظہار کیا تھا اور بتایا تھا کہ میری رائے میں جنگ ۱۹۴۴ء کے آخر یا ۱۹۴۵ء

کا تعلق ہے اس لحاظ سے یہ مدت اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہوتی ہے اور جون یا جولائی اس لحاظ سے کہا تھا کہ بیرونجات کے چندوں کی ادائیگی کی آخری میعاد جون یا جولائی میں جاکر ختم ہوتی ہے اب یہ عجیب بات ہے کہ چندوں کی ادائیگی کی آخری تاریخ جو مقرر ہے وہ سات ہوتی ہے یعنی اگر ہندوستان کے ان علاقوں کے لئے جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے ۔ ۳۱ جنوری مقرر ہے تو یہ میعاد سات فروری کو جاکر ختم ہوتی ہے اور اگر ہندوستان کے اُن علاقوں کے لئے جہاں اُردو بولی اور سمجھی نہیں جاتی ۳۰ اپریل مقرر ہے تو یہ میعاد سات مئی کو جاکر ختم ہوتی ہے کیونکہ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگر وعدہ لکھوانے کی تاریخ ۳۰ اپریل تک رکھی جائے تو چونکہ بعض جگہ ہفتہ میں ایک دفعہ ڈاک آتی ہے اس وعدہ کے روانہ ہونے کی آخری تاریخ اگلے مہینہ کی سات ہونی چاہیئے اس اصل کے مطابق ہندوستان کے اُن علاقوں کے لئے جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے آخری میعاد سات فروری مقرر ہے اور ہندوستان کے ان علاقوں کے لئے جہاں اردو بولی اور سمجھی نہیں جاتی وعدوں کی ادائیگی کی آخری میعاد سات مئی مقرر ہے اب یہ عجیب بات ہے کہ جس دلیل پر میری بنیاد تھی کہ تحریک جدید کے آخری سال کے اختتام پر یہ جنگ ختم ہوگی میری وہ بات اسی رنگ میں پوری ہوئی کہ جنگ نہ صرف اسی سال اور اسی مہینہ میں ختم ہوئی جو میں نے بتایا تھا بلکہ

بقیہ حاشیہ ۱ ص۲۶۰: کے شروع میں ختم ہو جائیگی ...... تحریک جدید کا اجراء جن اغراض کے ماتحت الٰہی تصرف سے ہُوا تھا ان کی وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ تحریک جدید کا پہلا دور جب ختم ہوگا تو خدا تعالیٰ ایسے سامان بہم پہنچائے گا کہ تحریک جدید کی اغراض کو پورا کرنے میں جو روکیں اور موانع ہیں خدا تعالیٰ اُن کو دور کر دے گا اور تبلیغ کو وسیع کرنے کے سامان بہم پہنچا دے گا اور چونکہ تبلیغ کے لئے یہ سامان بغیر جنگ کے خاتمہ کے بغیر نہیں آسکتے اس لئے میں سمجھتا تھا کہ ۱۹۴۴ء کے آخر یا ۱۹۴۵ء کے شروع تک یہ جنگ ختم ہو جائے گی" (الفضل ۲۹ اگست ۱۹۴۴ء صفحہ ۱-۲)

عین سات مئی کو آکر سپردگی کے کاغذات پر دستخط ہوئے"۔ ؎

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے جنگ کے خاتمہ کے متعلق جو تعیین فرمائی وہ صرف جماعت احمدیہ کے اخبارات میں ہی درج نہیں ہوئی بلکہ حکومت ہند کے بعض افسروں نے بھی حضور کی زبان مبارک سے اسے سُنا چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

"۱۹۴۳ء میں جب میں گھر کی بعض مریضہ عورتوں کے علاج کے لئے دہلی گیا تو وہاں چوہدری بشیر احمد صاحب نے ایک رات دعوت دی اس دعوت میں بہت سے غیر احمدی افسر بھی مدعو تھے۔ اور بعض ایسے تھے جو سلسلہ کے متعلق تنقیدی نگاہ رکھتے تھے اس وقت میرے دائیں پہلو پرچیز (Purchase) کے بڑے افسر غلام مرشد صاحب I.C.S بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میرے بائیں طرف فنانس کے تین افسر تھے جن میں سے ایک مرکزی سپلائی کے دفتر کے ایڈوائزر مسٹر زبیری تھے اور باقی دو دوسرے دفاتر کے تھے۔ ان میں سے ایک دوست شاید مسٹر اظہر تھے اب وہ پنجاب میں ایڈوائزر کے طور پر لگے ہوئے ہیں اور دوسرے غالباً مسٹر ممتاز حسین صاحب تھے جو پنجاب ہی کے رہنے والے ہیں اور ڈاکٹر اقبال صاحب کے بارہ میں کئی مضامین لکھ چکے ہیں شروع میں مذہب کے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں آخر سلسلہ کلام جنگ کی طرف پھرا اس وقت ایک صاحب نے سوال کیا کہ جنگ کا خاتمہ کب ہوگا میں نے ان کو بتایا ... مجھے یقین ہے کہ میں نے جو تحریک جدید جاری کی ہے اس کا جنگ کے ساتھ تعلق ہے اس کا دس سالہ تسلسل ہندوستان کے لحاظ سے اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہوتا ہے اور بیرونی ممالک کے لحاظ سے جون ۱۹۴۵ء میں کیونکہ چندہ کے وعدوں کی میعاد ہندوستان کے لئے بنگال وغیرہ کو ملا کر اپریل کا آخر ہوتی ہے اور

؎ الفضل ۱۴ ؍ ۱۷ مئی ۱۹۴۵ء صفحہ ۱ – ۲

بیرونی ممالک کیلئے جون کے آخر تک کی میعاد ہے اللہ تعالیٰ کی جو قدرتیں ظاہر ہو رہی ہیں ان کے لحاظ سے مجھے یقین ہے کہ تحریک جدید کے ساتھ جنگ کا گہرا تعلق ہے اور دیر سے میں اس کو محسوس کر رہا ہوں اس بناء پر مجھے یقین ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ اس دور کے خاتمہ کے ساتھ اپریل یا جون تک ہو جائے گا۔" [1]

برطانوی پریس میں حضرت کے کشوف و الہامات کا تذکرہ

برطانیہ کے دو مشہور اخبارات۔

"یوشم جرنل اینڈ برونیوز" اور "گزٹ اینڈ برونیوز" نے ۲۸ ستمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعتوں میں لکھا:۔

" اگست ۱۹۳۹ء میں جنگ شروع ہونے سے قبل امام جماعت احمدیہ نے ایک رؤیا دیکھا کہ گویا جنگ چھڑ چکی ہے اور آپ کو جنگ کے متعلق بعض اہم مسودات دکھائے جا رہے ہیں۔

ان میں سے ایک مسودہ یہ تھا کہ برطانیہ کی طرف سے فرانس کو یہ پیشکش کی جا رہی ہے کہ دونوں ممالک متحد ہو جائیں اور دونوں ایک قوم بنکر جنگ جاری رکھیں۔

آپ اس مسودہ کو پڑھ کر بہت پریشان ہوئے لیکن آپ کو رؤیا میں ہی یقین دلایا گیا کہ چھ ماہ بعد حالات سدھرنے شروع ہو جائیں گے۔ اس رؤیا کا پہلا حصہ جون ۱۹۴۰ء میں حرف بحرف پورا ہوا۔ اور دوسرا حصہ اس کے چھ ماہ بعد جبکہ لیبیا میں پہلی پیشقدمی شروع ہوئی۔

اسی طرح آپ کو رؤیا میں قبل از وقت بلجیم کے بادشاہ لیوپولڈ کا ہتھیار ڈال دینا

---

[1] الفضل ۲۴ رمئی ۱۹۴۵ء

اور تخت سے دست بردار ہونا دکھلا دیا گیا تھا ۱۹۴۲ء میں آپ نے اپنا ایک رؤیا بھی شائع کیا تھا کہ امریکہ کی فوجیں ہندوستان میں اتریں گی اور یہ کہ یونان بھی اس جنگ کی لپیٹ میں آ جائے گا۔

وسط جون میں آپ کو کشف ہوا کہ برطانیہ کی ہوائی مدافعت مستحکم کرنے کے لئے امریکہ نے ۲۸۰۰ ہوائی جہاز برطانیہ کو بھیجے ہیں یہ الہام بھی تین ہفتہ بعد لفظاً لفظاً پورا ہوا۔

پھر آپ نے یہ پیشگوئی بھی کی کہ شمالی افریقہ میں انگریزی فوجوں کو ایک لمبی مہم جاری رکھنا پڑے گی جس میں پیشقدمیوں اور پسپائیوں کا سلسلہ جاری رہیگا لیکن آخر کار برطانیہ کو مکمل فتح ہو گی۔

ستمبر ۱۹۴۳ء میں امام جماعت احمدیہ کو اتحادی فوجوں کے سسلی اور اطالیہ پر اترنے کا علم دیا گیا لیکن ساتھ ہی آپ کو یہ بھی بتلا دیا گیا کہ ابتدائی کامیابیوں کے سلسلہ کے بعد یہ مہم طول کھینچ لے گی۔

یہ تمام کشوف قبل از وقت شائع کر دیئے گئے۔ اور ان میں سے بعض ہندوستان کے بعض اعلیٰ حکام تک پہنچا بھی دیئے گئے جن میں اس وقت کے وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو بھی تھے"

جنگ کے بعد برطانیہ کی اقتصادی بدحالی کے متعلق پیشگوئی

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اگست ۱۹۴۷ء میں ایک خطبہ جمعہ کے ضمن میں ارشاد فرمایا :-

"جس وقت میں نے تحریک جدید شروع کی تھی اس وقت میں نے بتایا تھا کہ چونکہ حکومت کے بعض افسروں نے ہم پر ظلم کئے ہیں اس لئے ان کو ضرور اس ظلم کی

سزا ملے گی اور میں نے بیان کیا تھا کہ ہمارے پاس تو ایسے سامان نہیں کہ ہم ان کو سزا دے سکیں لیکن خدا کے پاس ہر قسم کے سامان ہیں وہ ضرور اُن کو ان کے ظلم کی سزا دے گا۔ یہ بات میرے ۱۹۳۴ء؁ اور اس کے بعد کے خطبات میں موجود ہے جس کے ماتحت انگریزوں کا جنگ میں حصہ لینا مقدر تھا میں نے قبل از وقت کہہ دیا تھا کہ گو آخر میں فتح انگریزوں کے لئے مقدر ہے مگر حکومت کی طرف سے ہمارے ساتھ انصاف کرنے میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں اُن کی سزا ان کو ضرور ملیگی چنانچہ جنگ میں بیشک ان کو فتح تو ہو جائے گی لیکن ان کے لاکھوں آدمی مارے گئے ہیں اور کروڑوں کروڑ روپیہ خرچ ہو گیا ہے پس انگریزوں کو فتح گو حاصل ہو جائے گی مگر مالی لحاظ سے وہ کچلے جائیں گے اور ان کے لئے جنگ کے بعد سر اُٹھانا مشکل ہوگا دراصل جنگ کے بعد مالی لحاظ سے انگریز امریکنوں کے ہاتھ میں ہیں اور ان کی حالت اقتصادی طور پر جنگ کے بعد کے چند سالوں تک امریکہ کے مقابل ایک ماتحت کی سی رہ جائے گی۔" [۲]

(مرتب) جنگ کے بھاری اخراجات۔ ملکی عمارتوں کی قیامت خیز تباہی اور بیشمار نفوس کی اموات نے برطانیہ کا پہلے ہی کچومر نکال دیا تھا لیکن جنگ کے خاتمہ کے بعد تو اس کی اقتصادیات کا جنازہ ہی اُٹھ گیا۔

برطانوی اقتدار کو ہندوستان۔ برما اور لنکا جیسے عظیم ستونوں کا جو سہارا تھا وہ نہ رہا۔ ایرانی تیل کے چشموں پر اس کی بالادستی ختم ہو گئی۔ سوڈان نے اسکی فولادی زنجیریں ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور برطانیہ کی رہی سہی ساکھ بھی بگڑ گئی اور وہ نڈھال ہو کر رہ گیا یہ زخم ابھی تازہ تھے کہ سویز نے اس کی کوششوں پر بھی پانی پھیر دیا۔

ان مسلسل اور پیہم آفات و حوادث کی روشنی میں سوچئے کہ برطانیہ کی "محکومیت"

---

[۱] اس ضمن میں ایک اہم حوالہ گذشتہ اوراق میں درج ہو چکا ہے۔ منہ [۲] الفضل ۲۹ راگست ۱۹۴۴ء

اور امریکہ کی "حاکمیت" نے کیا کیا رنگ نہ دکھائے ہوں گے اس ضمن میں ادارۂ اقوام متحدہ کی ۱۹۴۷ء کی ایک رپورٹ ملاحظہ ہو۔

مارچ ۱۹۴۷ء میں برطانیہ مالی اعتبار سے یونان کی مدد جاری رکھنے کے لائق نہیں تھا اس لئے ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے یہ ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ اور اپنے اس اقدام کی اطلاع سلامتی کونسل کو دے دی۔"

اقوام متحدہ اور اس کا طریق کار
(از ڈیوڈ کشمن کوئیل)
ترجمہ فضل حق قریشی ص ۱۶۲

کمیونزم کے خلاف منظم تحریک کے بارہ میں پیشگوئی

"کمیونسٹ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ آجکل اس تحریک کے خلاف کسی ملک میں جوش نہیں ہے اور وہ اس پر بہت خوش ہیں حالانکہ اس وقت کی خاموشی کی وجہ یہ ہے کہ غیر ممالک اس وقت روس کی مدد کے محتاج ہیں اس وقت انگلستان کوئی بات روس کے خلاف سننے کے لئے تیار نہیں اس وقت امریکہ کوئی بات روس کے خلاف سننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ امریکہ اور انگلستان دونوں اس وقت روس کی مدد کے محتاج ہیں اور لوگ اس وجہ سے خاموش بیٹھے ہیں جس دن لڑائی ختم ہوئی اور لوگوں کی آواز پر حکومت کی گرفت نہ رہی اسی دن وہ لوگ جو آج مصلحت کے ماتحت خاموش بیٹھے ہیں روس کے خلاف سازشیں شروع کر دیں گے اور اس تحریک کو مٹانے کی کوشش کریں گے۔"

"اسلام کا اقتصادی نظام" فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء
طبع اول ص ۸۴

(مرتب) حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم الشان پیشگوئی جو ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء کو بیان کی گئی تھی نہایت غیر معمولی حالات اور حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئی۔ چنانچہ جنگ کے نقوش ابھی ذہنوں پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے کہ "امریکہ کے وزیر خارجہ جنرل مارشل نے جون ۱۹۴۷ء میں یہ ہنگامہ خیز تقریر کی کہ یورپ کو کمیونزم کے نرغے سے بچانا۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی کا بنیادی پتھر ہے اس لئے ہم نے یورپ کی بحالی کے لئے ایک کثیر رقم بطور قرض دینا طے کیا ہے۔

اس تقریر کے نتیجے میں برطانیہ اور فرانس نے امریکہ کی قیادت میں چار سال کی امداد کا ایک مشترک پروگرام بنایا۔ روس نے اسے ماننے سے انکار کیا اور اپنے زیر اثر ممالک کو بھی روکا تاہم اٹلی بلجیم ڈنمارک ناروے اور آسٹریا اس سے فائدہ اٹھانے پر تیار ہو گئے۔

اپریل ۱۹۴۸ء میں امریکی کانگرس نے جنرل مارشل کے اس اعلان کو قانونی شکل دے دی اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا قانون یہ بھی پاس کیا کہ فرانس اٹلی اور آسٹریا کو خصوصیت کے ساتھ امداد دی جائے تاکہ ان ممالک کو کمیونزم کے بڑھتے ہوئے نرغے سے بچایا جا سکے۔" [۱]

انگلستان کی سیاست میں غیر معمولی انقلاب اور مسٹر ماریسن کی پارٹی کے برسر اقتدار آنیکی زبردست پیشگوئی

حضرت امام جماعت احمدیہ کا رؤیا جو حضور نے مئی ۱۹۴۵ء میں ڈلہوزی کی چوٹیوں پر دیکھا:۔

"تین دن کی بات ہے۔ ڈلہوزی میں میں نے ایک رؤیا دیکھا۔ کہ کوئی شخص ماریسن

---

[۱] یہ حصہ کتاب "انقلابات عالم" صفحہ ۱۰۶ حصہ دوم (مولفہ ابوسعید بزمی) سے ماخوذ ہے۔

نامی انگریز ہیں وہ کہتے ہیں کہ چالیس سال کے عرصہ تک کانگڑہ کے ضلع میں میرے جیسا اور عقلمند آدمی پیدا نہیں ہوگا۔ یا شاید یہ کہا ہے کہ پایا نہیں جائے گا میں اس وقت رؤیا میں سمجھتا ہوں کہ ماریسن سے وہ وزیر مُراد ہے جو لیبر پارٹی کی طرف سے وزارت میں شامل ہیں۔ یہ فقرہ سُنکر میرے دل میں فوراً یہ بات گذری کہ انشاء اللہ انہوں نے نہیں کہا۔ اگر یہ انشاء اللہ کہہ لیتے تو اچھا ہوتا۔ پھر ساتھ ہی میرے دل میں یہ سوال بھی پیدا ہُوا کہ کانگڑے کے ساتھ اُن کا کیا تعلق ہے۔ کانگڑہ ہندوستان کا علاقہ ہے اور یہ انگلستان کے رہنے والے ہیں اِس سوال کے پیدا ہوتے ہی میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ کانگڑے کا لفظ استعارۃً انگلستان کے لئے بولا گیا ہے۔ اور کانگڑے میں چونکہ آتش فشاں پہاڑ ہیں اس لفظ میں انگلستان کی آیندہ حالت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ انگلستان میں بھی بہت کچھ ردّ و بدل اور اُتار چڑھاؤ کا زمانہ آرہا ہے اور جس طرح آتش فشاں علاقے میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔ اِسی طرح انگلستان میں بھی سیاسی اور اقتصادی اُتار چڑھاؤ رونما ہونے والے ہیں اور مسٹر ماریسن کے قول کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تغیرات اور فساد کے وقت میں سب سے اچھا کام کرنے والا ثابت ہوں گا"

(مرتب) اس رؤیا میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو یہ حیرت انگیز خبر دی گئی تھی کہ انگلستان کی سیاسیات میں زلزلہ افگن انقلاب برپا ہونے والا ہے اور یہ کہ مسٹر ماریسن کی شخصیت اس انقلاب میں نہایت اہم پارٹ ادا کرنے والی ہے اور چونکہ جمہوری ممالک میں کوئی شخص پارٹی سسٹم سے الگ ہوکر تنہا اپنی ذات میں کوئی سیاسی کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے خواب میں یہ اشارہ بھی تھا کہ عنقریب مسٹر ماریسن کی لیبر پارٹی برسر اقتدار آنے والی ہے۔

سلہ الفضل ۱۱ر مئی ۱۹۴۵ء صٹ کالم ۱-۲-۳

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ نظارہ دیکھتے ہی چوہدری ظفراللہ خان صاحب (حال جج انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس) اور سابق امام مسجد لنڈن مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ کے ذریعہ سے مسٹر مارلیسن کو بھی اس سے مطلع فرما دیا۔

مئی ۱۹۴۵ء میں جبکہ یہ خبر دی گئی۔ پارلیمنٹ ٹوٹنے کا ہرگز کوئی امکان نہ تھا۔ کیونکہ ۱۹۴۴ء کے پارلیمنٹ ایکٹ کی وجہ سے پہلی پارلیمنٹ کی میعاد میں نومبر ۱۹۴۵ء تک توسیع ہو چکی تھی لیکن چند روز بعد ہی کنزرویٹو پارٹی نے جنرل الیکشن کا فیصلہ کر دیا۔ چونکہ جنگ عظیم کی فتح کا تمام تر سہرا مسٹر چرچل کے سر تھا اس لئے مسٹر چرچل اور ان کی پارٹی کی کامیابی یقینی تھی۔ بلکہ خود لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر ایٹلی اور مسٹر مارلیسن بھی جو انتخابی کمیٹی کے چیئرمین تھے" یہی رائے رکھتے تھے حتّٰی کہ خود انتخاب کے دوران میں بھر پرچیاں ڈالے جانے کے بعد بھی قریباً تمام اندازے اس امر پر متفق تھے کہ کثرت قدامت پسندوں کی ہوگی بلکہ ڈیلی ہیرلڈ نے نتیجے کا اعلان ہونے سے صرف ایک دن قبل کی اشاعت میں ادارتی نوٹوں میں لکھا کہ "لیبر پارٹی نے شروع میں ہی کہہ دیا تھا کہ یہ الیکشن بہت جلدی میں کیا جا رہا ہے لیکن کنزرویٹو نے مسٹر چرچل کی شہرت سے جو انہیں سب پارٹیوں کی گورنمنٹ کے لیڈر ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔"

ڈیلی میل نے لکھا " ان لوگوں کے علاوہ جو اپنے یقین پر مصر ہیں کہ مسٹر چرچل کو تعجب خیز بڑی اکثریت حاصل ہو گی کنزرویٹو اور لیبر پارٹی کے ہیڈ کوارٹرز میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں اس خوف سے پریشانی ہے کہ کسی ایک کو بھی کھلی میجارٹی نہیں ملے گی۔ (۲۶ جولائی)

مگر ۲۶ جولائی (۱۹۴۵ء) کو دنیا یہ خبر سنکر دنگ رہ گئی کہ کنزرویٹو پارٹی کے مقابل لیبر پارٹی ۲۰۴ ووٹوں کی بھاری اکثریت سے جیت گئی ہے[۱] چنانچہ برطانیہ کے مقتدر اخبار

۱؎ مختلف پارٹیوں کا نتیجہ لیبر پارٹی ۳۹۳ (مؤیدین) لبرل ۱۲۔ انڈیپنڈنٹ لبرل ۲۔ کمیونسٹ ۲۔ کامن ویلتھ ۱ آئرش نیشلسٹ ۲۔ کنزرویٹو ۱۸۹ (مؤیدین) السٹر یونینسٹ ۹۔ نیشنل لبرل ۱۲۔ نیشنل ۲۔ (انڈیپنڈنٹ ۱۴)

ڈیلی ٹیلیگراف (۲۷ر جولائی) نے اسے سوشلسٹ کی بے مثال فتح سے تعبیر کیا اور ڈیلی میل (۲۷ر جولائی) نے لکھا کہ جنرل الیکشن کے نتیجہ کو شاندار (Remarkable) کی بجائے حیران کن یا لرزا دینے والا (Staggering) کہنا چاہیئے۔

ڈیلی ٹیلیگراف (۲۸ر جولائی) کے امریکہ میں مقیم نامہ نگار نے امریکی عوام کے متعلق اطلاع دی کہ انہیں سوشلسٹ پارٹی کو ناقابل یقین درجہ تک حیرانی ہوئی ہے کیونکہ مسٹر چرچل کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ جب تک جنگ جاری ہے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا" اسی طرح روس میں مقیم خصوصی نامہ نگار نے لکھا کہ الیکشن کے نتیجہ کی خبر سُنکر اکثر روسی صعقے میں آ گئے[1]

یہی ردّعمل آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ سپین۔ ہندوستان اور دوسرے ممالک کے عوام میں ہؤا۔

حقیقت یہ ہے کہ لیبر پارٹی کا برسر اقتدار آ جانا اس خواب کی صداقت کے لئے کافی تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ خواب میں دکھایا گیا تھا یہ عظیم انقلاب سچ مچ مسٹر موریسن کا ہی رہین منت تھا چنانچہ برطانوی اخبارات کی چند آراء ملاحظہ ہوں۔

(۱) (ڈیلی ہیرلڈ) "مسٹر ہربرٹ موریسن لنڈن کی عظیم الشان فتح کا بانی مبانی ہے"۔ (۲۷ر جولائی)

(۲) (ڈیلی میل) "مسٹر ہربرٹ موریسن کو لورڈ پریذیڈنٹ آف دی کونسل کا عہدہ دینا ذرا تعجب خیز ہی ہے نیز یہ کہ وہی اندرون اور بیرون ہاؤس آف کامنز میں لیبر پارٹی کے کاموں اور مساعی کے انچارج ہونگے وہی الیکشن کی فتح کے سب سے بڑے آرگنائزر تھے۔ اور اس وقت وہ پارٹی کے پولیسمین کی طرح ہیں" (۲۸ر جولائی)

(۳) (ٹائمز) لیبر پارٹی کے سب سے زیادہ قابل اور تجربہ کار پارلیمنٹ میں اغلبًا

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا جلال الدین صاحب شمس کا مضمون (مطبوعہ الفضل ۱۲ر نومبر ۱۹۴۵ء)

مارلیسن ہی ہیں وہ لیبر پارٹی کی الیکشن کمیٹی کے چیئرمین تھے اور اس پروگرام کے تیار کرنے میں جس کے مطابق ملک کو اپیل کی گئی مسٹر موریسن نے غالب حصہ لیا۔"

غرضیکہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم الشان رؤیا ہر پہلو سے کمال آب وتاب سے پورا ہوا۔

مسٹر موریسن کا رؤیا میں یہ کہنا کہ آئندہ چالیس سال کے عرصہ تک میرے جیسا کوئی اور عقلمند آدمی پیدا نہیں ہوگا ایک معنی خیز فقرہ ہے جس کی تعبیر کے لئے مسٹر کولن آر کوٹ (Colim R Coote) کا وہ تبصرہ جو انہوں نے انتخاب کے نتیجہ پر ڈیلی ٹیلیگراف (۲۷ جولائی) میں شائع کیا مطالعہ کے لئے کافی ہوگا۔ انہوں نے لکھا:۔

کہ برطانیہ کی کابینہ کی تاریخ میں رائے عامہ کی اس قسم کی تبدیلی (انتالیس سال) قبل سنہ ۱۹۰۶ء میں ہوئی تھی۔ [1]

مولانا ابو الکلام آزاد کے متعلق ایک اہم خبر

(حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا رؤیا ۹ اپریل ۱۹۴۵ء)

فرمایا:۔ "ابو الکلام صاحب آزاد کے متعلق بتایا گیا کہ قریب عرصہ میں اُن کی ذات کے متعلق ایک عظیم الشان واقعہ ہونے والا ہے۔" [2]

(مرتب) حضور نے اس رؤیا کی تعبیر یں بتایا:۔

انسانی زندگی میں دو ہی واقعات عظیم الشان ہوتے ہیں یا تو اُسکا مرجانا اور یا جس کام میں وہ مشغول ہوا۔ اس میں اسے کسی عظیم الشان خدمت کا موقعہ مل جانا" [3]

---

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا جلال الدین صاحب شمس کا مضمون (مطبوعہ الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء)

[2] الفضل ۲۳ جون ۱۹۴۵ء صفحہ ۸ [3] الضیا

یہ خبر بھی حرف بحرف پوری ہوئی کیونکہ انہیں ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں مقتدر کانگرسی لیڈر کی حیثیت سے شملہ کانفرنس اور پارلیمنٹری مشن میں شرکت کا موقعہ ملا جس میں انہوں نے مسلم لیگ کے مقابل کانگرس کی اس درجہ کامیاب وکالت کی کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل جیسے متعصب کانگرسی کو بھی آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں اقرار کرنا پڑا کہ:-

"انہوں نے کسی موقعہ پر بھی کانگرس کی عزت پر بٹہ نہ لگنے دیا اگر اُن کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شائد اتنی دلیری اور جرأت کا ثبوت نہ دے سکتا۔ ہندوستان کو آزادی کے مندر کی دہلیز پر پہنچانے کا کریڈٹ مولانا آزاد کو ہی ملتا ہے"[۱]

موسیو سٹالن کے متعلق ایک عظیم الشان رؤیا

فرمایا:- "خواب میں مَیں سو گیا ہوں لیکن تھوڑی دیر بعد مجھے کسی نے گھبرا کر جگایا اور کہا کہ موسیو سٹالن کو جسے سب روس کی ملکہ ہی خیال کرتے ہیں اور اُس وقت تک عورت ہی کی شکل ہے خون کی قے آئی ہے اور حالت خراب ہے۔ میں گھبرا کر اُٹھا تو دیکھا کہ ملکہ سٹالن نڈھال ہو کر بے ہوشی کی حالت میں پڑی ہے۔ اس کے سرہانے اور پائنتی ہمارے گھر کی دو عورتیں بیٹھی ہیں اور ملکہ کا سانس اُکھڑا ہوا ہے۔ اور حالت خطرہ والی معلوم ہوتی ہے مَیں اس فکر میں ہوں کہ کیا علاج کیا جائے"[۲]

(مرتب) اس رؤیا کی اشاعت پر بمشکل تین ہفتے گزرے تھے کہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ:-

(پارٹیوں سے آزاد اخبار "پاری پریس" نامی رقمطراز ہے کہ جنرل سموسٹالین غالباً آنے والی سردیوں میں روس کی پارلیمنٹ کی پریذیڈنسی سے الگ ہو جائیں گے کیونکہ ان کی صحت خراب ہو

۱؎ روزنامہ پربھارت لاہور ۷ رجولائی ۱۹۴۶ء ۵؎ بحوالہ الفضل ۵ ستمبر ۱۹۴۶ء
۲؎ الفضل یکم ستمبر ۱۹۴۵ء صٓ کالم ۱-۲ و صٓ کالم ۱

گئی ہے۔ انہیں ۱۹۴۲ء میں سٹالن گریڈ کے محاصرہ کے وقت ایک بیماری لگ گئی تھی جس نے خطرناک صورت اختیار کر لی"[۱]

اس سنسنی خیز انکشاف کے منظرِ عام آنے پر حضور نے ایک دوسرے مضمون میں لکھا کہ ممکن ہے کہ سیاسی مصالح کے ماتحت اس خبر کی تردید کردی جائے لیکن واقعات میری رؤیا کی لفظاً لفظاً تائید کریں گے۔ چنانچہ بعد کو ایسا ہی ہوا اس خبر کی ماسکو سے تردید ہوئی اور لنڈن کے اخبار نیوز کرانیکل کے نامہ نگار ماسکو کے ذریعہ سے یہ اعلان کرایا گیا کہ اس قسم کی افواہوں کے بعد کہ مارشل سٹالن کی صحت خراب رہی ہے اب اس قسم کی افواہیں پھیلائی جانے لگی ہیں کہ وہ ریٹائرڈ ہونے لگے ہیں حالانکہ روس میں تو لوگ اس وقت تک کام کرتے ہیں جب تک کہ خرابیٔ صحت اُن کو کام بند کرنے پر مجبور نہ کر دے[۲] لیکن یہ اعلان اخبارات میں چھپا ہی تھا کہ ماسکو ریڈیو نے یہ اطلاع نشر کر دی کہ جنرل سمو سٹالن کل ماسکو سے آرام حاصل کرنے کے لئے چھٹی پر چلے گئے ہیں یہی نہیں۔ عالمی پریس میں سٹالن کے جانشین کا موضوع بھی بڑی شدّ و مدّ سے زیرِ بحث آیا گیا چنانچہ "اسٹیٹسمین" (۳؍ نومبر ۱۹۴۵ء) کے کالموں میں اخبار "نیویارک ٹائمز" کا ایک مفصل مضمون شائع ہوا جس میں سٹالن کی پُر اسرار بیماری کے متعلق آزادانہ رائے لکھتے ہوئے بتایا کہ سٹالن کے بعد کن لوگوں کے برسرِ اقتدار آنے کی توقع کی جاتی ہے۔[۳]

مسلمانانِ ہند[۴] کی سیاسی جدوجہد کے متعلق رؤیا

مارچ ۱۹۴۶ء کے آغاز میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

۱۔ سول ملٹری اینڈ گزٹ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۵ء

۲۔ بحوالہ الفضل ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء

۳۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفضل ۶؍ نومبر ۱۹۴۵ء۔

۴۔ ۱۹۴۷ء سے قبل کا ہندوستان مراد ہے۔

مسلمانانِ ہند کی سیاسی جدوجہد کے متعلق عالمِ رؤیا میں ایک نظارہ دیکھا جس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"اِس .... خواب کی رات کو مَیں نے پنجاب کے سیاسی حالات کے بُرے پہلوؤں کو مدِنظر رکھ کر دُعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کرے کہ جماعت احمدیہ خصوصاً اور دوسرے مسلمانان عموماً اِن حالات کے بُرے اثر سے محفوظ رہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ.... انشاء اللہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ مسلمانوں کے لئے کوئی نیک راہ نکل آئیگا[1]

(مرتب) یہ رؤیا بھی کمال صفائی سے پورا ہؤا۔ وزیرِ اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی اگرچہ ۵ر مارچ ۱۹۴۶ء کو دارالعوام میں یہ اعلان کر چکے تھے کہ ہم ہندوستان کو خود مختار بنانا چاہتے ہیں اور اب یہ ہرگز گوارا نہ کریں گے۔ کہ کسی بھی اقلیت (مراد مسلمان) کی وجہ سے معاملے کو کھٹائی میں ڈالدیں اگر اکثریت کسی نتیجے پر پہنچ گئی تو ہم انتقال اقتدار کر دیں گے۔ (رائیٹر) لیکن خدا نے پردۂ غیب سے یہ سامان کیا کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامیاب مساعی کی بدولت مسلم لیگ بھی جمہوری حکومت میں شامل ہوگئی۔ اور پھر ایسی مبارک اور نیک راہ کھلی کہ پاکستان کا جہاز برسوں کی مسافت مہینوں میں طے کرتا ہؤا ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو ساحل مراد تک آپہنچا۔

مسلم لیگ کی سیاسی فتح کے متعلّق رؤیا

"مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں دلّی میں ہوں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اس جگہ تو نہیں۔ جہاں میں ہوں بلکہ اس سے کچھ فاصلے پر وہ اسمبلی ہال ہے یا وائسرائیگل لاج۔ اِس کے متعلق کوئی وضاحت نہیں۔ وہاں

[1] الفضل ۹ر مارچ ۱۹۴۶ء صٓ۲ کالم ۱-۲

کانگرس اور مسلم لیگ کے ممبر جمع ہیں۔ میں اس وقت مشرق میں ہوں۔ اور وہ مقام جہاں مسلم لیگ اور کانگرس کے ممبر جمع ہیں۔ مغرب کی طرف ہے میں نے دیکھا کہ بعض اور لوگ بھی اس طرف گئے ہیں اور وہ یہ ذکر کر رہے ہیں کہ مسلم لیگ نے کوئی تیاری نہیں کی۔ ان کے پاس نہ لاٹھیاں ہیں نہ تلواریں اور نہ کوئی دوسرا سامان۔ اگر کانگرس نے حملہ کر دیا تو کیا کریں گے۔ وہ لوگ جہاں جمع ہو رہے ہیں مجھ سے کوئی نصف میل کے فاصلے پر ہے مگر مجھے کشفی طور پر تمام واقعات دُور بیٹھے ہی نظر آ رہے ہیں۔ اس کے بعد مجھے ایسا معلوم ہُوا۔ کہ کانگرس نے مسلم لیگ پر حملہ کر دیا ہے اور مسلم لیگ والے گھبرا گئے ہیں ایک شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے۔ مسلمانو! مدد کے لئے پہنچو۔"

"اس کے بعد وہ نظارہ تو اُسی طرح قائم رہا۔ مگر بجائے لڑائی دنگہ فساد لاٹھی اور تلوار وغیرہ کے معلوم ہُوا کہ ورزش کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کانگرس والے اپنا ہنر دکھا چکے ہیں۔ اب مسلمان اپنا ہنر دکھانے لگے ہیں۔ ورزش شروع ہوئی اور سب سے پہلے لمبی چھلانگیں لگائی جانے لگیں"

"میرے ساتھ میاں بشیر احمد صاحب ہیں۔ یا کوئی اور آدمی۔ یہ اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ بہرحال میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ چھلانگ لگانے والا کہاں گیا انہوں نے کہا چھت پر پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے بڑی بلند آواز سے نعرہ لگایا جس کے معنی یہ تھے کہ وہ جیت گئے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ وہ چھلانگ والا چھت پر سے اُتر رہا ہے اس کی لاتیں مجھے چھت سے لٹکتی نظر آئیں اس کے بعد یہ نعرہ لگا کہ مسلمان جیت گئے۔"[۵]

(مرتب) مسلم لیگ نہایت درجہ بے دلی کے ساتھ عبوری حکومت

---

۵ الفضل ۴ر نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۲-۳ کالم ۱-۲۔

دستمبر ۱۹۴۶ء) میں شامل ہوئی تھی کیونکہ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اُس کا متفقہ مطالبہ شرمندہ تکمیل نہیں ہُوا۔ اور مشترکہ حکومت کے قیام نے پاکستان کے نقوش مدہم کر دئے ہیں یا کم از کم اس کے حصول میں کچھ عرصہ کے لئے تاخیر ڈال دی ہے ان دنوں ہندوستان کے مسلم عوامی حلقے بھی اکثر یہی سمجھنے لگے تھے کہ کانگرس جیت گئی اور مسلم لیگ ہار گئی ہے لیکن خدا نے اس وقت حضور کو خبر دی کہ بساط سیاست اُلٹنے والی ہے کانگرس کی تمام کوششیں تمام حیلے اور تمام سازشیں ناکام ہونگی اور پاکستان مل کے رہے گا چنانچہ خدا کے فضل سے ۱۹۴۷ء سے پاکستان کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرض ظہور میں آچکی ہے جو رؤیا کی صداقت کا مُنہ بولتا نشان ہے۔

متحدہ پنجاب میں آگ کی خوفناک لڑائی کے متعلق رؤیا

۲۸ر فروری ۱۹۴۷ء کو حضور نے اپنا تازہ رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں نے دیکھا کہ میں سفر کر رہا ہوں اور مجھے سفر میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں کہیں دریا اور نالے رستے میں آجاتے ہیں کہیں پہاڑیاں رستہ میں آجاتی ہیں بعض پہاڑیاں خوشنما ہیں اور بعض بالکل پھسلنی اور سخت ہیں کسی جگہ گھاس اور سبزہ ہے اور بعض جگہ بالکل ننگی پہاڑیاں ہیں ان پر کوئی درخت وغیرہ نہیں اور بعض میلوں میل نیچے کھڈ وغیرہ دکھائی دیتی ہے جس کو دیکھ کر دل سخت گھبرا جاتا ہے۔ ان میں سے گذرتے ہوئے میں اس ایک عجیب جگہ پر پہنچا ہوں جہاں سے نظارے کی شکل بدلتی ہے خواب میں مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ دنیا ختم ہو گئی ہے اور اگلا جہان شروع ہو گیا ہے اس میں مَیں نے ایک نظارہ دوزخ کا دیکھا کہ دوزخ میں بچھو ہیں لیکن وہ بچھو اس دنیا کی طرح کے نہیں یہاں تو بچھو عام طور پر انگلی سے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن وہاں جو بچھو دیکھے ہیں وہ چھ سات گز کے قریب لمبے ہیں پہلے مجھے

صرف دو بچھو نظر آئے جو علاوہ سات آٹھ گز لمبے ہونے کے موٹے بھی بہت ہیں جیسے ہوائی جہاز ہوتا ہے ایسے لگتے ہیں مگر ہوائی جہاز جتنے جسم نہیں جو کہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے جا رہے ہیں ان میں سے ایک دوسرے پر اس طرح گرا ہے جس طرح کہ جانور جفتی کے لئے جمع ہوتے ہیں جب ایک دوسرے پر کودنے کی کوشش کرتا ہے تو مَیں نے دیکھا کہ دوسرے نے اوپر گرنے والے بچھو کو زور سے ڈنگ مارا اور وہ اچھل کر سامنے جا پڑا پھر اس نے دوسرے کی طرف مُنہ کر کے آگ کا شعلہ نکالنا شروع کیا جو کہ دُور اوپر تک جاتا ہے اور دوسرے نے بھی اِس کے جواب میں آگ کا شعلہ نکالنا شروع کر دیا اور وہ دونوں شعلوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں اس کے بعد کچھ اور بچھو پیدا ہو گئے۔ ان کے قد بھی اسی طرح سات آٹھ گز کے قریب ہیں پھر انہوں نے بھی آگ کے شعلوں سے لڑائی شروع کر دی اور ان کے شعلوں کا نظارہ نہایت ہیبت ناک تھا مَیں نے دیکھا کہ یکدم ایک بچھو نے پلٹا کھایا اور آدمی کی شکل اختیار کر لی اور اس نے اسی کمرہ کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں میں بیٹھا تھا میں گھبرا کر وہاں سے چل پڑا ہوں اس وقت مجھے پیچھے کی طرف سے آواز آئی ہے معلوم نہیں کہ وہ فرشتے کی آواز ہے یا کسی کی۔ قرآن پڑھو قرآن پڑھو۔ اِس آواز کے آتے ہی مَیں نے قرآن شریف بلند اور سریلی آواز سے پڑھنا شروع کر دیا مَیں نے محسوس کیا کہ میری آواز بہت سُریلی اور بلند ہے اور مَیں جس طرف سے گذرتا ہوں میری آواز پہاڑوں اور میدانوں میں گونج پیدا کر دیتی ہے گویا ساری دنیا میں پھیل رہی ہے اور جس کے کانوں میں وہ آواز پڑتی ہے وہ بھی قرآن کریم پڑھنے لگ جاتا ہے مَیں چلتا جا رہا ہوں اور قرآن کریم پڑھتا جا رہا ہوں چاروں طرف سے قرآن کریم پڑھنے کی صدائیں میرے کانوں میں آ رہی ہیں۔"[1]

---

[1] الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء صفحہ ۲

(مرتب) اس رؤیا کے بیان کے وقت متحدہ پنجاب میں بالکل امن تھا اور کسی جگہ بدامنی کے آثار نہ تھے لیکن اس کے بیان فرمانے کے صرف دو دن بعد خضر حیات وزارت نے استعفا دے دیا اور فرقہ وارانہ کشیدگی نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوفناک شکل اختیار کر لی۔ اور صوبہ کے طول و عرض میں فتنہ و فساد کی وسیع آگ پھیل گئی اور آتشزدگی کی وارادات نے صوبہ بھر میں ایسی خوفناک تباہی اور بربادی مچائی کہ دوزخ کا سماں بندھ گیا۔ بلوائیوں نے ہزاروں عمارتیں خاکستر کر دیں۔ اور سینکڑوں جیتی جاگتی جانوں کو آگ کی نذر ہونا پڑا۔ "پچھووں" کی اس مہیب جنگ کا حقیقی اندازہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے اسے بچشم خود مشاہدہ کیا اور جو اس کا تصور کر کے آج بھی اشکبار ہو جاتے ہیں تاہم یہ بتانے کے لئے کہ خدا کی بات کس شان سے پوری ہوئی۔ لاہور۔ امرتسر اور گوڑگاواں یعنی صرف تین شہروں کا نقشہ اخبارات سے پیش کرتا ہوں۔

لاہور:۔ لاہور کے متعلق ۱۲؍ جون ۴۷ء کی خبر ہے کہ:۔

"شام کے پانچ بجے شہر کے مضافات میں چالیس سے زائد جگہ آگ لگی ہوئی تھی سب سے زیادہ شدید آگ مزنگ میں لگی ہوئی ہے اس جگہ صرف ایک گلی میں آٹھ مکان جل رہے ہیں اور نصف درجن مزید مکانوں سے شعلے نکل رہے ہیں .... آگ کا سیاہ اور تاریک دھواں شہر کے زیادہ تر حصے پر چھایا ہوا ہے۔ آگ پر قابو پانے کے لئے کارپوریشن فائر بریگیڈ کے علاوہ ملٹری کے دو فائر بریگیڈوں سے بھی امداد طلب کی گئی ہے رات کے آٹھ بجے مزنگ کوچہ ہوا گراں۔ اندرون شاہ عالمی گیٹ پیپل وہڑہ اندرون موچی گیٹ۔ کٹڑہ پوربیاں بھاٹی گیٹ اور برانڈرتھ روڈ پر جلے ہوئے مکانوں سے دھوئیں کے بڑے بڑے بادل نکل رہے ہیں۔"

"روزنامہ پرتاپ" لاہور (۱۲؍ جون ۴۷ء)

امرت سر:۔ ایک انگریزی افسر نے جو لڑائی کے دوران میں لنڈن مقیم تھا۔ بیان کیا کہ اس علاقہ کی حالت لنڈن کے ہر اس حصہ کی نسبت جس پر جنگ میں بمباروں کا مجموعی حملہ کیا گیا ہو بدتر ہے۔"[1]

"پنجاب کے اس عظیم ترین تجارتی مرکز کا جو حشر ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں ۵ر مارچ کو یہاں ایک بھی بیکار نظر نہ آتا تھا۔ لیکن آج شہر کا کوئی حصہ آباد نظر نہیں آتا..... سب سے زیادہ تباہی آگ نے مچائی ہے"[2]

"مسٹر بھنڈاری ایگزیکٹو آفیسر نے کہا اب تک مجھے اس قسم کی خوفناک آتش زدگی کا کبھی بھی سامنا نہیں ہوا"[3]

گوڑگاؤں:۔ کے متعلق تازہ ترین اطلاع (۱۷ر جون) مظہر ہے کہ سنیچر کی صبح کو ۲ ہزار اشخاص کے مسلح ہجوم نے موضع ٹکڑی پر حملہ کر دیا تو گاؤں مذکور کے تمام مکان جن کی تعداد ۸ سو کے لگ بھگ ہے جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیئے گئے... گلیوں میں لاشوں کے انبار پڑے ہیں اور گاؤں کے سارے مکان راکھ کا ڈھیر ہو گئے ہیں۔[4]

رؤیا میں آپ کو جو یہ نظارہ بھی دکھایا گیا کہ ایک بچھو نے دوسرے بچھو کو زور سے ڈنگ مارا اور وہ اچھل کر سامنے جا پڑا"

تو اس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ لڑائی کرنے والی دو قوموں میں سے ایک قوم بالآخر ناکام ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔ سکھ لیڈروں نے مارچ میں ہی اپنے جنگی عزائم کا اظہار کرتے اور مسلمانوں کو لڑائی کی دھمکی دیتے ہوئے کہہ دیا تھا۔

"نیشلسٹ فوجیں پاکستان کے خیال کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہیں"[5]

"پاکستان صرف ہماری راکھ پر بنایا جا سکتا ہے"[6]

---

[1] روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۴ر جون ۱۹۴۷ء [2] اخبار ملاپ ۲۰ر جون ۱۹۴۷ء
[3] اخبار پرتاب لاہور ۲۶ر جون ۱۹۴۷ء صفحہ ۶ [4] روزنامہ پرتاب لاہور مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۴۷ء
[5] سول اینڈ ملٹری گزٹ ۴ر مارچ ۱۹۴۷ء [6] سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۵ر مارچ ۱۹۴۷ء صفحہ ۵

لیکن جب آگ اور خون کے اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہوًا تو خود سکھ لیڈر پکار اُٹھے:۔

"برطانوی گورنمنٹ کی نئی سکیم کے ماتحت سکھوں کی مکمل تباہی یا فرقہ وارانہ غلامی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے .. مسلمانوں نے ویٹج کی نسبت پاکستان کو ترجیح دی اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ انہوں نے جو کچھ مانگا انہیں مل گیا. لیکن نئے انتظام میں سکھوں کی پوزیشن بدتر ہو جائے گی"۔ [1]

رؤیا کے آخر میں "قرآن پڑھو" "قرآن پڑھو" کے الفاظ میں بتایا گیا تھا کہ قرآن مجید پر عمل کئے بغیر دنیا سے جنگوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔

مشرقی پنجاب کی شورش (۱۹۴۷ء) میں ملکی فوج کے ملوّث ہونے کی خبر

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپریل ۱۹۴۷ء میں ملکی شورش کے متعلق ایک اور رؤیا دیکھا جس کی حضور نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"معلوم ہوتا ہے کہ شائد اس شورش میں جو آجکل ہندوستان میں ہے خدا نخواستہ فوج کے کسی حصہ میں بھی گڑبڑ پیدا ہو یہ فساد زیادہ پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔ ہمیشہ پہلے تو فسادات ایک محدود حد تک ہوتے ہیں لیکن پھیلتے پھیلتے وہ فوجوں میں چلے جاتے ہیں اور یہ حالت ملک کے لئے نہایت خطرناک ہوتی ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ مَیں نے فوج کو بھی فسادات میں ملوّث دیکھا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے"۔ [2]

---

[1] روزنامہ پرتاب لاہور ۲۰ر جون ۱۹۴۷ء [2] الفضل ۱۲ر اپریل ۱۹۴۷ء صہ ۲

(مرتب) یہ رؤیا ۱۹۴۷ء کے فسادات ہیں۔ اتنی وسعت و کثرت سے پوری ہوئی کہ بیان سے باہر ہے بطور مثال سابق مغربی پنجاب حکومت کے مرتبہ مستند اور عینی شہادتوں پر مشتمل ریکارڈ سے صرف قادیان کے کوائف درج کئے جاتے ہیں۔

"قادیان کے نواحی دیہات سے کوئی ایک لاکھ مسلمان خاص قادیان میں جمع ہو گئے تھے کیونکہ سکھوں نے ہندو فوج اور ہندو اور سکھ پولیس کی امداد سے ان پر حملے کر کے انہیں گھروں سے نکال دیا گیا۔"

۱۵ یا ۱۶ ستمبر کو قصبے پر کرفیو لگا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سکھوں نے ہندو فوجیوں اور غیر مسلم پولیس کی مدد سے دارالانوار۔ دارالسعد۔ دارالفتکہ اور اسلام آباد کے مسلم محلوں پر حملہ کر دیا۔"

۲۵ ستمبر کو سر ظفر اللہ خاں کی کوٹھی "بیت الظفر" کی باری آگئی جس میں موضع ننگل کے مسلمان پناہ گیر جمع تھے۔ ہندو فوجیوں نے اس کوٹھی کی تلاشی لی اور پناہ گیروں سے ان کے زیورات اور نقدی چھین لی۔"

"در اصل ملٹری اور پولیس خود مسلمانوں کو لوٹتی تھی اور سکھ لٹیروں کی مدد بھی کرتی تھی۔"[۵]

تقسیم پنجاب کے متعلق الہام

فرمایا۔ "کوئی دس بارہ دن کی بات ہے کہ القا ہوا۔

"گیارہ اگست تک یا گیارہ اگست کو"

نہ معلوم کس امر کے متعلق ہے۔ بہر حال ذات یا خاندان یا جماعت یا ملک یا قوم

[۵] "سکھ میدان کارزار میں" صفحہ ۳۱، ۳۲

کے کسی اہم تغیر کی طرف اشارہ ہے۔ اگست میں ہونے والے ایک تغیر کی نسبت اخباروں میں خبریں چھپ رہی ہیں مگر وہ پندرہ اگست کے ساتھ وابستہ ہیں اگر اسی کی طرف اشارہ ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ پندرہ اگست سے پہلے ہی وہ تغیر ہو جائے گا اور کوئی معاملہ ہے تو وقت پر انشاء اللہ ظاہر ہو جائیگا“[1]

(مرتب) الہام الٰہی کی اشاعت کے صرف دو دن بعد پنجاب کی تقسیم کا اہم فیصلہ ہُوا جس نے آئندہ چل کر ملکی سیاست کا رُخ ہی بدل دیا۔

اسلامی حکومتوں کے قیام کے متعلق الہام الٰہی

اپریل ۱۹۳۶ء میں فرمایا:۔

”خلافت ترکیہ کے گو ہم قائل نہیں۔ مگر اسلامی حکومتوں کی ترقی کی اُمنگیں ہمارے دلوں میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہیں بلکہ ہم نے تو کبھی اس بات سے انکار نہیں کیا کہ اسلامی حکومت کے قیام کے سب سے زیادہ خواب ہمیں ہی آتے ہیں۔ اور خواب آنا تو لوگ وہم سمجھتے ہیں ہمیں تو الہام ہوتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں دنیا میں قائم کی جائینگی“[2]

(مرتب) اس پیشگوئی کے بعد پاکستان اور انڈونیشیا ملایا الجزائر۔ سوڈان ٹیونس کی اسلامی حکومتیں معرضِ وجود میں آئیں اور خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔

---

[1] الفضل ۱۲ر جون ۱۹۴۷ء صفحہ ۱

[2] الفضل ۴ر اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۲ کالم ۴

مسلمانوں کے لئے مزید سیاسی مشکلات کی خبر

جون ۱۹۴۵ء کے آخر میں حضور کو عالم رؤیا میں ایک تفصیلی نظارہ دکھایا گیا جسکی روشنی میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"مسلمانوں کے لئے ابھی کچھ مزید ابتلا باقی ہیں یوں تو اُن کی تسلی ہو چکی ہے کہ اُن کے مطالبات مان لئے گئے ہیں اور گورنمنٹ نے اُن کا حق انہیں دلا دیا ہے مگر میرے نزدیک ابھی کچھ ابتلا اُن کے لئے مقدر ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ برطانوی افسر ابھی تک مسلمانوں کے خلاف ہیں اور ہندوؤں کے حق میں ہیں اور یہ جو سمجھا جارہا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو جھگڑے تھے اُن کا فیصلہ ہو گیا ہے میرے نزدیک ابھی پوری طرح اس کا فیصلہ نہیں ہوا ابھی مسلمانوں کے لئے کچھ اور مشکلات بھی ہیں۔" [۱]

(مرتب) یہ آسمانی خبر ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو ریڈ کلف ایوارڈ کے انسانیت سوز اعلان سے پوری ہوئی مسلمانوں پر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور وہ ابتلاؤں کے ایک نہ ختم ہونے والے چکر میں ڈال دیئے گئے۔

گاندھی جی پر قاتلانہ حملہ کے متعلق واضح خبر

اگست ۱۹۴۵ء میں فرمایا:۔

"دیکھا کہ ایک جگہ مسٹر گاندھی ہیں۔ اور اخباروں کے نمائندے ان سے انٹرویو کے لئے جارہے ہیں اور ایک الگ جگہ پر جہاں عام طور پر لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ وہ اُن لوگوں سے مل رہے ہیں جیسے پہرہ داروں

---

[۱] الفضل ۲۵ رجون ۱۹۴۷ء صفحہ کالم ۲ و صفحہ کالم ۱-۲

میں سے ایک صاحب جن کا نام محمد اسحٰق ہے سے کہا کہ جاؤ اور اِس قسم کا انتظام کرو کہ مَیں بھی وہاں اس طرح جا سکوں کہ کسی کو میرا علم نہ ہو۔ محمد اسحٰق نے تھوڑی دیر میں آکر کہا کہ مَیں نے انتظام کر دیا ہے آپ چلے جائیں۔ میں ایک بند کمرہ میں سے ہو کر اس جگہ گیا ہوں جہاں مسٹر گاندھی ہیں راستہ میں کچھ پہرہ دار ہیں۔ اُن میں سے ایک نے مجھے روکا لیکن محمد اسحٰق نے انہیں یہ کہکر ہٹا دیا۔ اُن کے لئے اجازت لی ہوئی ہے۔ اِس کے بعد میں اندر داخل ہوا یہ ایک صحن ہے۔ اس میں گاندھی جی تکیہ کا سہارا لگائے اپنے معروف لباس میں مغرب کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے ہیں۔ سامنے ایک صف اخباری نمائندوں کی ہے میں ان میں جا کر بیٹھ گیا مگر میرے بیٹھتے ہی وہ لوگ اُٹھ کر مجھ سے مصافحہ کرنے لگ گئے۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ مَیں تو پوشیدہ آیا تھا پھر یہ لوگ مجھ سے اُٹھ کر کیوں مصافحہ کرنے لگ گئے۔ جب سب نمائندے مجھ سے مصافحہ کر چکے تو ایک شخص اُٹھا اور اُس نے بھی مصافحہ کیا مگر ساتھ ساتھ ایک طویل گفتگو شروع کر دی۔ مَیں نے خیال کیا یہ دیوانہ ہے اس سے کسی طرح پیچھا چھڑانا چاہیئے آخر سوچ کر مَیں نے اسے کہا کہ یہ تو گاندھی جی کی ملاقات کا وقت ہے ان سے بات کرو۔ اسپر وہ مجھے چھوڑ کر گاندھی جی کی طرف متوجہ ہوا اور بات کرتے کرتے اُن پر جھکتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دباؤ کی وجہ سے گاندھی جی ایسی حالت میں ہو گئے کہ گویا لیٹے ہوئے ہیں وہ اُن کے اوپر دراز ہو گیا اور اپنی بات جاری رکھی۔ مَیں حیران ہوں کہ اُن کے ملاقاتی ان کو چھڑاتے کیوں نہیں۔ اسی حالت میں گاندھی جی نے انگلیاں ہلانی شروع کر دیں جیسے کوئی شخص دل میں باتیں کرتے ہوئے انگلیاں ہلاتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اس طرح اس سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔"[1]

---

[1] الفضل ۱۱ ر اگست ۱۹۴۵ء صا کالم ۲

(مرتب) حضور نے اس رؤیا کی تعبیر یہ فرمائی کہ "گاندھی جی اپنے قدیم طریق کے مطابق کوئی ایسا قدم اٹھانے والے ہونگے جو شور پیدا کرنے والا ہوگا تبھی اخباری نمائندوں کا اجتماع دیکھا ... اور میرے وہاں جانے کی تعبیر بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن کے اس اقدام کا اثر مسلمانوں پر بھی پڑے گا"

یا گل کا ان پر اثر ڈالنا بتاتا ہے کہ ان پر کوئی مخالف اثر ڈالے گا۔

گاندھی جی کا معروف "قدیم طریق" یقیناً برت ہی تھا جو ان کے زندگی بھر کے سیاسی اقدامات میں ہمیشہ ممتاز رنگ میں قائم رہا۔ لہذا اس خواب میں یہ عظیم الشان خبر دی گئی تھی کہ

(ا) گاندی جی برت رکھیں گے جس پر ملک میں عام ہلچل پیدا ہو جائے گی۔
(ب) مسلمانوں کے مفاد سے اس برت کا گہرا تعلق ہوگا۔
(ج) گاندھی جی برت رکھنے کے بعد ایک دیوانے کی دراز دستی کا شکار ہو جائیں گے۔

چنانچہ خواب کے یہ تینوں پہلو کمال صفائی سے پورے ہوئے۔ گاندھی جی نے ۱۲ر جنوری ۱۹۴۸ء کو (یعنی رؤیا کی اشاعت سے قریباً ڈیڑھ سال بعد) اپنی شام کی پرارتھنا کے بعد ہندو مسلم اتحاد کی خاطر برت رکھنے کا اعلان کیا۔ ۱۴ر جنوری کو مغربی پنجاب کے شرنارتھیوں کے ہجوم نے کانگرسی زعماء کی میٹنگ کے بعد گاندھی جی کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا اور "گاندھی کو مرنے دو" کے نعرے لگائے اور ۳۰ر جنوری کو گوڈ انامی ایک ہندو دیوانے کے ہاتھوں وہ گولی کا نشانہ بنے اور دائمی نیند سو گئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ:

و۔ب نے گاندھی جی پر قاتلانہ حملہ کی جن لفظوں میں خبر دی وہ رؤیا کے بعض پہلوؤں سے لفظاً لفظاً ملتے ہیں۔ خبر:-

"نئی دہلی ۳۰ جنوری آج مغرب کے وقت پرارتھنا کے لئے گاندھی جی برلا ہاؤس سے پانچ بجے آپ اپنی دو نو پوتیوں کے کاندھوں پر سہارا لئے چل رہے تھے جب آپ سٹیج کے قریب پہنچے تو ۳۰/۳۵ سال کی عمر کے ایک شخص نے بھیڑ میں سے صرف دو گز کے فاصلہ سے پستول کے چار فائر کئے گولی گاندھی جی کے پیٹ میں لگی اور آپ اسی وقت بے ہوش ہو گئے ... گاندھی جی کو فوراً برلا ہاؤس کے اندر پہنچا دیا گیا اور پانچ بجکر چالیس منٹ پر گاندھی جی فوت ہو گئے۔" (ا-ب)

اسی شب قاتل کے متعلق سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ریڈیو سے تقریر نشر کرتے ہوئے کہا۔ قاتل ایک دیوانہ تھا

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے دردانگیز قتل عام اور خوفناک تباہی کے متعلق رؤیا

(مرتب) حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۵ راگست ۱۹۴۶ء کو مسلمانانِ ہند کے مستقبل کے متعلق ایک اہم رؤیا دیکھا جس کی تعبیر میں حضور نے فرمایا:۔

"اس رؤیا نے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کے لئے ایک نہایت ہی نازک دور آ رہا ہے اور مسلمانوں کو دنیوی اور سیاسی معاملات میں اپنے آپ کو متحد کر لینا چاہیئے۔"

نیز ہر احمدی کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"میں اس خواب کو ظاہر کرتے ہوئے ہر احمدی کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائے کہ تمہاری پھوٹ تمہاری تباہی کا موجب ہوگی اس وقت تمہیں اپنی ذاتوں اور اپنے خیالوں اور اپنی پارٹیوں کو

بھول جانا چاہیئے ... میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اب بھی مسلمان اختلاف پر زور دینے کی بجائے اتحاد کے پہلوؤں پر جمع ہو جائیں تو اسلام کا مستقبل تاریک نہیں رہے گا ورنہ افق سما پر مجھے سپین کا لفظ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔" [1]

سپین کا خونی ڈرامہ مشرقی پنجاب کے چپہ چپہ میں کس بے دردی سے کھیلا گیا قلم و زبان اپنی سحر بیانیوں اور تخیلات کی ناقابل تسخیر قوتوں کے باوجود اس کا نقشہ کھینچنے سے عاجز ہیں۔ اُردو کے مشہور صاحب قلم مولٰنا رشید اختر ندوی سقوط غرناطہ کے دردناک حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

جولائی ۱۶۰۹ء ایک منحوس رات تھی جب فلپ سوئم نے بلنیہ میں بسنے والی اس بدنصیب قوم کی موت کے پروانے پر دستخط کئے۔ دستخطوں کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ شاہی فوجیں ملک کے طول و عرض میں پھیل گئیں ہر بستی اور ہر قریئے کو گھیر لیا اور شاہی منادی ڈھول پیٹ کر چیخنے لگے بدنصیبو تین دن کے اندر اندر اس ملک کو خالی کر دو تم اپنے ساتھ صرف اتنا سامان لے جا سکتے ہو۔ جتنا کہ تم اٹھا سکو۔

تین دن ابھی ختم نہ ہوئے تھے کہ ان بدنصیبوں کو ان کے گھروں سے جبراً نکالنے کا کام شروع ہوا۔ عورتیں بچے اور مرد اپنے گھروں کی دیواروں اور دروازوں سے لپٹ لپٹ کر رو رہے تھے اور سپاہی ان کی پیٹھوں پر کوڑے برسا رہے تھے۔۔ جنہوں نے گھر چھوڑے ساحل کو جانے والی سڑکوں پر ہو لیئے وہ روتے گئے جن کے پاؤں تھک گئے فوج نے ان کی پیٹھوں پر کوڑوں کی بارش کی۔ نازک بدن عورتوں کی حالت سب سے تباہ تھی۔ انہوں نے آج تک کبھی اس طرح پیدل سفر نہ کیا تھا وہ ناز و نعم میں پلی تھیں چلتے چلتے اُن کے پاؤں سوج گئے تھے وہ قدم قدم پر رک رک جاتیں۔ بدمعاش پہرہ دار پہلے تو اُن کی پیٹھیں کوڑوں سے سہلاتے پھر اُن کی عریانی کا سامان کرتے۔ عین سڑک پر اُس بدنصیب قافلے کی آنکھوں کے سامنے

---

[1] الفضل ۲۸ راگست ۱۹۴۸ء

ان کی آبرو لوٹ لیتے۔ ساحل تک پہنچتے پہنچتے کئی ہزار عورتیں اپنی عصمتیں کھو چکی تھیں ... ہزاروں مصائب برداشت کرنے کے بعد جب یہ لوگ ساحل پر لائے گئے تو ان میں سے دو تہائی بھوک۔ بے عزتی اور سفر کی صعوبت کی نذر ہو چکے تھے۔[1]

سرزمین اسپین کا یہ قیامت خیز سانحہ پڑھیے اور پھر مشرقی پنجاب کے مسلمانوں پر بپا ہونے والے حشر کا تصور کیجئے یقیناً آپ کی رُوح بھی فوراً پکار اُٹھے گی کہ (چند مخصوص ناموں کی خفیف سی تبدیلی کے سوا) سپین اور مشرقی پنجاب کے واقعات میں ذرہ بھر تفاوت نہیں۔ ؎

وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے

مشرقی پنجاب میں طوفانِ ابر و باراں کے متعلق الہام

"جب میں قادیان سے آیا - تو اس سے ایک دن پہلے جبکہ میں دعائیں کر رہا تھا میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ اَغْرَقْنَاهُمْ یعنی ہم نے ان کو غرق کر دیا"[2]

(مرتب) اس الہام کے بعد مشرقی پنجاب کے مظلوم مسلمانوں کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے غیر معمولی بارشوں کا سلسلہ جاری ہُوا اور بالخصوص قادیان کی حدود میں اٹھنے والا طوفان ابر و باراں تو خالص الٰہی تدبیروں کا کرشمہ تھا۔ جو حملہ آوروں کے اکثر و بیشتر ناپاک عزائم و مقاصد کی غرقابی کا باعث بنا۔

---

[1] مسلمان اندلس میں ص۲۷۴-۲۷۹ الفضل یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء ص۱ کالم ۳

قائداعظم کی دردناک وفات اور سقوط حیدرآباد کے متعلق رؤیا

فرمایا:- "گیارہ اور بارہ ستمبر ۱۹۴۸ء کی درمیانی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں جو نہ قادیان معلوم ہوتی ہے اور نہ لاہور کا موجودہ مکان۔ بلکہ کوئی نئی جگہ معلوم ہوتی ہے ایک کھلا مکان ہے جس کے آگے وسیع صحن معلوم ہوتا ہے میں اس کے صحن میں کھڑا کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں باتوں کا مفہوم کچھ اس قسم کا ہے کہ قریب زمانہ میں مسلمانوں پر ایک بڑی آفت آئی ہے اور عنقریب کچھ اور حوادث ظاہر ہونے والے ہیں جو پہلی مصیبت سے بھی زیادہ سخت ہونگے اور مسلمانوں کی آنکھوں کے آگے قیامت کا نظارہ آجائے گا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دُور افق میں مجھے ایک چیز اُڑتی ہوئی نظر آئی یہ چیز ابوالہول کی شکل کی سی تھی اور اسی کی طرح عظیم الجثہ معلوم ہوتی تھی۔ ابوالہول کی طرح اس کی بنیاد بہت چوڑی تھی اور اوپر آکے اس کا جسم نسبتاً چھوٹا ہوجاتا تھا میں نے دیکھا کہ اوپر کے حصہ میں بجائے ایک سر کے اس کے دو سر لگے ہوئے ہیں۔ ایک سر ایک کونہ پر ہے اور دوسرا سر دوسرے کونہ پر اور درمیان میں کچھ جگہ خالی تھی اس چیز کی جسامت اور ہیبت کو دیکھ کر میں نے قیاس کیا کہ یہی وہ بلا ہے جس کے متعلق خبر پائی جاتی ہے اور میں نے ان لوگوں سے جن سے میں باتیں کر رہا تھا کہا دیکھو وہ چیز آگئی ہے میرے دیکھتے دیکھتے وہ بلاء عظیم اُڑتی ہوئی ہمارے پاس سے آگے کی طرف گزر گئی اور تمام علاقہ کے لوگوں میں شور پڑ گیا کہ اب کیا ہوگا وہ قیامت خیز تو آگئی۔"

"اس کے تھوڑی دیر بعد گو مجھے وہ بلا نظر تو نہیں آتی جو اُڑتی ہوئی آئی تھی اور جس کے دو سر تھے لیکن مَیں نے یوں محسوس کیا کہ گویا وہ بلا آپ ہی آپ ٹکڑے ہونے لگ گئی اور چھوٹی ہونی شروع ہو گئی اس وقت کسی شخص نے مجھے آکر مبارک باد دی اور کہا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس بلا کا اثر مٹا دیا ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔"

وقت کے لحاظ سے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رؤیا قائد اعظم کی وفات کے بعد آئی ہے کیونکہ ان کی وفات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ساڑھے دس بجے ہوئی ہے اور میں بالعموم سوتا ہی گیارہ بجے کے بعد ہوں۔ غالباً صبح کے قریب یہ رؤیا ہوئی ہے لیکن مجھے صبح نو بجے قائد اعظم کی وفات کا علم ہوا اس لئے جہاں تک اس رؤیا کا تعلق ہے یہ اس علم کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اس علم سے پہلے کی ہے اس رؤیا میں یہ بتایا گیا تھا کہ مسلمانوں پر قریب زمانہ میں اور ایک دوسرے سے پیوستہ دو مصیبتیں آنے والی ہیں اور بظاہر یوں نظر آئیں گی کہ گویا مسلمانوں کو تباہ کر دینگی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور ان لوگوں کے طفیل جو اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کے عادی ہیں ان مصیبتوں کے بد نتائج کو مٹا دے گا اور اس خطرۂ عظیم سے مسلمان محفوظ ہو جائیں گے۔

جب مجھے قائد اعظم کی وفات کا علم ہوا تو مَیں نے سمجھا کہ ایک مصیبت تو ان کی وفات ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ مصیبت مسلمانوں کے لئے درحقیقت ۴۷ء کے واقعات سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ گو ۴۷ء میں لاکھوں مسلمان مارا گیا لیکن اس وقت ان کے حوصلے توڑنے والی کوئی چیز نہیں تھی لیکن ایک ایسے لیڈر کا جس سے قوم کی امیدیں وابستہ ہوں ایسے وقت میں جدا ہونا جبکہ خطرات بھی بڑھ رہے ہوں اور امید کے پہلو بھی منکشف ہو رہے ہوں

---

[1] الفضل ۱۲؍ اگست ۴۸ء

نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ پس یہ دھکا ایسا تھا کہ جس نے ۴۷ء کے واقعات سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دلوں کو دہلا دیا۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے ذریعہ سے یہ علم بخشا کہ مسلمان اس صدمہ کی برداشت کی طاقت پا جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان کر دیگا کہ اس نقصان سے پاکستان کی بنیاد ہلے گی نہیں بلکہ الٰہی تدبیر سے محفوظ رہے گا مگر مجھے اس وقت یہ خیال آتا تھا کہ یہ جو خواب میں مَیں نے بلا دیکھی ہے اس کے دو سَر تھے ایک سَر سے تو اس ابتلا کی طرف اشارہ ہوا جو قائد اعظم کی وفات کی وجہ سے لوگوں کو پہنچا۔ لیکن دوسرا سر جو دکھایا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے دوسرے دن یہ خبر شائع ہوئی کہ ہندوستانی فوجوں نے حیدر آباد پر حملہ کر دیا ہے تب مَیں نے قیاس کیا کہ دوسرے سر سے مراد حیدر آباد پر حملہ ہے اور چونکہ خواب میں کسی مصیبت کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اس لئے میرے دل میں خیال گزرا کہ کہیں یہ حیدر آباد کا حملہ بھی ایک مصیبت نہ بن جائے آخر کل کی خبروں سے معلوم ہوا کہ حیدر آباد نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ نظام نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور یہ واقعہ تمام باشندگان پاکستان کے لئے نہایت ہی غم و اندوہ کا موجب ثابت ہوا ہے۔" [1]

(مرتب) قائد اعظم کی دردناک وفات اور ریاست حیدر آباد دکن کے سقوط کے بعد پاکستان کے مخالفین کے حوصلے بڑھ گئے لیکن خدا نے پہلے سے دی ہوئی خبر کے مطابق اس نوزائیدہ مملکت کی خود حفاظت فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

تقسیم فلسطین کے بارہ میں خبر

مئی ۱۹۴۷ء کو فرمایا:- پرسوں یا اترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی

---

[1] الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۸ء ص ۳

تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہو رہا تھا کہ برطانیہ اور روس کے درمیان ایک د Modified Treaty) ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مشرق وسطی کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی ہے۔

فرمایا ماڈیفائیڈ کے معنے ہوتے ہیں سمویا ہوا وسطی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غالباً بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کرے گا جس کی وجہ سے روسی دباؤ مشرق وسطی پر بڑھ جائے گا۔ اس وقت میرے ذہن میں عراق فلسطین اور شام کے ممالک آئے ہیں یعنی ان ممالک کے اندر روس اور انگریزوں کے سمجھوتہ کر لینے کی وجہ سے گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہوگی کہ انگریز جو سختی کے ساتھ روس کی مخالفت کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ سمجھوتہ اس سے کس بنا پر کیا ہے۔ جہاں تک مستقل اور آخری مرحلہ کا سوال ہے قرآن کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اقوام میں جنگ ضرور ہوگی۔ لیکن بعض اوقات سیاسی اغراض کے ماتحت دشمن کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے یا اس کے حملہ سے بچنے کے لئے حکومتیں وقتی طور پر صلح کر لیتی ہیں تا کوئی خطرہ نہ رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریز روس کے خیال سے اپنا حفاظتی پہلو مضبوط کرنے کے لئے مجبوراً کوئی سمجھوتہ روس کے ساتھ کر لیں گے سیاسی دباؤ بعض اوقات بڑے بڑے نتائج پیدا کر دیا کرتے ہیں اور حکومتیں اس دباؤ کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جو ہمیشہ روس کے مفاد کے رستہ میں حائل رہتے تھے۔ اب بعض سیاسی حالات یا اغراض کے ماتحت اس کی مخالفت کو چھوڑ دیں گے اور ادھر روس بھی جو بعض

یا توں میں برطانیہ اور امریکہ سے چپقلش رکھتا تھا اب اس کی مخالفت کو ترک کر دے گا۔"[1]

(مرتب) اس الہام الٰہی پر ابھی بمشکل چھ ماہ ہی گذرنے پائے تھے کہ عالم اسلام کے جسم میں "اسرائیل" کا خنجر پیوست کر دیا گیا۔ روس جو قبل ازیں برطانیہ اور امریکہ سے باہمی مخالفت میں گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا یکایک فلسطین کی تقسیم کے معاملہ میں اپنے حریفوں کا گہرا حلیف بن گیا اور ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو جنرل اسمبلی میں یہ روسی امریکی تجویز بھی منظور کر لی گئی۔ کہ یکم اگست ۱۹۴۸ء تک فلسطین میں برطانوی انتداب یکسر ختم کر دیا جائے اور زیادہ سے زیادہ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء تک فلسطین میں الگ الگ دو حکومتیں قائم ہو جائیں ایک عرب کی اور دوسری اسرائیل کی۔

واضح رہے کہ برطانیہ اس قرارداد سے دو ماہ قبل (۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو) یہ اعلان کر چکا تھا کہ مسئلہ فلسطین طے نہ ہوا تو برطانیہ اپنی فوج اور اپنا نظم و نسق وہاں سے ہٹا لے گا۔ یہ صورت حال صاف غماز تھی کہ دنیا کی تینوں طاقتیں فلسطین کے بارہ میں خفیہ طور پر ایک وسطی معاہدہ کر چکی ہیں صرف برطانوی انتداب کے انتظار کا بے تابی سے انتظار کر رہی ہیں چنانچہ جونہی انگریز کے فوجوں کے اخراج[2] کے بعد تل ابیب کے مقام پر فلسطین کے یہودیوں کی جنرل کونسل سپیکر نے اسرائیلی ریاست کے قیام کا اعلان کیا تو دنیا کی یہ تینوں عظیم طاقتیں فرط مسرت سے جھوم گئیں۔

سندھ سے پنجاب تک متوازی نشان کے ظہور کی پیشگوئی

۱۷ یا ۱۸ مارچ (۱۹۵۱ء) کی شب کو حضور پر یہ الہام نازل ہوا کہ

"سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا"[3]

---

[1] الفضل ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء ص۱ کالم ۱-۲ [3] الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء ص۳
[2] برطانیہ نے اپنی انتدابی ذمہ داری ختم کر دی تھی۔

(مرتب) چنانچہ دو سال بعد یہ نشان پوری شان کے ساتھ وقوع پذیر ہُوا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں پاکستان کے خلاف بعض مخصوص طبقوں کی طرف سے ایجی ٹیشن اٹھی تو (سابق) مغربی پنجاب کی کابینہ بھی اس میں شامل ہوگئی۔ جس پر مرکز کی طرف سے پہلے تو امن و دفاع کے فرائض فوج کے سپرد کر دیئے گئے اور پھر اس صوبائی کابینہ کو ہی برطرف کر دیا گیا لیکن اس برطرفی کے چند ماہ بعد فتنے نے ایک نئی سیاسی شکل بدل لی اور فتنے کی چنگاریاں خود مرکز میں پھیلنے لگیں اور ملکی فضا کے پوری طرح مسموم ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا تب پاکستان کے مرحوم گورنر جنرل غلام محمدؒ نے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے مرکزی وزارت بھی توڑ دی اور مسٹر محمد علی بوگرا ملک کے تیسرے وزیر اعظم بنے۔ اس طرح نہایت قلیل عرصہ میں پنجاب سے سندھ تک خدا کے متوازی نشانوں کا ظہور ہُوا جو دنیا کی تاریخ میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہایت درجہ حیرت افزا اور عدیم النظیر قرار دیئے جائیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

پاکستان کے بین الاقوامی سیاست کی صفِ اوّل میں آنے کے متعلق ایک رؤیا

فرمایا: میں نے رؤیا میں دیکھا کہ پاکستان کی حکومت نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے اتنی

ؔ الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۵۱ء

تعریف ہے کہ اس کو پڑھ کر حیرت آتی ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ چوہدری صاحب نے اپنے اس کام سے پاکستان کی جڑھیں مضبوط کر دی ہیں اور اس کو بین الاقوامی صفِ اوّل میں لا کھڑا کر دیا ہے میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ یو این۔ او۔ میں یا برطانوی یا امریکی حلقوں میں چین کے متعلق (روس کے بڑھتے اثر کو روکنے کے لئے) کوئی خدمت ہندوستان کے سپرد کرنے کا فیصلہ ہُوا تھا اور اس خدمت کے نتیجہ میں ہندوستان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی تھی اور پاکستان کی حیثیت گر جانے والی تھی۔

لیکن چوہدری صاحب نے معاملہ کی اہمیت کو بھانپ کر یو۔ این۔ او۔ یا امریکن اور برطانوی حکومتوں پر (یہ تعین میں یاد نہیں رہی کہ آیا یو۔ این۔ او مراد تھی یا برطانوی اور امریکن حکومتیں اس سے مراد تھیں) واضح کیا کہ پاکستان اس خدمت میں بہت بڑا حصّہ لے سکتا ہے اور یہ کہ کم سے کم ایک حصہ خدمت کا ایسا ہے جسے صرف پاکستان ہی بجا لا سکتا ہے۔ اور ایسے زور سے اس معاملے کو پیش کیا اور اتنے زبردست دلائل دیئے کہ حکومتوں کو ان کے دعوٰی کی صداقت تسلیم کرنی پڑی اور بجائے اس کے کہ وہ خدمت کلی طور پر ہندوستان کے سپرد کی جاتی۔ اس کا ایک حصّہ پاکستان کے بھی سپرد کیا گیا جسے کامیاب طور پر پورا کرنے کی صورت میں پاکستان بہت بڑی اہمیت حاصل کر لے گا۔ اور دنیا کی سیاست میں صف اوّل پر آ جائے گا۔[1]

(مرتب) اس رؤیا کا ایک پہلو ۷ اکتوبر ۵۴ء کو پورا ہو چکا ہے جبکہ عزت مآب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب عالمی عدالت کے جج منتخب ہوئے۔ یاد رہے۔ جناب چودھری صاحب موصوف جس نشست سے منتخب ہوئے وہ ہندوستان

[1] الفضل ۲۵ جنوری ۵۰ء

کے سربینگل نرسنگ راؤ کے انتقال کی وجہ سے خالی ہوئی تھی اور اس کے لئے بھارت نے اپنے نمائندہ مسٹر گوپال کو منتخب کرانے کی زبردست کوشش کی تھی لیکن سلامتی کونسل کی خفیہ رائے شماری میں بھارتی نمائندہ کو شکست ہوئی اور جناب چوہدری صاحب کامیاب ہوگئے اس طرح دنیا کے بین الاقوامی ادارہ میں خدا کے ایک عظیم الشان نشان کا ظہور ہُوا۔

"طوفانِ نوح" کی خبر رؤیا میں

(دسمبر ۱۹۱۴ء میں فرمایا)

"اس سے تھوڑی دیر بعد میں نے ایک اَور رؤیا دیکھی اور وہ یہ کہ جیسی اس مسجد (مسجد اقصٰے) میں بیچوں بیچ ایک نالی جاتی ہے اسی طرح کی ایک نہر ہے اور وہ بہت دُور تک چلی جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑا پانی ہے مگر بندوں کی وجہ سے اس کے اندر ہی بند ہے اس کے اردگرد ایک نہایت خوبصورت باغ ہے۔ میں اس میں ٹہل رہا ہوں اور ایک اور آدمی بھی میرے ساتھ ہے۔ ٹہلتے ٹہلتے نہر کی پرلی طرف میں نے چوہدری فتح محمدؐ صاحب کو دیکھا ہے اتنے میں ایک شخص آیا۔ میرے ساتھ گھر کی مستورات بھی ہیں اس نے مجھے کہا کہ مستورات کو پردہ کی تکلیف ہوتی ہے انہیں کہدیں صرف باغ میں ٹہلیں۔ میں جب اس جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف گیا ہوں تو مجھے بڑے زور سے پانی کے بہنے کی سرسر آواز آئی۔ اس وقت میں جس طرح پرانے مقبرے بنے ہوتے ہیں ایسے مکان میں کھڑا ہوں وہ مقبرہ اس طرح کا ہے جس طرح بادشاہوں کی قبروں پر بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں اس کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور اس کی کئی چھتیں اونچی نیچی ایک دوسری کے ساتھ ساتھ بنی ہوئی ہیں مجھے پانی کی سرسر کی جو آواز آئی تو میں نے اس لہر کی طرف دیکھا یا تو وہ ایسا خوبصورت نظارہ تھا کہ پرستان نظر آتا تھا یا ہر جگہ پانی پھرتا جاتا تھا عمارتیں

گرتی جاتی تھیں۔ درخت دبے جاتے تھے۔ گاؤں اور شہر تباہ ہوئے جاتے تھے پانی میں لوگ ڈوب رہے تھے کسی کے گلے گلے کسی کے منہ تک کسی کے سر کے اوپر پانی چڑھا جاتا تھا اور ڈوبنے والوں کا بڑا دردناک نظارہ تھا یکلخت وہ پانی اس مکان کے بھی قریب آگیا جس پر میں کھڑا تھا اور اس کی دیواروں سے ٹکرانا شروع ہو گیا آگے پیچھے کی آبادی کو تباہ و برباد ہوتا دیکھ کر بے اختیار میرے مُنہ سے نکل گیا۔ "نوح کا طوفان" پھر پانی اس مکان کی چھت پر چڑھنا شروع ہُوا۔ اس کے اردگرد جو دیوار تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی اسے توڑ کر اندر آنا چاہتا ہے اور لہریں دیوار کے اوپر سے نظر آتی تھیں اس وقت میں نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا مجھے کہیں آبادی نظر نہیں آتی تھی اور پانی ہی پانی نظر آتا تھا جب پانی چھت پر بھی آنے لگا تو میں نے گھبراہٹ میں پکار پکار کر اس طرح کہنا شروع کیا۔

اَللّٰھُمَّ اھْتَدَیْتُ بِھُدَیٰكَ وَاٰمَنْتُ بِمَسِیْحِكَ

اس وقت مجھے ایسا معلوم ہُوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوڑے چلے آتے ہیں اور گویا لوگوں سے فرماتے ہیں کہ یہی فقرہ پڑھو تب تم اس عذاب سے بچ جاؤ گے۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نظر آئے لیکن یہ میرا خیال تھا کہ آپ لوگوں کو یہ فرما رہے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ پانی کم ہونا شروع ہُوا اور چھت گیلی گیلی نظر آنے لگی۔ اسی گھبراہٹ میں میری آنکھ کھُل گئی۔" [1]

(مرتب) دنیا کے مختلف ممالک جن میں امریکہ بھی شامل ہے اس وقت تک متعدد بار "طوفان نوح" کے ہولناک نظارے دیکھ چکے ہیں خصوصاً برصغیر ہندو

---

[1] (اخبار الفضل مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۱۴ء صـ۵ کالم ۲
(نیز الفضل ۲ر نومبر ۱۹۱۴ء صـ۹ کالم ۳ میں دیا ۱۹۱۸ء سے اس کا تعلق ہے)

پاکستان کی حدود میں تو یہ عبرتناک نشان بڑی کثرت و وسعت سے ظاہر ہوا ہے ۵۵ء میں اُبھرنے والے خوفناک سیلاب کے متعلق مغربی پاکستان کے مشہور جریدہ "چٹان" کی رائے ملاحظہ ہو۔ اخبار چٹان ۱۷ اکتوبر ۵۵ء کے ایشوع میں "طوفانِ نوح" کے ہی عنوان سے رقمطراز ہے:۔

"قرآن مجید میں طوفانِ نوح کا ذکر پڑھئے تو عقل کوتاہ اندیش کو حیرت ہوتی۔ لیکن پنجاب کو طغیانی کے جن تھپیڑوں نے ہلاک کیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ طوفان کیا تھا لاہور کے طوفان نوح کو ہم نے اپنی آنکھوں دیکھا ہے۔"

پاکستان میں ایک عظیم الشّان سیاسی انقلاب کی پیشگوئی

مملکت پاکستان کو اکتوبر ۵۵ء میں ایک شدید سیاسی بحران سے دوچار ہونا پڑا جبکہ دستور ساز اسمبلی جیسا ادارہ جسے سب سے زیادہ سنجیدہ اور باوقار اور رقابتوں اور رنجشوں سے بالا رہنا چاہیئے تھا خود ارباب اقتدار کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ گیا اور ملک کی سالمیت معرضِ خطر میں پڑ گئی۔ عین اس وقت حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ربوہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک عظیم الشان خبر دی جو تین دن کے اندر اندر پوری ہوئی جس کی تفصیل حضور کے الفاظ میں درج کی جاتی ہے:۔

فرمایا:۔ "میں نے کہا تھا کہ "اگر تمہارا خدا چاہے تو تین دن کے اندر اندر ان لوگوں کی طاقت کو توڑ دے اور برسر اقتدار لوگ جو اس وقت شرارت کر رہے ہیں اُن کے فتنہ سے ملک کو بچا لے۔ خدا کی قدرت دیکھو جمعہ کو میں نے یہ الفاظ کہے اور اتوار کو گورنر جنرل نے دستور ساز اسمبلی توڑ دی اور نئی وزارت بنانے کے لئے مسٹر محمد علی کو دعوت دے دی گویا خطبہ پر پورے تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ

خطرات جو پاکستان کو پیش آرہے تھے عارضی طور پر ٹل گئے" [۵]
ملک میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کرنے اور دستور ساز اسمبلی توڑنے کے سلسلہ میں ملک بھر میں گورنر جنرل (مسٹر غلام محمد مرحوم) کے اقدام کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا گیا۔ اور سیاسی لیڈروں نے یہ رائے ظاہر کی کہ:۔
"گورنر جنرل نے ملک کو تباہی سے بچالیا ہے" [۶]

پاکستان میں ریل کے خوفناک حادثہ (جھمپیر) کے متعلق حیران کن رؤیا

۲۹ر جنوری ۱۹۵۴ء کو پاکستان میں جھمپیر کے قریب ریل کا ایک خوفناک حادثہ پیش آیا جس نے ملک بھر میں صف ماتم بچھادی۔ جس گاڑی کو یہ حادثہ پیش آیا اس میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی تھے جو حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی ایک گذشتہ رؤیا کے مطابق خارق عادت طور پر محفوظ رہے۔ یہ رؤیا مع اس کی تشریح کے حضور کے الفاظ میں درج ذیل ہے

"ا رتا ۱۸ر نومبر ۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ پر ہوں میاں بشیر احمد صاحب اور درد صاحب میرے ساتھ ہیں کسی شخص نے مجھے ایک لفافہ لاکر دیا اور کہا کہ یہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا ہے میں نے اس لفافہ کو کھولے بغیر یہ محسوس کیا کہ اس میں کسی عظیم الشان حادثہ کی خبر ہے جو چوہدری صاحب کی موت کی شکل میں پیش آیا ہے یا کوئی اور بڑا حادثہ ہے میں نے درد صاحب سے کہا۔ لفافہ کو جلدی کھولو اور اس میں سے کاغذ نکالو درد صاحب نے لفافہ کھولا۔

---

[۵] الفضل ۵ر نومبر ۱۹۵۴ء ص ۲ کالم ۱ [۶] اخبار نوائے وقت ۲۶ر اکتوبر ۱۹۵۴ء ص

اسس میں بہت سے کاغذ نکلتے آتے تھے لیکن اصل بات جس کی خبر دی گئی تھی نظر نہیں آتی تھی آخر کار لفافہ میں صرف ایک دو کاغذ رہ گئے لیکن اصل کا خبر کا پتہ نہ لگا۔ میاں بشیر احمد صاحب نے کہا پتہ نہیں چودھری صاحب کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے وہ ایک اہم خبر لکھتے ہیں لیکن اچھی طرح بیان نہیں کرتے میں نے کہا گھبراہٹ میں ایسا ہو ہی جاتا ہے اسپر لفافہ میں جو دو کاغذ باقی رہ گئے تھے ان میں سے ایک کاغذ کو میں نے باہر کھینچا تو وہ ایک فہرست تھی لیکن اصل واقعہ کا اس سے پتہ نہیں لگتا تھا اس فہرست میں ایک نام سے پہلے ملک لکھا تھا اور آخر میں محمد لکھا تھا درمیانی لفظ پڑھا نہیں جاتا تھا اس سے اتنا تو پتہ لگتا تھا واقع میں کوئی اہم خبر ہے لیکن اصل واقعہ کا پتہ نہیں لگتا تھا پھر لفافہ میں سے ایک اور شفاف کاغذ نکلا جو Tracing Paper تھا میں اسے دیکھنے لگا اور میں نے کہا یہ خبر ہے جو چودھری صاحب نے ہم تک پہنچانی چاہی ہے مگر بجائے کوئی واقعہ لکھنے کے اس کاغذ پر ایک لکیر کھینچی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہوائی جہاز ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف جا رہا ہے آگے جا کر وہ لکیر یکدم اُریبی صورت میں نیچے آجاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاز یکدم نیچے آگیا ہے اسس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ رُکا ہے اور معاً ashamed کا لفظ میرے سامنے آتا ہے تو معاً سمندر میرے سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ نیچے کچھ جزیرے ہیں مجھے نیچے کی طرف عملاً سمندر نظر آتا ہے اسس میں ہلکی ہلکی لہریں ہیں میں خواب میں کہتا ہوں خدا کرے کہ نہ معلوم چودھری صاحب کو تیرنا آتا ہے خدا کرے اس حادثہ کی خبر معلوم کرکے کسی حکومت نے ہوائی جہاز یا کشتیاں بچانے کے لئے بھیج دی ہوں تاکہ چودھری صاحب اور دوسرے لوگ بچ جائیں

جب مَیں نے یہ رؤیا دیکھی اس وقت قریباً دو بجے رات کا وقت تھا اس دن میری بیوی مریم صدیقہ کی باری تھی اور وہ میرے پاس ہی دوسری چارپائی پر سوئی ہوئی تھیں مَیں نے انہیں جگایا اور کہا جلدی سے ایک خط لکھو چنانچہ مَیں نے اسی وقت چودھری صاحب کو خط لکھوایا اور تحریر کیا کہ وہ کچھ صدقہ دیدیں فوراً بھی اور آتے ہوئے بھی۔ اور اس مضمون کی ایک تار بھی دے دی۔ مَیں نے جب یہ رؤیا دیکھی تو چودھری صاحب امریکہ پہنچ چکے تھے اور مَیں نے رؤیا میں یہ نظارہ دیکھا تھا کہ چودھری صاحب مشرق سے مغرب کو جا رہے ہیں اگر وہ امریکہ سے پاکستان آ رہے ہوتے تو یہ سفر مشرق سے مغرب کو نہ ہوتا بلکہ مغرب سے مشرق کو ہوگا۔ پھر مَیں نے رؤیا میں یہ دیکھا تھا کہ چودھری صاحب خود ہی اس حادثہ کی خبر دے رہے ہیں اور یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اگر اس حادثہ میں ان کی جان کا نقصان ہے تو وہ اس کی خبر کیسے دے رہے ہیں۔ بہرحال مَیں نے اس خواب کی تین تعبیریں کیں

اوّل یہ کہ کوئی حادثہ سخت مہلک چودھری صاحب کو پیش آنے والا ہے اور خدا تعالیٰ انہیں اس سے بچالے گا کیونکہ وہ خود اس حادثہ کے متعلق تبھی خبر دے سکتے ہیں جب وہ محفوظ ہوں۔

دوسرے مَیں نے یہ تعبیر کی کہ اس دن ملک غلام محمدؐ صاحب گورنر جنرل سفر پر روانہ ہو رہے تھے شائد انہیں کوئی حادثہ پیش آجائے مَیں نے ملک اور محمدؐ کے الفاظ دیکھے تھے بیچ میں ایک لفظ اور بھی تھا جو پڑھا نہیں گیا۔ مَیں نے خیال کیا کہ شائد اس سے ملک غلام محمدؐ صاحب ہی مراد ہوں کیونکہ ان کے نام سے پہلے بھی ملک اور آخر میں محمدؐ کا لفظ آتا ہے اور وہ چودھری صاحب کے دوست بھی ہیں اور دوست کا صدمہ خود انسان کا اپنا صدمہ کہلاتا ہے چنانچہ مَیں نے صبح انہیں تار دے دی چونکہ وہ احمدی نہیں ہے اس لئے مَیں نے یہ نہ لکھا کہ مَیں نے رؤیا دیکھی ہے

بلکہ صرف یہ لکھا کہ آپ سفر پر جا رہے ہیں میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کے دوران میں آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے لیکن میرا تار پہنچنے سے پہلے ملک صاحب سفر پر روانہ ہو چکے تھے وہ تار قائم مقام گورنر جنرل کو ملا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ مبارک بادی کا تار ہے۔ چنانچہ ان کی طرف سے شکریہ کی چٹھی آگئی حالانکہ وہ تار اس رؤیا کی بناء پر اصل گورنر جنرل صاحب کو دی گئی تھی لیکن وہ ملی قائم مقام گورنر جنرل کو۔

تیسرے چونکہ چودھری صاحب مغرب میں پہنچ چکے تھے اور پاکستان کی طرف سفر کرتے ہوئے انہوں نے مغرب سے مشرق کو آنا تھا اور پھر اس حادثہ کی خبر بھی انہوں نے خود ہی دی تھی اس لئے میں نے خیال کیا کہ شائد اس سے یہ مراد ہو کہ جو خاص کام مراکو وغیرہ کی خدمت کا وہ کر رہے ہیں اس میں انہیں ناکامی ہو۔ بہر حال میں نے ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کروا دیا اور چودھری صاحب کو بھی خط لکھا کہ وہ خود بھی صدقہ دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی صدقہ دے دیا اور ہم نے دُعائیں جاری رکھیں۔ میں لاہور گیا تو چودھری صاحب کی بیوی مجھے ملیں میں نے انہیں بھی بتایا کہ میں نے اس قسم کی رؤیا دیکھی ہے چونکہ چودھری صاحب کی لڑکی بھی اس سفر میں ان کے ہمراہ تھی اس لئے ان کے لئے دُہرا صدمہ تھا اس لئے انہوں نے بھی اس عرصہ میں روزانہ ایک ایک کر کے یا بعض دنوں میں دو دو کر کے اکسٹھ بکرے صدقہ دیئے۔ چودھری صاحب خیریت سے کراچی پہنچ گئے اور اس قسم کا کوئی حادثہ انہیں پیش نہ آیا۔ کراچی سے پنجاب آئے تو یہ سفر بھی خیریت سے گزر گیا لیکن جب کراچی واپس گئے تو راستہ میں اس گاڑی کو جس میں چودھری صاحب سفر کر رہے تھے خطرناک حادثہ پیش آیا اور انڈین ریڈیو پر جب یہ خبر نشر ہوئی تو اس کے متعلق smashed کا لفظ

ہی استعمال کیا گیا ......۔ جس جگہ پر یہ واقعہ ہوا چودھری صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے دس دس میل دور تک کوئی پکی سڑک نہیں ہے صرف ریل کی پٹڑی گزرتی ہے اس لئے امداد کے لئے اس جگہ تک کوئی موٹر نہیں آسکتی تھی اس طرح وہ جگہ جزیرے کی طرح تھی میں سمجھتا ہوں کہ رؤیا میں ہوائی جہاز کا دکھایا جانا اور واقعہ ریل میں ہونا اور پھر یہ گاڑی بھی مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی۔ اسی طرح دوسری سب باتوں کا ہونا بتاتا ہے کہ یہ ایک تقدیر مبرم تھی لیکن خدا تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سنکر اس حادثہ کو بجائے ہوائی جہاز کے ریل میں بدل دیا ہوائی جہاز میں ایسا حادثہ پیش آجائے تو اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے شاذ ہی کوئی شخص اس قسم کے حادثہ سے بچتا ہے لیکن یہی حادثہ ریل میں پیش آجائے تو اس سے کسی انسان کا بچ جانا ممکن ہے اور پھر وہ ریل مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی جب مینے اخبار میں وہ واقعہ پڑھا تو مینے محسوس کیا کہ میری وہ خواب پوری ہو گئی ہے مینے میاں بشیر احمد صاحب سے اس کا ذکر کیا جن کو میں یہ خواب اسی وقت بتا چکا تھا جب یہ آئی تھی انہوں نے بھی کہا کہ واقعہ میں وہ خواب پوری ہوئی ہے لیکن مینے اخبار میں یہ واقعہ پڑھ کر چودھری صاحب کو یہ لکھنا پسند نہ کیا کہ میری رؤیا پوری ہو گئی ہے کیونکہ رؤیا میں انہوں نے پہلے اطلاع دی تھی اس لئے مینے یہی پسند کیا کہ وہ اطلاع دینگے تو میں لکھوں گا چنانچہ دوسرے دن چودھری صاحب کی تار آگئی کہ آپ کی رؤیا پوری ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے مجھے اس حادثہ سے بچا لیا ہے۔

یہاں صرف رؤیا کا سوال نہیں کہ وہ پوری ہو گئی بلکہ یہ ایک تقدیر مبرم تھی جو دعاؤں سے بدل گئی رؤیا میں خدا تعالیٰ نے مجھے ہوائی جہاز دکھایا تھا لیکن وہ واقعہ اسی جہت میں اور اسی شکل میں ریل میں پورا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا تقدیر مبرم تھا لیکن خدا تعالےٰ نے کہا چلو ان کی بات بھی پوری ہو جائے اور اپنی بات بھی پوری ہو

جائے یہی واقعہ ہم ریل میں کرا دیتے ہیں اس سے ہماری بات بھی پوری ہو جائے گی اور ان کی دُعا بھی قبول ہو جائیگی۔ پس یہ واقعہ ہمارے لئے زائد یقین اور ایمان کا موجب ہے[۱]۔

نئی روسی نسل میں بغاوت کی حیرت انگیز پیشگوئی

"بالشوزم کے موجودہ نظام پر نہیں جانا چاہیئے وہ اس وقت زار کے ظلموں کو یاد رکھے ہوئے ہے جس دن یہ خیال ان کے دل سے بھولا پھر یہ طبعی احساس کہ ہماری خدمات کا ہم کو صلہ ملنا چاہیئے ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے گا نئی پود بغاوت کریگی اور اس تعلیم کی ایسی شناعت ظاہر ہوگی کہ ساری دُنیا حیران رہ جائیگی۔"[۲]

(مرتب) اشتراکیت کا خاکہ کارل مارکس اور فریڈرک اینجلز نے تیار کیا لینن نے اس خاکہ کو دنیا کے نقشہ میں جگہ دی اور سٹالن نے اپنے بیس سالہ زمانہ اقتدار میں اسے ایک عالیشان عمارت بنا ڈالا۔ اس بنا پر سٹالن کی زندگی میں سٹالن ازم اور بالشوزم ہم معنی لفظ بن گئے لیکن ابھی سٹالن کا کفن میلا بھی نہ ہوا تھا کہ اس کے پہلے جانشین مسٹر مالنکوف نے سٹالن کے خلاف ایک زبردست باغیانہ تحریک بلند کر دی جو[۳] روسی ملک کے طول و عرض میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ چنانچہ وہ روس جو کبھی سٹالن کی فولادی شخصیت کو بالشوزم کی مجسم تصویر قرار دیتا تھا آج سٹالینی نظریات کے بخیئے ادھیڑ رہا ہے۔

---

[۱] المصلح ۱۸ر فروری ۱۹۵۴ء صفحہ ۳-۴ [۲] نظام نو طبع ثانی ۱۹۴۵ء صفحہ ۸۳

باب ہفتم

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی چند پیشگوئیاں مستقبل کے متعلق

معزز قارئین! موجودہ زمانہ میں کلام الہٰی کے زندہ انوار و برکات کے نزول کا ایک پرکیف منظر آپ کے سامنے ہے ماضی کے واقعات غیب کے پردوں میں ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گئے لیکن ان کی آسمانی تاریخ ابد تک فراموش نہیں کی جا سکے گی۔ اور ہم زمین و آسمان کو گواہ رکھ کر اقرار کرتے ہیں کہ خدا نے جو کچھ فرمایا تھا وہ پوری شان سے پورا ہو چکا۔

لیکن آیئے حال کے آئینہ میں مستقبل کی ایک جھلک بھی دیکھتے جائیں تا زمین پر رہتے کے باوجود عرشِ بریں کے رازدانوں میں شمار ہوں اور ہمارے عزائم و مقاصد خدائی تقدیروں سے پوری طرح ہم آہنگ ہو سکیں۔ مبارک وہ جو خالق کائنات کی آواز کا شنوا ہوتا ہے۔

قیامت خیز آفات ارضی و سماوی کے متعلق پیشگوئی

"خدا تعالیٰ نے مجھے متعدد بار متعدد رؤیا اور کشوف کے ذریعہ ان حالات کی خبر دی ہوئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے بھی تمام باتیں ظاہر ہوتی ہیں تم اس بات کو معمولی نہ سمجھو۔ بلکہ یقیناً یاد رکھو کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بارہا بتایا۔ دنیا میں ایسی ایسی آفات آنے والی ہیں کہ وہ قیامت کا نمونہ ہونگی۔ اور بسا اوقات اُن آفات کو دیکھ کر انسان یہ خیال کرے گا کہ اب دنیا میں شائد کوئی انسان بھی باقی نہیں رہے گا۔"[1]

قادیان کی واپسی کے متعلق پیشگوئی

"گو آج ہم قادیان نہیں جاسکتے۔ گو آج ہم اس سے محروم کردیئے گئے ہیں لیکن ہمارا ایمان اور یقین ہمیں بار بار کہتا ہے کہ قادیان ہمارا ہے وہ احمدیت کا مرکز ہے اور ہمیشہ احمدیت کا مرکز رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) حکومت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ بلکہ حکومتوں کا کوئی مجموعہ بھی ہمیں مستقل طور پر قادیان سے محروم نہیں کرسکتا اگر زمین ہمیں قادیان لے کر نہ دے گی تو ہمارے خدا کے فرشتے آسمان سے اُتریں گے اور ہمیں قادیان لے کر دیں گے ... ...

... ... قادیان خدا نے ہمارے ساتھ مخصوص کردیا ہے اس لئے وہ ہمیں آپ قادیان لیکر دے گا۔"[2]

---

[1] الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء صہ ۹ کالم ۱۔ [2] الفضل ۸ دسمبر ۱۹۴۷ء صہ ۱ کالم ۱-۲ تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۷ء۔

سپین میں اسلامی پرچم لہرانے کی پیشگوئی

"وہ دن دُور نہیں۔ جب اس جرنیل (عبدالعزیز ناقل) کے خون کے قطروں کی پکار اس کی جنگلوں میں چلانے والی روح اپنی کشش دکھائے گی اور سچے مسلمان پھر سپین پہنچیں گے اور وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے اس کی روح آج بھی ہمیں بلا رہی ہے۔ اور ہماری روحیں بھی یہ پکار رہی ہیں کہ اے شہید وفا! تم اکیلے نہیں ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سچے خادم منتظر ہیں جب خدا تعالےٰ کی طرف سے آواز آئے گی اور پروانوں کی طرح اس ملک میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالےٰ کے نور کو وہاں پھیلائیں گے۔ یہ سوال نہیں کہ ہم امن پسند جماعت ہیں۔ مخالف امن پسندوں پر بھی تلوار کھینچ کر اُن کو مقابلہ کی اجازت دلوا دیا کرتے ہیں۔ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امن پسند نہ تھے مگر مخالفین کے ظلموں کی وجہ سے آخر اللہ تعالےٰ نے اُن کو مقابلہ کی اجازت دے دی۔ جیسا کہ فرمایا

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ہ

جن لوگوں کو خواہ مخواہ نشانہ مظالم بنایا گیا۔ اب ان کو بھی اجازت ہے کہ مقابلہ کریں۔ پس سپین کے لوگ اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک یوں مقدر ہے تو ہماری تبلیغ و تعلیم سے ہی کفر و شرک کو چھوڑ دیں گے اور یا پھر ہم پر اتنا ظلم کریں گے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقابلہ کی اجازت ہو جائے گی اور وہ جنہوں نے کان پکڑ کر مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالا تھا۔ کان پکڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ حضور کے غلام حاضر ہیں"۔[۵۱]

---

۵۱ الفضل ۶ رمئی ۱۹۴۴ء ص کالم ۳-۴

ہندوؤں کے حلقہ بگوش اسلام ہونیکے متعلق پیشگوئی

"کیا سپین میں سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں ہم یقیناً اُسے نہیں بھولے۔ ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لینگے اسی طرح ہم ہندوستان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ ملک ہمارا ہندوؤں سے زیادہ ہے۔ ہماری سستی اور غفلت سے عارضی طور پر یہ ملک ہمارے ہاتھ سے گیا ہے۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہو گا اور اسلام کے خوبصورت اصول کو پیش کر کے ہم اپنے ہندو بھائیوں کو خود اپنا جزو بنا لینگے" [۱]

خطہ کشمیر کی آزادی کے متعلق پیشگوئی

"کشمیر کے مسلمان یقیناً غلام ہیں اور ان کی حالت دیکھنے کے بعد بھی جو یہ کہتا ہے کہ ان کو کس قسم کے انسانی حقوق حاصل ہیں وہ یا تو پاگل ہے اور یا اوّل درجہ کا جھوٹا اور مکار۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بہترین دماغ دئیے ہیں※ جانوروں سے بدتر اور انسانی ہاتھوں نے اس بہشت کو دوزخ بنا دیا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی غیرت نہیں چاہتی کہ خوبصورت پھول کو کانٹا بنا دیا جائے اس لئے وہ اب چاہتا ہے کہ جسے اس نے پھول بنایا ہے وہ پھول ہی رہے اور کوئی ریاست اور حکومت اسے کانٹا نہیں بنا سکتی۔ روپیہ چالاکی مخفی تدبیریں اور پروپیگنڈا کسی ذریعہ سے بھی اسے کانٹا نہیں بنایا جا سکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے اس لئے کشمیر ضرور آزاد ہو گا اور اس کے رہنے والوں کو ضرور ترقی کا موقع دیا جائے گا" [۲]

※ اور ان کے ملک کو دنیا کی جنت بنایا ہے مگر ظالموں نے ان کو غلام بنا کر اور ان کو

---

[۱] الفضل ۱۶ اپریل ۴۶ء صفحہ ۳ کالم ۲ [۲] الفضل ۳۱ جنوری ۳۲ء صفحہ ۵

ربوہ کی عظمت کے متعلّق پیشگوئی

"اپنے دل و دماغ میں کبھی یہ وہم بھی نہ آنے دو کہ قادیان جانے کی وجہ سے ربوہ اُجڑ جائے گا ربوہ کے چپے چپے پر اللہ اکبر کے نعرے لگ چکے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے یہ بستی انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک خدا کی محبوب بستی رہے گی یہ بستی انشاء اللہ تعالےٰ کبھی نہیں اُجڑے گی بلکہ قادیان کی اتباع میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتی رہے گی۔" [1]

مصر کے ہاتھوں یورپین تہذیب کے خاتمہ کی پیشگوئی

"میرے نزدیک مصر مسلمانوں کا بچہ ہے جسے یورپ نے اپنے گھر میں پالا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے بلاد اسلامیہ کے اخلاق کو خراب کرے مگر میرا دل کہتا ہے اور جب سے میں نے قرآن کریم کو سمجھا ہے میں برابر اُسکی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں کہ یورپین فوقیت کی تباہی مصر سے وابستہ ہے اور اب میں اسی بنا پر کہتا ہوں کہ" مگر یورپ نے اس امر میں ایسا ہی دھوکا کھایا ہے جیسا کہ فرعون نے۔ مصر جب خدا تعالیٰ کی تربیت میں آجائے گا تو وہ اسی طرح یورپین تہذیب کے مخرب اخلاق حصوں کو توڑنے میں کامیاب ہوگا جس طرح حضرت موسیٰ فرعون کی تباہی میں"

بے شک اس وقت یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے مگر جو زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے" [2]

---

[1] الفضل ۱۱ر جنوری ۵۸ء صفحہ ۳ کالم ۳ [2] الفضل ۱۳ر ستمبر ۲۴ء صفحہ ۳ کالم ۳

کمیونزم کی تباہی کے متعلق پیشگوئی

۱۔ "لوگ سمجھتے ہیں کہ کمیونزم کامیاب ہوگیا حالانکہ اس وقت کمیونزم کی کامیابی محض زار کے مظالم کی وجہ سے ہے جب پچاس ساٹھ سال کا زمانہ گذر گیا جب زار کے ظلموں کی یاد دلوں سے مٹ گئی جب اس کے نقوش دھندلے پڑ گئے اگر اس وقت بھی یہ نظام کامیاب رہا تو ہم سمجھیں گے کہ کمیونزم واقعہ میں ماں کی محبت اور باپ کے پیار اور بہن کی ہمدردی کو کچلنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ لیکن دنیا یاد رکھے یہ محبتیں کبھی کچلی نہیں جا سکتیں۔ ایک دن آئیگا کہ پھر یہ محبتیں اپنا رنگ لائینگی۔ پھر دنیا میں ماں کو ماں ہونے کا حق دیا جائیگا۔ اور پھر یہ گم گشتہ محبتیں واپس آئینگی۔ لیکن اس وقت یہ حالت ہے کہ کمیونزم انسان کو انسان نہیں بلکہ ایک مشین سمجھتا ہے نہ وہ بچہ کے متعلق ماں کے جذبات کی پرواہ کرتا ہے نہ وہ باپ کے جذبات کی پرواہ کرتا ہے نہ وہ اور رشتہ داروں کے جذبات کی پرواہ کرتا ہے وہ انسان کو انسان نہیں بلکہ ایک مشینری کی حیثیت دے رہا ہے مگر یہ مشینری زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی وقت آئے گا کہ انسان اس مشینری کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا اور اس نظام کو اپنے لئے قائم کرے گا جس میں عائلی جذبات کو اپنی پوری شان کے ساتھ برقرار رکھا جائے گا۔" [۱]

۲۔ "اس (اشتراکی تحریک۔ ناقل) کا زوال نہایت خطرناک ہوگا۔ دوسری تحریکات میں تو یہ ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ مرتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بادشاہ تخت حکومت پر بیٹھ جاتا ہے۔ ایک پارلیمنٹ ٹوٹتی ہے تو دوسری پارلیمنٹ

---

[۱] "اسلام کا اقتصادی نظام" لیکچر فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء طبع اول ص۸۵

بن جاتی ہے لیکن بالشویک تحریک میں اگر کبھی کمزوری آئی تو یہ یکدم تباہ ہوگی اور اس کی جگہ زار ہی آئے گا کوئی دوسری حکومت نہیں آئے گی کیونکہ اس میں نیابت کی کوئی صورت نہیں...... پس جب یہ تحریک گریگی تو کلی طور پر گریگی جیسا کہ فرانس میں ہُوا جب فرانس کے باغیوں میں تنزل پیدا ہُوا اُن کی جگہ نپولین جیسے کامل الاقتدار آدمی نے لی۔ خود جمہور میں سے جمہوریت کا کوئی دلدادہ جگہ نہ لے سکا۔"[1]

یاجوج وماجوج کی شکست کے متعلّق پیشگوئی

"مینے ایک رؤیا دیکھی اور آج تک جب یاد آتی ہے اس کی لذت محسوس کرتا ہوں مینے دیکھا کہ ایک اژدھا ہے اور ایک سڑک ہے کچھ آدمی آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایک جماعت میرے ساتھ ہے جو لوگ آگے ہیں ان کے متعلق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ہی ساتھ سے الگ ہوئے ہیں اس کا شائد یہ مطلب ہو کہ بظاہر تو ساتھ ہیں مگر اطاعت میں تقدم کرتے ہیں۔ چلتے چلتے کسی کے چیخنے کی آواز آئی ہے اور میں اس کی طرف دوڑتا ہُوا گیا۔ کہ اسے مصیبت سے بچاؤں دیکھا کہ ایک اژدھا ہے جو لوگوں پر حملہ کر رہا تھا اور کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا جب وہ سامنے

[1] نظام نو طبع دوم ص۳۹ (تقریر فرمودہ دسمبر ۱۹۴۲ء)

لیتا تھا تو بے اختیار لوگ اس کی طرف کھینچے چلے جاتے۔ اور کوئی ان کو روک نہ سکتا۔ انسانوں پر ہی کیا موقوف ہے ہر ایک چیز درخت وغیرہ تک اس کی طرف کھینچے لگتے۔ اور جب وہ سانس باہر نکالتا جہاں تک پہنچتا وہاں تک کی ہر ایک چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا۔ اس وقت مَیں نے اپنے دوستوں میں سے ایک کو دیکھا جس پر وہ حملہ آور ہو رہا تھا۔ میں بھاگ کر گیا کہ اس کی مدد کروں لیکن وہ اژدھا اس سے ہٹ کر مجھ پر حملہ کرنے لگا۔ اس وقت مجھ کو وہ اژدھا یاجوج ماجوج ہی معلوم ہونے لگا اور خیال آیا کہ اس کا سامنے ہو کر تو مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِہِمَا ؟

کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا اور یہ حدیث یاجوج ماجوج کے متعلق ہے۔ اس سے مجھے کچھ گھبراہٹ سی پیدا ہوئی لیکن معاً یہ بات مجھے سمجھائی گئی کہ اس حدیث کا تو یہ مطلب ہے کہ اس کے سامنے ہو کر کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اگر کسی اور طریق سے حملہ کیا جائے تو ضرور کامیابی ہوگی اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ ایک چارپائی پیدا ہوئی ہے جو بنی ہوئی نہیں صرف کھٹ ہے اور وہ اس اژدھے کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے میں اس پر کھڑا ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی شروع کر دی ہے جس سے وہ پگھلنا شروع ہو گیا اور آخرکار مر گیا۔

یہ مَیں نے اس کے سامنے ہو کر مقابلہ نہیں کیا بلکہ اوپر ہو کر کیا تھا اس لئے کامیاب ہو گیا۔" لہ

لہ اخبار الفضل مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۱۷ء صہ کالم ۲-۳

نیز الفضل ۱۷ رمئی ۱۹۱۹ء صک کالم ک

عالمگیر اسلامی حکومت کے قیام کی پیشگوئی

ہم سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں بلکہ ہم سمجھتے اور یقین ہی نہیں رکھتے ہم اپنی روحانی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ رہے ہیں جو دنیا کو نظر نہیں آتی ہم اپنی کمزوریوں کو بھی جانتے ہیں ہم مشکلات بھی جانتے ہیں جو ہمارے رستہ میں حائل ہیں ہم مخالفت کے اس اُتار چڑھاؤ کو بھی جانتے ہیں جو ہمارے سامنے آنے والا ہے ہم ان قتلوں اور غارتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں جو ہمیں پیش آنے والے ہیں ہم ان ہجرتوں کو بھی دیکھ رہے ہیں جو ہماری جماعت کو ایک دن پیش آنے والی ہیں ہم ان جسمانی اور مالی اور سیاسی مشکلات کو بھی دیکھتے ہیں جو ہمارے سامنے رونما ہونے والی ہیں مگر ان سب دھندلکوں میں سے پار ہوتی ہوئی اور ان سب تاریکیوں کے پیچھے ہماری نگاہ اس اونچے اور بلند تر جھنڈے کو بھی انتہائی شان و شوکت کے ساتھ لہراتا ہوا دیکھ رہی ہے جس کے نیچے ایک دن ساری دنیا پناہ لینے پر مجبور ہوگی یہ جھنڈا خدا کا ہوگا یہ جھنڈا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا . . . . یہ سب کچھ ایک دن ضرور ہو کر رہے گا بیشک دنیوی مصائب کے وقت کئی اپنے بھی کہہ اٹھیں گے کہ ہم نے کیا سمجھا تھا اور کیا ہوگیا مگر یہ سب چیزیں مٹتی چلی جائینگی۔ مٹتی چلی جائینگی آسمان کا نور ظاہر ہوتا چلا جائے گا اور زمین کی تاریکی دُور ہوتی چلی جائے گی اور آخر وہی ہوگا جو خدا نے چاہا وہ نہیں ہوگا جو دنیا نے چاہا۔"

لہ الفضل ۱۲ مئی ۱۹۴۹ء صہ کالم ۳-۴-۵

باب ہشتم

اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے بارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ
کی
مذاہب عالم کو پر خلوص دعوت

تم

[illegible]

[illegible]

پیش نظر مجموعہ کے اختتام سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک چالیس سالہ پرخلوص دعوت درج کرنا ضروری ہے جو حضور نے ۱۹۱۷ء سے عیسائیت ، یہودیت ۔ بدھ ازم ۔ ہندو مت چینی ازم ۔ زرتشت ازم ۔ شنٹو ازم ۔ بابیت ۔ برہمو سماج اور تھیوسوفی اور دیگر تمام مذاہب عالم کو دے رکھی ہے لیکن افسوس باوجود ایک طویل زمانہ گذرنے کے کسی کو یہ دعوت قبول کرنے کی توفیق نہیں مل سکی۔

حضور نے ۱۳ر ستمبر ۱۹۱۷ء کو فرمایا ۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آکر ہم سے مقابلہ کرے مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے جبکہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بہت بڑی علامت ہے اگر کسی کو شک و شبہ ہے تو آئے اور آزمائے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا اگر کوئی ایسے لوگ ہیں جنہیں یقین ہے کہ ہمارا مذہب زندہ ہے تو آئیں اُن کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور محبت ہے اس کا ثبوت دیں اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی تو وہ مقابلہ میں ضرور اُن کی مدد اور تائید کرے گا ایک کمزور اور ناتوان انسان اپنے پیاروں کو دکھ اور تکلیف میں دیکھ کر جس قدر اُسکی طاقت اور ہمت ہوتی ہے مدد کرتا ہے تو کیا انہوں نے اپنے خدا کو ایک کمزور انسان سے بھی کمزور سمجھ رکھا ہے جو ان کی مدد نہیں کرے گا ۔ اگر نہیں تو . . . . آئیں تاکہ ثابت ہو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے اور کس

کی دُعا سنتا ہے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو اس مقابلہ کے لئے کھڑا کریں لیکن اس کے لئے یہ نہیں ہے کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہہ دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے کے قائمقام ہوں اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دُعا قبول کرتا ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دُعا قبول ہوگی۔

افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ پر آنے سے ڈرتے ہیں اگر وہ مقابلہ کے لئے نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام سچا ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب سچے ہیں اس کے فیصلے کا آسان طریق یہ ہے کہ مشاہدہ کرلیا جائے کہ کونسا مذہب سچا ہے اور جب مشاہدہ ہوسکتا ہے تو پھر کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن اس میدان میں صرف اسلام ہی کھڑا رہے گا اور ہم اس کا ثبوت دینے کے لئے آج بھی تیار ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اسلام ہی کی تائید کرے گا۔"

"زندہ مذہب"
فرمودہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۷ء
طبع اوّل ——— صہ ۲۹

خاتمہ

بالآخر خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے محبوب قائد سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جو خدا تعالیٰ کے ہزاروں نشانوں کا نفیس ترین مرقع اور دورِ حاضر کے عظیم ترین روحانی پیشوا ہیں۔ بے شمار کامرانیوں اور ظفر مندیوں کے ساتھ اور صحت و توانائی کی لازوال برکتوں سے معمور ایک لمبی عمر عطا فرمائے تا آپ کے مقدس ہاتھوں سے خدا کی آسمانی بادشاہت ہر برِّ اعظم ہر ملک ہر قوم بلکہ ہر دل و دماغ پر قائم ہو جائے اور دُنیا بھر کی حکومتیں کچھ اس شان سے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا گورنر جنرل تسلیم کرنے کا اعلان کریں کہ زمین کے ذرّوں سے لے کر آسمان کے چاند ستاروں تک قرآنی نغموں سے گونج اٹھیں۔

اللھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰلِ محمّدٍ کما صلیت علےٰ
ابراھیم وعلیٰ اٰلِ ابراھیم انک حمیدٌ مجید

کاتب
محتاج دُعا خاکسار عبدالحق

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ضلع جھنگ میں

زیر اہتمام ابو المنیر مولوی نور الحق صاحب

مینجنگ ڈائرکٹر ادارۃ المصنفین

طبع ہوا

تعداد اشاعت ——— ۱۰۰۰